تاریخ الامّت

(علامہ اسلم جیراج پوری)

جلد چہارم - خلافت عبّاسیہ

شائع کردہ: ادارہ طلوع اسلام۔ کراچی

قیمت دو روپے

Marfat.com

تاریخ الامت

جلد چہارم

خلافت عباسیہ

علامہ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

شائع کردہ

ادارہ طلوع اسلام۔ کراچی

جاوید پریس میکلوڈ روڈ کراچی

Marfat.com

135481

فہرست تاریخ الاُمّت

جلد چہارم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
		جمعیت مخفیہ	۲۹
		دور اوّل	۳۲
دیباچہ	۹	دور ثانی	۴۰
بنی عباس	۱۲	انکشاف حقیقت	۴۵
حضرت عباس رضؓ	"	اعلان خلافت	۴۷
عبداللہ بن عباس رضؓ	۱۵	خاتمۂ بنی اُمیّہ	۴۹
علی بن عبداللہ رضؓ	۱۶	خلافت عباسیہ	۵۰
محمد بن علی	۱۷	ممالک اسلامیہ	۵۳
خلافت	۱۸	جزیرۃ العرب	"

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عراق	۵۴	احوال داخلیہ	۷۴
اقلیم جزیرہ	۵۵	امرار	۷۷
اقلیم شام	۵۶	ولیعہدی	۷۸
مصر	۵۷	وفات	–
مغرب	۵۸	منصور (۲)	۷۹
ماوراالنہر	۵۹	احوال داخلیہ	..
خراسان	۶۰	عبداللہ بن علی	۸۱
اقلیم دیلم	۶۱	ابومسلم خراسانی	۸۳
رحاب	۶۲	محمد بن عبداللہ نفس زکیہ	۸۸
اقلیم الجبال	۶۳	ابراہیم	۱۰۴
خوزستان	–	نظم ولایات	۱۰۷
فارس	۶۴	وزارت	۱۰۸
کرمان	..	ابوایوب	۱۰۹
سندھ	۶۵	ربیع بن یونس	..
ولایت عہد	۶۶	حاجب	۱۱۰
سفاح (۱)	۶۷	کتابت	–

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قضاء	۱۱۰	ابن ابی صالح	۱۲۸
صاحب شرطہ	۱۱۱	احوال خارجیہ	۱۲۹
فوج	-	صفات مہدی	۱۳۰
معن بن زائدہ	-	ولیعہدی	۱۳۲
عمرو بن العلاء	۱۱۳	وفات	۱۳۳
دار الخلافہ	-	ہادی (۴)	۱۳۴
احوال خارجیہ	۱۱۴	احوال داخلیہ	-
صفات منصور	۱۱۶	حسین بن علی	۱۳۵
وفات	۱۱۹	صفات ہادی	۱۳۶
اولاد	"	ولیعہدی	-
مہدی (۳)	۱۲۱	وفات	۱۳۷
احوال داخلیہ	"	ہارون (۵)	۱۳۸
فتنۂ زنادقہ	۱۲۲	احوال داخلیہ	-
وزارت	۱۲۳	حضارۃ بغداد	۱۳۹
ابو عبید اللہ	۱۲۴	علویہ	۱۴۱
یعقوب	۱۲۶	ادریس اول	۱۴۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
افریقہ	۱۴۳	وفات	۱۷۳
خوارج	۱۴۵	امین (۶)	۱۷۴
مشرق	۱۴۶	احوال داخلیہ	..
وزارت	۱۴۹	صفات امین	۱۸۹
برامکہ	"	مامون (۷)	۱۹۱
یحیٰی بن خالد	۱۵۰	شورش عراق	۱۹۲
فضل بن یحیٰی	۱۵۴	علویہ	۱۹۳
جعفر بن یحیٰی	۱۵۵	فتنۂ مکہ	۱۹۵
موسےٰ بن یحیٰی	۱۵۶	فتنۂ یمن	۱۹۷
محمد بن یحیٰی	۱۵۷	وزارت	۲۰۵
زوال برامکہ	۱۵۸	احمد بن خالد	۲۰۶
عبدالملک	۱۶۳	ابن یوسف	۲۰۷
احوال خارجیہ	۱۶۵	ثابت بن یحیٰی	۲۰۸
مغربی روم	۱۶۸	دولت زیادیہ	۲۱۰
قرطبہ	۱۷۰	دولت اغالبیہ	۲۱۱
صفات ہارون	۱۷۱	ابراہیم بن مہدی	۲۱۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
زط کی بغاوت	۲۱۳	معتصم (۸)	۲۵۶
نصر بن شبت	۲۱۵	وزارت	۲۵۶
بابک خرمی	۲۱۸	احمد بن عمار و ابن زیات	۲۵۸
فوج	۲۲۲	ابن ابی داؤد	۲۵۹
طاہر بن حسین	۲۲۳	علویہ	۲۶۲
عبداللہ بن طاہر	۲۲۵	فوج	۲۶۳
محاصل	۲۲۶	محاصل	۲۷۲
علوم و فنون	۲۳۰	احوال خارجیہ	۲۷۳
محیط زمین	۲۳۳	صفات معتصم	۲۷۷
رصدگاہ	۲۳۴	وفات	۲۷۹
مجالس علمیہ	۲۳۵	ولایت عہد	-
فتنہ خلق قرآن	۲۳۹	واثق (۹)	۲۸۰
احوال خارجیہ	۲۴۷	وزارت	-
اخلاق و عادات	۲۵۰	فوج	۲۸۱
وفات	۲۵۵	شورش قبائل	..
ولیعہدی	-	مصادر کتاب	۲۸۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
احوال خارجیہ	۲۸۶
وفات	۲۸۸

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

تاریخ الامت کے تین حصّے اس سے پہلے شائع کئے جا چکے ہیں۔ اب اس کا چوتھا حصّہ پیش خدمت ہے۔ پہلا حصّہ حضور رسالت مآب کی سیرت طیبہ پر مشتمل تھا۔ دوسرا خلافت راشدہ کے تذکارِ جلیلہ پر اور تیسرا خلافت بنی امیہ سے متعلق تھا۔ چوتھے حصّہ میں خلافت عباسیہ کا بیان ہے۔ اس کے بقایا حصّے بھی رفتہ رفتہ سامنے آتے جائیں گے۔ وبیدہٖ التوفیق۔

ناظم ادارہ طلوعِ اسلام

کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

(۱) الحمد للہ کہ تاریخ الامت کے تین حصے جواب تک شایع کئے گئے قوم میں مقبول ہوئے اور علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ بجز ایک آدھ ناواقف کے اکثر اہل قلم نے ان کے اوپر اچھی رائے ظاہر کیں۔ اور مجلس تعلیمیہ ملیہ نے ان کو بامعان نظر ملاحظہ فرما کر قومی نصاب درس میں داخل کر لیا۔

ہندوستان کے ہر گوشے سے ان کی جس قدر مانگ ہوئی اور اہل ملک نے ان کو جس طرح ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ ایک ایسی کتاب کی کس قدر شدت کے ساتھ ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ تاریخ الامت نے اس ناگوار کمی کو پورا کیا۔

اب یہ چوتھا حصہ شایع کیا جا رہا ہے اس میں پوری سو برس کی تاریخ ہے۔ یعنی سنہ ۱۳۲ھ سے جب کہ بنی عباس کی خلافت قائم ہوئی۔ سنہ ۲۳۲ھ تک

Marfat.com

لویں عباسی خلیفہ واثق باللہ کی وفات تک کے حالات اس میں آ گئے ہیں۔ یہ زمانہ خلافت عباسیہ کے عروج کا تھا۔ اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا۔ جس کی تاریخ انشاء اللہ پانچویں حصہ میں آئے گی۔

(۲) ان نو خلفاء میں سے بجز ہارون اور مامون کے اور کسی کے حالات اب تک اردو زبان میں مورخانہ حیثیت سے نہیں لکھے گئے۔ ان میں سے بھی الہارون جو سلسلۂ آصفیہ سے شائع ہوئی ہے ایک انگریزی کتاب کا محض کورانہ ترجمہ ہے جو کسی طرح امت کے سامنے پیش کرنے کے قابل نہیں تھا۔ کیونکہ یوروپین مصنفین تاریخ اسلام میں بالعموم یہ غلطی کرتے ہیں کہ کتب محاضرات کے قصوں کو لے کر جو بازاری خرافات کا مجموعہ ہیں اپنے حسب منشاء نتائج ان سے نکالتے ہیں۔ یہ کتاب بھی اس قسم کے اغلاط سے پُر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امت کی تاریخ قومی میراث ہے اغیار کے زاویۂ نظر سے اس کو اپنی قوم کو دکھلانا ایک جرم قبیح ہے۔

(۳) ایک عجیب بات یہ ہے کہ عوام میں تاریخی اشخاص میں سے جو کسی لحاظ سے مقبول ہو گیا ہے اس کی ہر ایک بات ان کے نزدیک پسندیدہ ہے اور جس کو کسی وجہ سے انھوں نے بُرا خیال کر لیا ہے اس میں کسی خوبی کو نہیں مانتے۔ ان کے ذہن میں اس طرح کا کوئی تاریخی انسان خشکل سے آتا ہے۔

جس میں بھلائی اور برائی دونوں پائی جاتی ہوں۔ حالانکہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے تمام بنی آدم اسی قسم کے ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے عیب و ہنر دونوں کو دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ بلا اس کے تاریخی بصیرت پیدا نہیں ہو سکتی۔

(۴) ہم نے اس کتاب کا عمود تاریخ خلافت کو قرار دیا ہے۔ اسی کا حال آخر تک انشاء اللہ تعالیٰ مسلسل لکھیں گے۔ اور جس جس عہد میں جو جو حصے اس میں شامل یا اس سے الگ ہوتے گئے ہیں ان کو ضمناً دکھلاتے جائیں گے۔

چونکہ ہم نے فائدہ عام کے خیال سے اس کتاب کو ضروری تاریخی معلومات پر محدود رکھنا اور اس میں صرف سیاسی حالات لکھنے پر اکتفا کرنا مناسب سمجھا اس لئے علمی کیفیات کو جن کے لئے ایک دفتر درکار تھا مفصلاً نہیں بیان کیا مختصراً ذکر کر دیا ہے۔

علاوہ بریں خلافت عباسیہ میں جو علمی تحریک شروع ہوئی وہ اس کی شوکت و قوت یا ضعف و انحطاط کی تابع نہیں رہی چنانچہ سلجوقیوں کے زمانہ میں یہ خلافت اگرچہ بے حد کمزور ہو گئی تھی لیکن علمی تحریک اس وقت بھی زبردست تھی اسلئے علمی تاریخ کے واسطے ایک جداگانہ مستقل کتاب کی ضرورت ہے جس میں وہ سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ لکھی جائے عام تاریخ میں میرے خیال میں اس کی تفاصیل کا شامل کرنا موزوں بھی نہ تھا۔

محمد اسلم جیراجپوری۔ ۵ ا شعبان ۱۳۴۱ھ۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

Marfat.com

بنی عباسؓ

عبدالمطلب بن ہاشم کے اگرچہ دس بیٹے تھے لیکن ان کے دو بیٹوں ابو طالب اور عباس کی اولاد کثرت کے ساتھ بڑھی۔ اور افریقہ سے لیکر وسط ایشیا تک اسلامی ممالک کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔

تاریخ اسلام میں ان دونوں خاندانوں کا عظیم الشان حصہ ہے اس موقع پر ہم عباسی خاندان کا حال لکھتے ہیں۔

حضرت عباسؓ ان کی والدہ نتیلہ بنت جناب تھیں ولادت عام فیل سے تین سال قبل ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن میں تین سال بڑے تھے۔

حضرت عباس عقلاء اور سادات بنی ہاشم میں سے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو گو اس وقت یہ اسلام نہیں لائے لیکن ان کے ساتھ خلوص بے حد رکھتے تھے۔ چنانچہ بیعت عقبہ ثانیہ میں جب نبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم رات کے پچھلے پہر انصار سے ملنے کو تشریف لائے تو حضرت عباس
بھی ان کے ساتھ تھے اور انہوں نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ :-

محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اپنی قوم میں عزت اور امن کے ساتھ ہیں
تم لوگ جو ان کو اپنے شہر میں لے جانا چاہتے ہو تو یہ سوچ لو کہ تم کو
سارے عرب سے لڑنا پڑے گا۔ لہذا ابھی سے خوب سمجھ کر مشورہ کر لو
اگر تم اپنے اندر محافظت اور مدافعت کی قوت پاتے ہو تو لے جاؤ
ورنہ باز رہو کیونکہ وہی بات اچھی ہوتی ہے جو سچی ہو۔

یہ سنکر انصار نے جان نثاری کے وعدے کئے اور حضرت براء بن معرور
انصاری نے فرمایا کہ :-

اگر ہمارے دل میں کوئی اور بات ہوتی تو اس کا اظہار کرنے میں
ہم کو کوئی باک نہ تھا۔ ہم لوگ وفادار اور راست باز ہیں اور اپنی
جانوں کو رسول اللہ پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جب انصار بیعت کرنے لگے اس وقت حضرت عباس ان کو تاکید
کرتے تھے کہ دیکھو! جو کچھ عہد کرتے ہو اس کو پورا کرنا۔

جنگ بدر کے لیے جب کل قریش بلا استثناء مسلمانوں کے مقابلہ کے
لئے نکلے تو حضرت عباس اور ان کے دونوں بھتیجوں طالب اور عقیل کو
بھی قوم کے ساتھ مجبوراً نکلنا پڑا۔ یہی سبب تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

صحابہ کو حکم دے دیا تھا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی تمہارے سامنے پڑ جائے تو اس کو قتل نہ کرنا۔ چنانچہ یہ لوگ گرفتار ہوئے اور حضرت عباس نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا۔ پھر مکہ میں قیام پذیر رہے۔ یہاں جو کمزور مسلمان کفار کی سختیوں میں گرفتار تھے ان کی دستگیری کرتے تھے اور آنحضرت صلعم کو حالات سے اطلاع دیتے رہتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد مدینہ آنے کی اجازت طلب کی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں لکھا کہ تمہارا وہاں رہنا زیادہ مفید اور اچھا مجاہدہ ہے اس وجہ سے نہیں آئے۔ جب صلح حدیبیہ ہو چکی اور قبائل میں آمد و رفت ہونے لگی اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔

۸ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ پر چڑھائی کی تو حضرت عباس ساتھ تھے۔ ان کا دردمند دل اپنی قوم قریش کے لئے بے چین تھا۔ جب مکہ کے قریب یہ لشکر خیمہ زن ہوا۔ تو رات کو نکلے راستہ میں ابوسفیان سے جن کے ساتھ بچپن سے ان کو دلی محبت تھی ملاقات ہوئی ان کو اپنی پناہ میں لائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے پاس لے جا کر اسلام کی حقیقت سمجھائی چنانچہ وہ صبح کو آنحضرت کی خدمت میں جا کر مسلمان ہوئے۔

حضرت عباس کی سفارش پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے گھر کو امان کے لحاظ سے خانہ کعبہ کے برابر کر دیا جس کی وجہ سے انھوں نے مکہ

میں پہنچکر قریش کو ڈرایا اور لڑائی سے روکا۔ جس سے بلا جنگ کے مکہ میں مسلمان داخل ہو گئے۔ قریش کشت و خون سے بچ گئے اور امان عام پانے کے بعد اپنی خوشی سے اسلام میں داخل ہو گئے۔

جنگ حنین میں بھی حضرت عباس شریک تھے اور جس وقت سب کے منہ دشمنوں کے تیروں سے پھر گئے تھے اس وقت بھی یہ نہایت ثابت قدمی کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے رہے۔

آنحضرت ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد خلفاء کا بھی یہی برتاؤ رہا۔

حضرت عباس کی وفات حضرت عثمان کے عہد میں یوم جمعہ ۱۲ رجب ۳۲ھ کو مدینہ میں ہوئی عمر ۸۸ سال کی تھی بقیع میں دفن ہوئے ان کے بیٹوں میں فضل سب سے بڑے تھے اسی وجہ سے ان کی کنیت ابو فضل تھی۔ باقی اولاد یہ ہیں۔

عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، قثم، معبد، ام حبیبہ، ان سب کی والدہ لبابہ بنت حارث تھیں۔ دو بیٹے کثیر اور تمام اور دو بیٹیاں صفیہ اور امیمہ ام ولد سے تھیں۔ ایک بیٹا حارث نامی جمیلہ بنت جندب ہذلی کے شکم سے تھا۔ لیکن بجز عبداللہ کے کسی کی نسل نہیں چلی۔

عبداللہ بن عباس ان کی پیدائش ہجرت سے تین سال قبل ہوئی

Marfat.com

تھی۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ سال کی تھی آنحضرت صلعم ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کے لئے دعا بھی مانگی تھی کہ اللّٰھم فقہہ فی الدین، چنانچہ جماعت صحابہ میں قرآن دانی میں ممتاز تھے علمائے اسلام میں ان کا لقب اسی وجہ سے حبر امت ہے۔ فصاحت اور طلاقت میں مشہور تھے۔ حضرت عمر ان سے بہت محبت رکھتے تھے اور باوجود کم سن ہونے کے بھی ان کو اپنی مجلس مشورہ میں شریک کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اپنی محصوری کے زمانہ میں انھیں کو امیر الحاج بنایا تھا۔

جب حضرت علی خلیفہ ہوئے تو یہ ان کے حامی اور مددگار رہے انھوں نے ان کو بصرہ کا والی کر دیا لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کے اوپر یہ الزام لگایا گیا کہ انھوں نے بیت المال میں سے کوئی رقم لے لی ہے اس وجہ سے حضرت علی کا ساتھ چھوڑ کر طائف میں چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔

امیر معاویہ اپنے زمانہ میں ان کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہی محبت کرتے تھے جو ابوسفیان کو عباس کے ساتھ تھی۔

عبداللہ بن عباس نے ۶۸ھ میں طائف میں انتقال کیا۔

علی بن عبداللہ یہ اسی رات کو پیدا ہوئے جس رات میں حضرت علی ابن ابی طالب نے وفات پائی تھی۔ اسی وجہ سے ان کا نام علی رکھا گیا تھا۔ نہایت حسین آدمی تھے اور اس قدر بلند و بالا کہ طواف

میں جس وقت ہجوم ہوتا تھا اس وقت ایسے نظر آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ کھڑے ہیں۔

خلفاء بنی امیہ نے ایک گاؤں حمیمہ جو مدینہ سے دمشق جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے ان کو جاگیر میں دیا تھا اسی میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ ۲۲ بیٹے اور ۱۱ بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹوں میں سب سے بڑے محمد تھے اور وہی ان کے جانشین ہوئے۔

محمد بن علی دعوت عباسی کی بنیاد ان ہی سے پڑی یہ امام ابراہیم اور ابو العباس سفاح خلیفۂ اول اور ابو جعفر منصور خلیفۂ دوم عباسی کے والد تھے۔

اس موقع پر مختصراً یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ عباسیوں میں خلافت کا خیال کیونکر پیدا ہوا۔

Marfat.com

خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مرض الموت میں تھے اس وقت حضرت عباس نے حضرت علی سے کہا کہ محمد صلعم کے بچنے کی امید کم ہے کیونکہ آخری وقت میں بنی ہاشم کی جو صورت ہو جاتی ہے اس کو بارہا میں دیکھ چکا ہوں اور خوب پہچانتا ہوں۔ لہذا تم ان کی خدمت میں جا کر خلافت کے معاملہ کو طے کر لو۔ اگر بنی ہاشم میں رہے تو خیر ورنہ جو خلیفہ ہو اس کو ہمارے متعلق وصیت فرما دیں۔ حضرت علی نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر آج بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خلافت سے محروم کر دیا تو پھر وہ قیامت تک کبھی ہم کو نہیں مل سکے گی۔

آنحضرت کی وفات کے بعد جمہور اہل اسلام نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین رشتہ دار حضرت عباس تھے۔ پھر حضرت علی۔ حضرت عباس اگرچہ رشتہ میں قریب تر

Marfat.com

اور سن میں بزرگ تر تھے۔ لیکن حضرت علی کو سابقہ اسلامی اور خدمت دینی کا شرف ان سے بڑھکر حاصل تھا۔ علاوہ بریں حضرت فاطمہ بنت رسول ان کی زوجیت میں تھیں اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے تھے۔ اسی خیال کی بنیاد پر وہ حضرت ابوبکر کی بیعت عامہ میں شریک نہیں ہوئے۔ چھ مہینے کے بعد جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہو گیا اس وقت آکر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت ابوبکر کے بعد جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو حضرت علی اور عباس دونوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت عمر کے بعد خلافت جب رجال شوریٰ میں آئی تو حضرت علی کو قوی امید ہو گئی کہ ان کا انتخاب ہو جائے گا لیکن کثرت رائے سے حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے اس سے حضرت علی کبیدہ خاطر ہو گئے۔

حضرت عثمان کی خلافت کے ساتویں سال ۳۰ھ میں بڑے بڑے اسلامی مرکزوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ خلافت حضرت عثمان سے نکال کر حضرت علی کو دلائی جائے کوفہ، بصرہ، شام اور مصر میں ایک جماعت نے اس خیال کو پھیلانا شروع کیا جس کا سرغنہ عبداللہ بن سبا تھا۔

ان لوگوں نے حضرت عثمان کے والیوں کے متعلق فرضی افسانے مشہور کرنے شروع کئے اور عوام کو ان کی طرف سے بدظن کرنے لگے۔

اسی قسم کے خطوط ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجے جاتے تھے۔ وہاں کے اہل فتنہ ان کو لوگوں میں شائع کرتے تھے۔ عوام اس کو سنکر رنج اور افسوس کرتے تھے کہ فلاں شہر میں مسلمانوں پر اس قسم کے مظالم ہو رہے ہیں۔ بصرہ والے کوفیوں پر اور کوفہ والے بصریوں پر ترس کھاتے تھے اور ہر ایک یہ کہتا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم اس آفت سے محفوظ ہیں مدینہ میں جہاں ہر طرف سے خطوط پہنچتے تھے لوگ سب کی حالت زار پر ہمدردی کا اظہار کرتے تھے اور شکر کرتے تھے کہ ہم عافیت میں ہیں اس طرح پر ان فتنہ پردازوں نے عام اہل اسلام کو والیان صوبجات کے مظالم کے جھوٹے افسانوں سے متاثر کر کے برگشتہ کر دیا۔

حضرت عثمان نے تحقیقات کے لئے اطراف دیار میں معتبر صحابہ کو بھیجا۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام شکایات مصنوعی ہیں۔ صرف چند اشخاص اس کی تہ میں ہیں جن کی سازش سے جعلی خطوط جابجا مخفی طور پر بھیجے جاتے تھے۔

حضرت عثمان چونکہ نرم خو تھے اور اس بات سے بہت ڈرتے تھے کہ ان کی ذات سے کسی فتنہ کا آغاز ہو جائے اس لئے انھوں نے اس مفسد جماعت کی تفتیش نہیں فرمائی نہ اس کی سزا کے درپے ہوئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے خود حضرت عثمان کی شکایت شروع کی اور ان کے اوپر الزامات لگائے پھر مصر کوفہ اور بصرہ تینوں مقامات سے اس جماعت کے لوگ ان کے

Marfat.com

پاس آئے اور روداد شکایات کو بیان کیا۔ حضرت عثمان نے ان کے جوابات دے کر رخصت کر دیا اور اس وقت بھی ان کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔

چند روز کے بعد یہ لوگ پلٹ کر پھر مدینہ میں آ گئے اور ایک جعلی خط لاکر دکھایا کہ حضرت عثمان نے یہ مصر کے والی کے نام لکھا ہے کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو وہ ہم کو سزائیں دے۔ اس پر حضرت عثمان کے دستخط اور ان کی مہر بھی بنی ہوئی تھی۔ جس وقت یہ خط ان کو دکھایا گیا انھوں نے اللہ کو گواہ کر کے کہا کہ میں نے اس کو نہیں لکھا۔ نہ مجھ کو اس کا علم ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر یہ فعل آپ کا نہیں ہے تو آپ کے کاتب مروان کا ہے اس کو ہمارے حوالہ کیجئے۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ دستخط کے مشابہ دستخط اور ایک مہر کی طرح دوسری مہر بھی بن سکتی ہے۔ ثبوت کے لئے دو گواہ عادل چاہئیں۔

ان لوگوں نے یہ سنکر بغاوت کا اعلان کر دیا اور حضرت عثمان کو ان کے گھر میں محصور کر لیا۔ پھر چند روز کے بعد اس میں آگ لگا دی۔ اور اندر گھس کر ان کو قتل کر ڈالا۔

خلیفہ ثالث کو قتل کر کے ان لوگوں نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کی مگر ان کو بھی ایک دن اطمینان نہ مل سکا اور وہ اپنے چند سالہ عہد خلافت میں بصرہ، نہروان، اور صفین کی لڑائیوں میں مبتلا رہے۔

آخر میں پنچوں نے ان کو خلافت سے معزول کیا اور جب انھوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا تو ایک خارجی نے رمضان ۴۰ھ میں رات کو چھپکر ان کے خنجر مارا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔

معاویہ بن ابی سفیان کی طاقت اس وقت بڑھ گئی تھی اور شام حجاز یمن اور مصر کے لوگ ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر چکے تھے۔ اس وجہ سے حضرت علی کے بعد جمہور اہل اسلام کا انھیں کی طرف میلان ہوا صرف کوفہ جو شیعہ علی کا مرکز تھا ان کی بیعت سے خارج رہا۔ کیونکہ یہاں کے لوگ حضرت علی کو نہ صرف امیر معاویہ بلکہ خلفائے سابقین سے بھی افضل سمجھتے تھے۔

ان لوگوں نے حضرت علی کے بعد امام حسن کو ان کا جانشین بنایا۔ امیر معاویہ فوجیں لے کر آئے۔ پہلے ہی حملہ میں عراقیوں نے شکست کھائی اور امام حسن زخمی ہو گئے اس لئے انھوں نے سمجھ لیا کہ انھیں عراقیوں کے عدم اخلاص کی وجہ سے میرے والد اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ لہذا ان سے مجھے بھی کچھ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ یہ سوچ کر امیر معاویہ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور مدینہ میں آکر قیام پذیر ہو گئے اور وہیں ۵۰ھ میں وفات پائی۔

135481

امیر معاویہ نے نہایت حلم۔ فیاضی۔ دانشمندی اور فرزانگی کے ساتھ خلافت کا کام کیا جس سے ان کی مخالفت کا جوش فرو ہو گیا اور اہل بیت

Marfat.com

کی خلافت کی دعوت بھی دب گئی اگرچہ مناسب وقت کے انتظار میں وہ دلوں میں مخفی رہی۔

امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کے لئے ولیعہدی کی بیعت لی اس وقت چند افراد کی طرف سے مخالفت ظہور میں آئی اور جب ان کے بعد یزید خلیفہ ہوا تو مکہ۔ مدینہ اور کوفہ تین مقامات میں اس کے خلاف شورش برپا ہوئی۔

مکہ میں عبداللہ بن زبیر نے پناہ لی تھی وہاں انھوں نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کیا۔

مدینہ میں ایک جماعت مخالفت کے لئے کھڑی ہوئی جس نے یزید کی بیعت فسخ کر دی۔ یزید نے مسلم بن عقبہ کو فوج دے کر روانہ کیا اس نے وہاں پہنچکر نہایت سختی کے ساتھ اس بغاوت کو دبایا۔

کوفہ کے شیعہ اہل بیت نے قاصد اور خطوط بھیج کر امام حسین کو طلب کیا کہ ان کو خلیفہ بنائیں امام موصوف باوجود اس کے کہ ان کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے اور ان کا جو رویہ حضرت علی اور امام حسن کے ساتھ رہا تھا خود دیکھ چکے تھے مگر پھر بھی ان کے بلاوے پر بلا کسی فوج ساز و سامان کے روانہ ہو گئے وہاں پہنچکر عبیداللہ بن زیاد کی فوجوں سے مقابلہ ہوا اور آخر ان ہی کوفیوں نے جن میں ایک شخص بھی شامی نہ تھا ان کو اور ان کے

قافلہ کو قتل کر ڈالا۔

یہ حوادث گذر گئے۔ ۶۴ھ میں یزید بھی مرگیا۔ اب عبداللہ ابن زبیر کی خلافت کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔ اور اہل حجاز، مصر اور عراق سب ان کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ حجاز میں بنی ہاشم کے صرف چند اشخاص رہ گئے تھے جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی تھی۔ مثلاً محمد بن ابی طالب جو ابن الحنیفہ کے نام سے مشہور ہیں اور عبداللہ بن عباس وغیرہ۔ ابن زبیر نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔

شام میں بنی امیہ نے مروان بن حکم کو خلافت کے لئے اٹھایا وہاں کچھ لوگ ابن زبیر کے حامی تھے ان میں اور بنی امیہ میں ایک جنگ عام شروع ہو گئی۔

اس ہنگامے میں ایک شخص مختار بن ابی عبید ثقفی ۶۶ھ میں اٹھا اس نے چاہا کہ اس فتنہ اور شورش میں عراق پر اپنا تسلط قائم کرے۔ اہل عراق چونکہ اہلبیت کے طرفدار تھے اس لئے ان کی امداد حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اہل بیت کی حمایت اختیار کی جائے۔ چنانچہ اس نے امام حسین کے قصاص لینے کے نام سے جھنڈا بلند کیا اور محمد بن الحنیفہ کی بیعت کی طرف جو اس وقت حضرت علی کے سب سے بڑے بیٹے تھے لوگوں کو بلایا اور ان کا لقب امام مہدی مشہور کیا۔

Marfat.com

مختار نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مؤثر عبارتیں اور خطبے خواہ سچے ہوں یا جھوٹ استعمال کئے اس کی کثرت دروغ بافی کی وجہ سے عقلاء کوفہ نے اس کا لقب کذاب رکھا تھا۔

اس نے رؤسار شیعہ کو اپنے ساتھ ملایا اور اپنے آدمی بھیج کر محمد بن الحنفیہ کو جو مکہ میں قید تھے چھڑا لیا۔

اس سال مسلمانوں میں ایسا تفرقہ تھا کہ میدان عرفات میں چار مختلف علم مجتمع ہو گئے تھے۔ ایک ابن زبیر کا۔ دوسرا بنی امیہ کا تیسرا محمد بن الحنفیہ کا اور چوتھا خوارج کا۔ لیکن خیریت رہی اور حرم میں خونریزی نہیں ہوئی۔

مختار کی چیرہ دستیوں کو دیکھ کر عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کی قیادت میں ایک فوج اس کے استیصال کے لئے روانہ کی چونکہ شرفار و کبرای عراق مختار کی نیت اور اس کے افعال سے واقف ہو چکے تھے اس لئے انھوں نے مصعب کا ساتھ دیا۔ وہ غالب آئے اور مختار مارا گیا۔

آخری وقت میں جب وہ دارالامارت میں محصور ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے، ایک شخص نے کہا کہ یہ تم کو کیا ہو گیا تھا کہ خواہ مخواہ کھڑے ہو گئے اور لاکھوں آدمیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ مختار نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا کہ شام میں مروان اور حجاز میں ابن زبیر اپنی اپنی خلافت کے دعوے کر رہے ہیں مجھے یہ خیال ہوا کہ کیا میں ان میں سے کسی سے کم ہوں۔

شام میں بنی امیہ غالب آ گئے لیکن مروان کا انتقال ہو گیا۔
اور اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ ہوا۔ اس نے مصر اور عراق پر بھی غلبہ حاصل کر کے اپنی بیعت لے لی۔ اب صرف حجاز رہ گیا۔ ۷۲ھ میں اس نے حجاج کو فوج دے کر مکہ کی طرف بھیجا۔ ابن زبیر مارے گئے اور تمام ممالک اسلامیہ پر عبدالملک کی خلافت مسلم ہو گئی۔

محمد بن الحنفیہ نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ لیکن باوجود اس کے شیعہ ان ہی کو خلافت اور امامت کا حقدار سمجھتے رہے اور جب انھوں نے انتقال کیا تو ان میں سے بعضوں نے ان کی موت کا انکار کر دیا۔ اور کہا کہ وہ مرے نہیں ہیں۔ بلکہ غائب ہو گئے ہیں تھوڑے دنوں کے بعد ان کا ظہور ہوگا اور وہ خلافت لے لیں گے۔ لیکن اکثروں نے ان کے بیٹے ابو ہاشم کو ان کا جانشین تسلیم کر لیا یہ لوگ کیسانیہ کہے جاتے ہیں کیونکہ یہ مختار ثقفی کے ساتھی تھے جس کا لقب کیسان تھا۔

شیعہ امامیہ نے علی بن حسین یعنی زین العابدین کو امام بنایا جنہوں نے یزید نیز عبدالملک کے ہاتھ پر بھی بیعت کی تھی اور جو کبھی اپنی ذات کے لئے خلافت کے طالب نہیں ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقر کو۔
اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ امامت حضرت علی کی اس اولاد میں محدود رہے جو حضرت فاطمہ سے ہے اور چونکہ امام حسین نے اسی معاملہ میں اپنی جان دیدی

Marfat.com

اس لئے یہ ان ہی کی نسل میں آگئی

دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ حضرت علی رسول اللہ صلعم کے وصی تھے اس لئے آنحضرت کے بعد امام اول وہی ہیں جو ان کے بعد امام حسن پھر امام حسین اور پھر ان کے بیٹے زین العابدین ان کے بعد ہر فاطمی جو علم سخاوت اور شجاعت سے موصوف ہو امام ہو سکتا ہے چنانچہ ان لوگوں نے زید بن علی بن حسین کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ یہ زیدی کہلائے اور اب تک اسی نام سے مشہور ہیں۔

کیسانیہ کے امام ابو ہاشم حمیمہ میں چلے گئے تھے وہیں بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔ چونکہ انھوں نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا تھا اس وجہ سے بنی عباس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ علی بن عبد اللہ کو اپنے حق امامت کی وصیت کر گئے ہیں۔ فرقہ کیسانیہ اس بنیاد پر ان کا طرفدار ہو گیا۔ لیکن علی بن عبد اللہ صرف نام کے وصی تھے۔ کام جو کچھ کیا ان کے بیٹے محمد نے کیا۔ اور وہی ان کے بعد امام بھی قرار پائے۔

جس زمانہ میں علی بن عبد اللہ نے وفات پائی تقریباً اسی زمانہ میں امامیہ کے امام محمد باقر کا انتقال ہوا۔ امامیہ نے ان کے بیٹے جعفر صادق کو امام تسلیم کر لیا۔ یہ لوگ کبھی طالب خلافت نہیں ہوئے البتہ زیدیوں نے امام زید کی حمایت اور نصرت کا علم کوفہ میں بلند کیا وہ مقتول اور مصلوب ہوئے پھر

ان کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ کو اٹھایا ان کا انجام بھی یہی ہوا۔

لیکن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نہایت عقیل اور دانشمند تھے۔ انھوں نے یہ سوچ لیا کہ خلافت اور سلطنت کا ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں منتقل کرنا فوری جوش کے ساتھ ممکن نہیں ہے اور تاوقتیکہ ایک کثیر التعداد اس مقصد کی حمایت کے لئے تیار نہ کی جائے اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے انھوں نے اپنے شیعوں میں سے داعیوں کی ایک جماعت منتخب کی کہ جو لوگوں میں اہل بیت کی امامت کی تبلیغ کرے اور کسی شخص کا نام نہ لے کیونکہ یہ خوف تھا کہ اگر کسی امام کا نام متعین کر دیا جائے گا تو جس وقت بنی امیہ کو خبر ہو گی وہ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔

انھوں نے تبلیغ کے دو مرکز قرار دیئے۔ کوفہ اور خراسان۔

کوفہ کو تو اس وجہ سے منتخب کیا کہ وہ شیعہ کا اصلی گہوارہ تھا۔ اور خراسان کو اس خیال سے کہ وہاں کے لوگ نو مسلم، جاہل اور اسلامی حریت، مساوات اور جمہوریت کے مفہوم سے نا آشنا تھے۔ ان کے یہاں سلاطین اور ملوک کی جو تاریخ تھی اس کے لحاظ سے ان کو یہ سمجھا دینا بہت آسان تھا کہ رسول اللہ صلعم کے قریبی رشتہ دار اور اہل بیت خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ علاوہ بریں اہل ایران و خراسان زمانہ قدیم سے صاحب ریاست حکومت تھے اور بنی امیہ نے ان کو بالکل محکوم بنا رکھا تھا اور حکومت میں

کسی قسم کا حصہ نہیں دیا تھا اس لئے وہ دل سے انقلاب کے خواہاں بھی تھے۔

چنانچہ محمد بن علی نے اپنے داعیوں کو خراسان روانہ کرتے وقت جو تقریر کی تھی اس میں کہا تھا کہ :۔

کوفہ اور سواد کوفہ کے باشندے حضرت علی اور ان کی اولاد کے شیعہ ہیں۔ بصرہ اور اس کے اطراف کے لوگ عثمانی ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ بندۂ مقتول بن قاتل نہ بن۔ اہل جزیرہ دین سے خارج ہیں نام مسلمانوں کے۔ اخلاق عیسائیوں کے۔ شام والے جاہل اور سرکش ہیں اور سوائے بنی امیہ کے کسی کو نہیں جانتے۔ مکہ اور مدینہ والوں پر ابوبکر اور عمر کی عقیدت غالب ہے۔ لہٰذا تم لوگ مشرق کا رخ کرو جدھر سے دنیا کا چراغ (سورج) نکلتا ہے وہاں کے لوگوں کے دل سادے۔ سینے چوڑے۔ بدن فربہ اور سر بڑے ہیں اور وہ تعداد میں بھی بہت ہیں۔

جمعیت مخفیہ تبلیغ کی یہ جمعیت دوسری صدی ہجری کے آغاز میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں قائم کی گئی گو اس وقت علی بن عبداللہ زندہ تھے لیکن اصل کام کرنے والے ان کے بیٹے محمد تھے۔ کوفہ کے مرکز میں انھوں نے اپنے خاص خانہ زاد غلام میسرہ کو متعین کیا اور خراسان میں محمد بن خنیس، اور ابو عکرمہ سراج دو شخصوں کو بھیجا کہ

دو مختلف مقامات پر قیام کریں۔

مندرجہ ذیل بارہ نقیب منتخب کئے گئے:-

(۱) سلیمان بن کثیر خزاعی	(۲) مالک بن ہیثم خزاعی
(۳) طلحہ بن زریق خزاعی	(۴) عمرو بن اعین خزاعی
(۵) عیسےٰ بن اعین خزاعی	(۶) قحطبہ بن شبیب طائی
(۷) لاہز بن قریظ تمیمی	(۸) موسیٰ ابن کعب
(۹) قاسم بن مجاشع	(۱۰) ابوداؤد خالد بن ابراہیم شیبانی
(۱۱) ابوہردی شبل بن طہمان الحنفی	(۱۲) عمران بن اسمٰعیل المعیطی

ان نقیبوں کی ماتحتی میں ستر اشخاص اور مقرر کئے گئے کہ ان کی ہدایت کے مطابق کام کریں[1]۔ طریقہ کار کے لئے خود محمد بن علی نے ایک دستور العمل لکھکر ہر ایک کو اس کی ایک ایک نقل دے دی۔

یہ دعاۃ اسی وقت جاکر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک تہائی صدی کی کوشش کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے یعنی سنہ ۱۳۲ھ میں انھوں نے محمد بن علی کے بیٹے سفاح کو کوفہ میں خلیفہ بنایا۔ اور بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ کردیا۔

[1] اسی سے صوفیہ نے طریقہ تبلیغ اخذ کیا۔ امام کی جگہ غوث اور دو قائم بالامر کی بجائے دو قطب پھر بارہ ابدال اور ستر اوتاد۔

یہ مدت عمل دو دور میں منقسم ہے۔ دور اول میں دعوت محض زبانی اور خیالی تھی۔ کیونکہ ان مبلغین کے پاس کوئی قوت اس وقت نہ تھی۔ جس سے کام لیتے۔ علاوہ بریں اس زمانہ میں بنی امیہ میں شقاق و نفاق باہمی زیادہ نہیں تھا۔ اور ان کی شوکت غالب تھی اس لئے ان کے خوف سے یہ لوگ مخفی طور پر اپنے خیالات کی اشاعت اور تبلیغ کرتے تھے یہ حالت ۲۹ سال تک رہی۔

دور ثانی میں جب ان کا حلقۂ اثر بڑھ گیا اور ابو مسلم خراسانی امام کی طرف سے امیر ہو کر آیا تو اس نے قوت سے کام لینا شروع کیا۔

Marfat.com

دورِ اوّل

(سنہ ۱۰۰ھ سے سنہ ۱۲۸ھ تک)

سنہ ۱۰۰ھ سے ان داعیوں نے خراسان میں اپنی تبلیغ شروع کی۔ ظاہر میں سوداگروں کے بھیس میں گھومتے اور خفیہ طور پر لوگوں کو امامت اہلبیت کی تلقین کرتے اور وہاں سے اپنی کارروائیوں کی کیفیت کوفہ میں بھیجتے۔ قائم کوفہ ان کو حمیمہ میں امام کے پاس ارسال کرتا تھا۔

نیز ہر سال مکہ میں حج کے موقع پر ان میں سے کچھ لوگ جاتے۔ وہاں امام سے ملکر اس کو مفصل حالات سے آگاہ کرتے۔ اور ہدایتیں اور احکامات لے کر پھر واپس آتے۔ اس طرح پر خراسان سے حمیمہ تک تعلقات قائم تھے۔ امام کا حمیمہ میں قیام ان کارروائیوں کے اخفا میں بہت ممد و مفید تھا۔ علاوہ بریں دار الخلافہ کے قرب کی وجہ سے وہ وہاں کے حالات سے بھی اچھی طرح باخبر رہتے تھے۔

سنہ ۱۰۲ھ میں امیر خراسان سعید خزینہ کو ایک تمیمی شخص نے اطلاع

Marfat.com

دی کہ اس دیار میں بعض لوگ اس قسم کے پائے جاتے ہیں جو امامت اہل بیت کی بیعت لیتے ہیں۔ سعید نے پتہ لگا کر ان کو بلایا۔ اور پوچھا کہ تم کس قسم کی باتیں یہاں پھیلاتے ہو کیا تم اہلبیت کی طرف سے داعی ہو کر آئے ہو۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم تو سوداگر ہیں۔ ہم کو دعوت اور تبلیغ سے کیا تعلق۔ اس نے کہا کہ تم کو یہاں اگر کوئی شخص پہچانتا ہو تو اس کو لاؤ۔ وہ ربیعہ اور یمن کے چند اشخاص کو لے گئے۔ جنہوں نے یہ کہا کہ ہم ان کو جانتے ہیں اور ان کی طرف سے ضامن ہیں۔ یہ کوئی کام آپ کی منشا کے خلاف نہیں کریں گے۔ اس پر سعید نے ان کو چھوڑ دیا۔

۱۰۵ھ میں اس جماعت میں بکیر بن ماہان شامل ہو گیا۔ جو دولت عباسیہ کا شیخ الشیوخ اور داعی اعظم سمجھا جاتا ہے۔ یہ چونکہ دولت مند آدمی تھا اس لئے اس نے اپنی دولت سے اس تبلیغ میں قیمتی مدد پہنچائی۔

اسی دوران میں قایم کوفہ میسرہ کا انتقال ہو گیا امام نے بکیر کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ قسری امیر خراسان کو ۱۱۷ھ میں ان داعیوں کے متعلق کچھ اطلاع ملی اس نے ان میں سے ایک جماعت کو گرفتار کیا جس میں ابو عکرمہ۔ ابو محمد صادق۔ محمد بن خنیس۔ اور عمار عبادی وغیرہ تھے وہ اگرچہ اصل حقیقت سے واقف نہ ہو سکا۔ لیکن یہ یقین اس کو ضرور ہو گیا کہ یہ ایک سیاسی

جماعت ہے جو موجودہ حکومت کی دشمن ہے۔ اس بنیاد پر ہاتھ پاؤں کٹوا کران کو سولی پر چڑھا دیا۔ حرث عمار عبادی کسی طرح پر بچکر نکل گیا۔ اور کوفہ میں پہنچکر بکیر بن ماہان قائم بالامر کو اس دردناک سانحہ کی اطلاع دی اس نے امام کو لکھا وہاں سے جواب آیا۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس دعوت حق میں چند جانوں کی قربانیاں قبول فرمائیں ابھی کچھ جانیں اور بھی ہیں جو اس راہ میں نثار ہوں گی۔

عمار عبادی پھر خراسان آیا۔ وہاں دوبارہ اسد کے ہاتھ میں پڑ گیا اور پھر نہیں بچ سکا۔

اسد اس جماعت کے لئے اس قدر سخت تھا کہ ان میں سے جس کو پالیتا تھا زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ چنانچہ اس کے عہد میں یہ تحریک بہت دبی رہی۔ سنہ ۱۰۹ھ میں وہ معزول کر دیا گیا۔ تو نقیبوں کو پھر تبلیغ کا موقعہ ملا۔ لیکن سنہ ۱۱۶ھ میں وہ دوبارہ وہاں کا امیر ہو کر آیا اس نے اس جماعت کے ساتھ پھر وہی سختی شروع کی اور ان میں سے بعضوں کو قتل اور بعضوں کو قید کیا۔

ایک بار سلیمان بن کثیر مالک بن ہشیم موسیٰ بن کعب لاہز بن قریظ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق وغیرہ۔ اس کی گرفت میں آ گئے مگر اس زمانہ میں اہل یمن اور مضر میں قومی عصبیت خراسان میں بہت بڑھی ہوئی تھی ان

Marfat.com

یقیبوں نے اس سے کہا کہ ہم لوگ آپ کے ہم قوم ہیں۔ اہل حضر نے محض عصبیت کی وجہ سے یہ اتہام ہمارے اوپر لگایا تاکہ آپ کے ہاتھ سے ہم کو قتل کرادیں۔ ہمارا کام سوداگری ہے۔ امامت کی تلقین و تبلیغ سے ہم کو کیا واسطہ؟

اس تدبیر سے انھوں نے اسد کی ہمدردی حاصل کر لی۔ اور سب کے سب چھوٹ گئے۔

سنہ ۱۲۰ھ میں اسد انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس جماعت نے بے خوف ہوکر اس تحریک کو پھیلایا۔

ادھر دو سبب اور بھی پیدا ہو گئے۔ جن سے اس جماعت کو اپنے مقصد کی تکمیل کا موقع مل گیا۔

پہلا سبب خاندان بنی امیہ میں باہمی نزاع پیدا ہو گئی اس کی ابتدا اس طرح پر ہوئی کہ ۱۲۶ھ میں جب ولید ثانی خلیفہ ہوا اور اس نے لوگوں پر ناجائز سختیاں کرنی شروع کیں تو اس کے چچازاد بھائی یزید نے اس کے اوپر مختلف قسم کے الزامات لگا کر اس کو مطعون کرنا شروع کیا۔ چونکہ یزید زاہد و عابد تھا اس لئے لوگوں کو اس کی باتوں پر یقین آگیا۔ چنانچہ ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی اس نے اس کی مدد سے ولید کو قتل کر کے تخت خلافت پر قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

یہ دیکھکر امرائے بنی امیہ نے شام کے مختلف اضلاع سے فوجیں لے کر ولید کے قصاص کے لئے یزید پر چڑھائی کی اور بڑی بڑی خونریز لڑائیاں پیش آئیں یزید اسی درمیان میں انتقال کر گیا۔ اور اس کی بجائے اس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہو گیا۔ مروان بن محمد جو خاندان بنی امیہ کا رکن اعظم اور جزیرہ و آرمینیہ کا امیر تھا اور ایک طاقتور فوج رکھتا تھا۔ ابراہیم کی خلافت پر رضامند نہ ہوا۔ اور دمشق پر چڑھائی کی ابراہیم خوف سے بھاگ گیا اور مروان نے اپنی خلافت کی بیعت لی۔

ان باہمی جنگوں کی وجہ سے بنی امیہ میں اتحاد باقی نہیں رہا۔ اور ان کی قوت اور شوکت گھٹ گئی۔

دوسرا سبب خراسان میں عربی قبائل کے جو لوگ تھے ان میں جاہلانہ عصبیت پیدا ہو گئی۔

اسد بن عبداللہ قسری جب وہاں امیر ہوا تو اس نے قومی حمیت کی وجہ سے یمنی عربوں کی جن کی تعداد وہاں زیادہ تھی طرفداری کی اور نزاری عربوں سے عداوت اور نفرت کا اظہار کیا اور سختی سے پیش آیا۔

اسد کے بعد وہاں کا امیر نصر بن سیار ہوا جو مضر کے قبیلہ بنی کنانہ سے تھا۔ اس نے نزاریوں کی حمایت کی اس لئے وہاں عربوں کے دو فریق ہو گئے۔ نزاری اور یمنی نزاریوں کا پشت پناہ خود امیر نصر بن سیار

تھا اور یمنیوں کا سردار جدیع بن شبیب تھا جو کرمانی کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس کی ولادت کرمان میں ہوئی تھی۔

نصر اور کرمانی میں پہلے نہایت گہری دوستی تھی لیکن اس قبائلی عصبیت نے باہم مخالفت ڈال دی۔

نزاریوں میں بھی دو فریق تھے۔ ایک ربیعہ دوسرا مضر۔ اہل ربیعہ زیادہ تر شیبان بن سلمہ حروری خارجی کے ساتھ تھے جو بنی امیہ کی خلافت کو نہیں تسلیم کرتا تھا۔ اور اپنی الگ ایک جماعت بنائے ہوئے لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا۔

اس قومی عصبیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصر اور کرمانی میں باہم جنگ ہوئی۔ نصر نے شکست کھائی اور مرو کو جو خراسان کا صدر مقام ہے چھوڑ کر نکل گیا۔ کرمانی نے مضری عربوں کے مکانات تک کھدوا دیئے

اسی زمانہ میں امام محمد بن علی نے حمیمہ میں وفات پائی ان کے جانشین ان کے بیٹے ابراہیم ہوئے۔ نیز بکیر بن ماہان قائم کوفہ نے بھی انتقال کیا۔ اس کی جگہ پر اس کا داماد ابو سلمہ خلال حفص بن سلیمان جو بنی حارث کے موالی میں سے تھا مقرر کیا گیا۔

امام ابراہیم کے یہاں ایک نہایت حوصلہ مند عزم و ہمت نوجوان ابو مسلم خراسانی تھا۔ یہ پہلے عیسیٰ بن معقل کا غلام تھا اس کے ہاتھ سے

Marfat.com

بکیر بن ماہان نے خرید لیا۔ اور تشیع کے اصول تلقین کر کے ۱۲۵ھ میں حمیمہ میں امام محمد کے پاس بھیج دیا ان کے انتقال کے بعد یہ امام ابراہیم کے پاس رہا۔

امام ابراہیم نے صیغۂ تبلیغ کو اپنے باپ سے بھی زیادہ توجہ اور تن دہی کے ساتھ جاری رکھا۔ انھوں نے یہ دیکھا کہ ادھر امرا بنی امیہ خانہ جنگی میں مبتلا ہیں ادھر مشرق میں قبائل عربیہ میں منافرت ہے لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ میدان عمل میں قوت سے کام لیا جائے اس لئے ابومسلم کو جس میں غیر معمولی ہمت اور عالی حوصلگی کے آثار تھے انھوں نے خراسان میں بھیجا اور اپنی جماعت کو لکھا کہ اس کو میں تمہارا امیر بنا کر بھیجتا ہوں اس کی اطاعت کرو۔ خود ابومسلم کو یہ وصیت کی۔

دیکھو! تم خاص ہمارے گھر کے آدمی ہو۔ ہماری باتوں کو یاد رکھنا اور ان ہی کے مطابق عمل کرنا۔ وہاں پہنچکر اہل یمن کی تعظیم و تکریم کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لینا۔ کیونکہ بلا ان کے ملائے ہوئے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ربیعہ پر ہرگز اعتماد نہ کرنا۔ اور مضر کو جانی دشمن سمجھنا۔ اگر تم سے ہو سکے کہ خراسان میں کوئی عربی بولنے والا نہ چھوڑو تو اس میں دریغ نہ کرنا۔ کسی شخص پر تم کو کسی قسم کا شک ہو یا شبہ پڑ جائے تو

Marfat.com

اس کو قتل کر دینا اور جس معاملہ میں دشواری پیش آئے اس میں شیخ النقبار بن کثیر سے مدد لینا۔ اس کو میرا قائم مقام سمجھنا اور اس کی مخالفت نہ کرنا۔

اہل یمن کی حمایت کی اس لئے وصیت کی تھی کہ وہ بوجہ قومی عصبیت کے خلافت بنی امیہ کے دشمن تھے۔ بخلاف مضر کے کہ وہ اس کے حامی تھے مگر باوجود اس کے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر ہو سکے تو مضری اور یمنی سب کا خاتمہ کر دینا۔ کیونکہ ان کو اہل عرب پر اس قدر اعتماد نہ تھا جس قدر کہ خراسانیوں پر تھا۔

ابو مسلم ۱۲۸ھ میں وہاں پہنچا۔ عربوں کی باہمی عداوت کی وجہ سے موقع پاکر ایک سال تک اس نے اپنا حلقہ اثر بڑھایا۔ اس کے بعد امام کی زیارت کے لئے روانہ ہوا لیکن جب قومس میں پہنچا تو وہاں اس کو امام کا فرمان ملا کہ میں تمہارے پاس یہ علم جس کا نام المنصر ہے بھیجتا ہوں تم اس کو لے کر خراسان میں واپس جاؤ اور جو مخالف میرے لئے لاسہے ہو اس کو قحطبہ کے ہاتھ بھیج دو۔ وہ مجھ سے حج کے موسم میں مکہ میں آکر ملے۔

ابو مسلم اس حکم کے مطابق واپس چلا آیا۔ اور اب اس نے اعلان دعوت اور قوت سے کام لینے کی تیاری شروع کی۔

دورِ ثانی

سنہ ۱۲۹ھ سے سنہ ۱۳۲ھ تک

ابومسلم نے مرو کے متصل ایک گاؤں سفیدنج میں قیام کیا وہاں سے خراسان میں ہر جگہ اپنے داعیوں کو بھیجا۔ رمضان سنہ ۱۲۹ھ میں جا بجا سے ان لوگوں کو طلب کیا۔ جو امامت اہلبیت کی بیعت کر چکے تھے۔ وہ سب آکر فراہم ہوئے۔ اس نے دو علم ظل اور سحاب جو امام وقت کی طرف سے اس کو وصول ہوئے تھے۔ امامت کی حمایت کے لئے کھڑے کئے۔ اپنی جماعت کو عباسی شعار کے مطابق سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا۔ اور ان کو اسلحہ اور ساز وسامان دیگر جنگ کے لئے تیار کیا۔

سب سے پہلے نصر بن سیار والی خراسان کو ایک تہدید آمیز خط بھیجا۔ اس نے برہم ہو کر اپنے غلام یزید کے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ اس کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ ابومسلم نے مالک بن ہیثم کے ساتھ ایک فوج کو مقابلہ میں بڑھایا۔ فریقین میں ایک گاؤں کے متصل جس کا نام آلین تھا۔

Marfat.com

معرکہ آرائی ہوئی اس میں شیعہ غالب رہے اس غلبہ کے بعد لوگ جوق درجوق ابومسلم کی جماعت میں شامل ہونے لگے۔ اور اس کی اس قدر تعداد بڑھ گئی کہ وہ عدم گنجائش کی وجہ سے سفیدنج کو چھوڑ کر ایک بڑے قصبہ ماخوان میں جاکر ٹھہرا۔ اور اس کے اردگرد خندق کھود کر فصیل بناکر اس کو محفوظ کر لیا۔ سات ہزار آدمی ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تھے۔

نصر بن سیار نے ابومسلم کی قوت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر چاہا کہ عرب کو باہم متحد کر لے۔ چنانچہ اس نے ربیعہ کے سردار شیبان کو لکھا کہ ہم اور تم اگرچہ باہم اختلاف رکھتے ہیں لیکن یہ جدید جماعت ہم دونوں کی دشمن ہے۔ لہٰذا اس کے مقابلہ کے لئے تم میرے ساتھ متحد ہو جاؤ۔ شیبان کی بھی خواہش ہوئی کہ وہ نصر کے ساتھ مصالحت کر لے۔ اسی درمیان میں نصر نے کرمانی کو بھی بلایا۔ لیکن وہ موافقت پر راضی نہیں ہوا۔ اس لئے اس کو قتل کرا دیا۔ کرمانی کا بیٹا علی اہل یمن کے ساتھ اپنے باپ کے خون کے مطالبہ کے لئے اٹھا ابومسلم نے جو اسی تاک میں لگا تھا علی کے پاس پیغام بھیجا کہ میں جانتا ہوں کہ تم مظلوم ہو اور اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتے ہو اس لئے جس طرح ممکن ہو شیبان کو نصر کی مصالحت سے روکو ورنہ تم قصاص نہیں حاصل کر سکو گے۔ علی نے شیبان سے ملکر اس کو اس کے ارادہ سے باز رکھا۔ نصر کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے شیبان کو لکھا کہ تم سخت دھوکے میں آ گئے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں

Marfat.com

کہ یہ شورش جو اٹھ رہی ہے اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمہارے لئے کچھ نہیں ہوں۔

شیبان نے بھی سوچا اور اس فتنہ کو بڑھتا ہوا دیکھ کر نصر کے ساتھ ایک سال کے لئے صلح کر لی۔ ابو مسلم نے علی کو باپ کے خون کے انتقام پر اکسایا اس نے شیبان سے مدد مانگی وہ چونکہ صلح کر چکا تھا اس لئے نصر کے مقابلہ میں مدد نہ دے سکا۔ اب مجبور ہو کر علی نے ابو مسلم سے امداد کی درخواست کی۔ اس کا تو یہ عین مقصد تھا لکھ بھیجا کہ میں اپنی قوت سے تمہارے ساتھ ہوں نصر کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے ابو مسلم کے پاس معاہدہ کے لئے ایک وفد بھیجا۔ شیبان کی طرف سے بھی ایک جماعت گئی اور یمنی بھی پہنچے یہ تینوں وفود ایک ساتھ ماخوان میں داخل ہوئے۔

ابو مسلم نے اہل یمن اور ربیعہ کے ساتھ مصالحت کر لی لیکن اہل مضر کی نسبت کہا کہ یہ مروان کے عمال اور ائمہ اہل بیت کے قاتل ہیں ان سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں سمجھتا۔ مضری مایوس اور رنجیدہ وہاں سے پلٹے اور اہل یمن اور ربیعہ خوش خوش واپس ہوئے لیکن ان کی تقدیر ان کے اوپر ماتم کر رہی تھی۔

ابو مسلم نے قبائل عرب میں جبکہ وہ متحد ہو جانے والے تھے تفرقہ ڈال کر اپنی کامیابی کے لئے راستہ صاف کر لیا۔ جمادی الاول ۱۳۰ھ میں

Marfat.com

اس نے علی کو لکھا کہ تم نصر کے اوپر حملہ کرو۔ میں مدد کے لئے آتا ہوں۔ لیکن چونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تم کو اپنے ساتھ ملا کر میرے مقابلہ میں نہ لاتے اس لئے پہلے تم اس طرف سے مرو میں داخل ہو کر اس کے ساتھ جنگ شروع کرو۔ پھر میں اس طرف سے داخل ہوں گا۔ علی نے اس کے حکم کی تعمیل کی ابو مسلم جس وقت مرو میں داخل ہوا اس وقت نصر اور علی کی فوجوں میں نہایت سخت جنگ ہو رہی تھی اس نے یہ آیت پڑھی۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

وہ شہر میں داخل ہوا جس وقت کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے اس میں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک اس کے حامیوں میں سے تھا اور ایک اس کے دشمنوں میں سے۔

فوراً دونوں کو جنگ سے روک دیا اور خود دار الامارۃ پر قبضہ کر لیا۔ نصر وہاں سے روپوش ہو کر بھاگ گیا۔

مرو اب ابو مسلم کے قبضہ میں تھا اس نے وہاں کے لوگوں سے بیعت لی اور جتنے مضری ملے ان سب کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ آکر بیعت کرو اس نے انکار کیا اور مرو کو چھوڑ کر سرخس کی طرف نکل گیا ابو مسلم نے اس کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی جس نے اس کو مع اس کے تمام

Marfat.com

ساتھیوں کے تہ تیغ کر ڈالا۔

کرمانی کے دونوں بیٹوں علی اور عثمان نیز دوسرے یمنی سرداروں کو بھی ابومسلم نے گرفتار کرکے قتل کر دیا۔ اب سارا خراسان اس کے قبضہ میں آگیا۔ اس نے وہاں ہر طرف اپنے عمال بھیجے اور صوبہ کا انتظام کرکے اس کو قابو میں کیا۔

نصر کے پیچھے قحطبہ میں شبیب طائی کو ایک فوج گراں سے کر روانہ کیا۔ وہ شہر بہ شہر اس کا تعاقب کرتا ہوا چلا جاتا تھا۔ نصر راستے میں بیمار ہوا اور سادہ میں پہنچکر انتقال کر گیا۔ قحطبہ نے رسے پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے بیٹے حسن کو ہمدان کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں سے نہاوند شہرزور اور موصل تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ قحطبہ بھی وہاں گیا۔ اور اب اس نے حسن کو ساتھ لے کر عراق کی طرف پیش قدمی کی۔

مروان کی طرف سے یزید بن عمر بن ہبیرہ وہاں کا امیر تھا اس نے کوفہ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر دریائے فرات کے مغربی ساحل پر مقابلہ کیا۔ کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی اسی اثنا میں قحطبہ نے وفات پائی اس کی بجائے اس کا بیٹا حسن امیر الجیش ہوا وہ مرتے وقت یہ وصیت کر گیا کہ جب تم کوفہ میں پہنچنا تو تمام معاملات کو وہاں کے قائم بالامر ابوسلمہ خلال کی سپرد کر دینا اور اس کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ وہ وزیر آل محمد ہے۔

ابن ہبیرہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد شکست کھائی اور واسط کی طرف چلا گیا۔ حسن فوج کے ساتھ محرم ۱۳۲ھ میں کوفہ میں داخل ہوا۔ اور اپنے باپ کی وصیت کے مطابق امارت ابوسلمہ کے حوالہ کر دی اس نے حسن کو مع چند دیگر روسا فوج کے واسط کی طرف ابن ہبیرہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ نیز حمید بن قحطبہ کو مدائن مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیر قنی مہلبی اور شراحیل کو عین التمر اور بسام کو اہواز کی طرف فوجیں دے کر بھیجا۔

ادھر خراسان اور عراق میں یہ تمام کارروائیاں ہو رہی تھیں ادھر امراء بنی امیہ شام اور حجاز میں باہمی منازعت میں مشغول تھے۔

انکشاف حقیقت

اس مدت مدید میں جو کچھ شیعہ کرتے رہے خلفاء بنی امیہ اس سے مطلقاً بے خبر رہے کیونکہ اس راز کو سوائے نقباء اور خواص شیعہ کے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ امام وقت کون ہے عوام سے صرف اہلبیت کی حمایت کی بیعت لی جاتی تھی کسی کا نام ظاہر نہیں کیا جاتا تھا۔

آخر میں امام ابراہیم کا ایک خط جو انھوں نے ابومسلم کے نام روانہ کیا تھا۔ اور جس میں لکھا تھا کہ خراسان میں جتنے عرب ہیں ان سب کو قتل کر دو خلیفہ مروان کے ہاتھ لگا اس نے اسی وقت ان کو حمیمہ سے گرفتار کرا کے حران میں قید کر دیا وہ اسی قید میں مرے۔ گرفتاری کے وقت اپنے بھائی

Marfat.com

ابوالعباس سفاح کو اپنا وصی مقرر کرکے اپنے متعلقین کو یہ حکم دے گئے تھے کہ ان کی اطاعت کرنا۔ ابوسلمہ خلال نے ابراہیم کی گرفتاری کے بعد ان کے سارے خاندان کو لاکر کوفہ میں ایک مکان میں ٹھہرایا۔ ان کا حال اپنی جماعت سے بھی مخفی رکھا۔ اور خود کوفہ سے باہر تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔

حسن نے جب عراق فتح کرکے تمام اختیارات اس کی سپرد کر دیئے تو اس کی یہ خواہش ہوئی کہ امامت کو بنی عباس کی بجائے بنی فاطمہ میں منتقل کرے۔ اس وقت ان میں سے تین شخص ممتاز تھے۔ امام جعفر صادق، عبداللہ بن حسن بن حسن اور عمر اشرف بن زین العابدین۔ سب سے پہلے اس نے امام جعفر کو لکھا کہ آپ امامت قبول فرمائیں ان کے قاصد نے جس وقت یہ خط لے جاکر دیا تو انھوں نے کہا کہ ابوسلمہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اس سے ہم کو کیا تعلق۔ قاصد نے کہا کہ خط پڑھ لیجئے انھوں نے چراغ کو قریب کرکے اس کی لو پر خط کو رکھ کر جلا دیا اور کہا کہ یہی اس کا جواب ہے۔

جب ان سے مایوسی ہوئی تو عبداللہ کو لکھا۔ وہ اس خط کو پڑھکر فوراً مشورہ کے لئے امام جعفر کے پاس گئے انھوں نے کہا کہ اہل خراسان تمہارے شیعہ کب تھے۔ کیا تم نے ابومسلم کو وہاں بھیجا تھا۔ کیا تم ان میں سے کسی کے نام یا صورت سے بھی آشنا ہو۔ ان باطل آرزوؤں میں نہ پڑو پہلے یہ پیغام میرے پاس بھی آیا تھا میں نے اس کو رد کر دیا۔ یہ سنکر وہ بھی خاموش ہو رہے

Marfat.com

اور کچھ جواب نہیں دیا۔

آخر میں اس نے عمر اشرف کو لکھا۔ انھوں نے کہا کہ میں اس خط کے لکھنے والے کو نہیں جانتا۔ اس لئے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

شیعہ بنی عباس میں سے بعض رؤسا کو ابوسلمہ کی اس مخفی کارروائی کا علم ہو گیا۔ اس لئے انھوں نے عجلت کی اور آکر ابوالعباس سفاح کو خلافت کا سلام کیا۔ ابوسلمہ نے بھی پھر ان کی تقلید کی۔ لیکن ابوالعباس کے دل میں ں کی طرف سے یہ کینہ بیٹھ گیا اور اس کا جو نتیجہ ہوا وہ آگے آئے گا۔

اعلان خلافت ابوالعباس نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو جامع کوفہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ خطبہ میں حمد و صلوٰۃ کے بعد اپنی قرابت رسول پر فخر کیا اس کے بعد بنی امیہ کے ظلم و ستم کا حال بیان کر کے کہا کہ:۔

> ہم اہل خیر و صلاح ہیں۔ ہم سے ظلم و فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔ اے اہل کوفہ! تم ہمیشہ سے ہمارے محب رہے۔ اس راہ میں تم نے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ اور سخت سے سخت ظلم سہے اللہ کا شکر ہے کہ تم کو ہمارا زمانہ مل گیا اور اس دولت کی سعادت حاصل ہو گئی میں تمہاری تنخواہوں میں سو سو درہم کا اضافہ کرتا ہوں اور تمہاری خوش نصیبی پر مسرور ہوں۔

ابوالعباس سفاح کو اس وقت شدت کا بخار تھا یہ کہکر وہ بیٹھ گیا اس کا چچا داؤد بن علی جو نہایت زبان آور تھا۔ منبر پر اس کے بانو میں کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہم نے اس خلافت کی کوشش زر و جواہر جمع کرنے کے لئے نہیں کی ہے۔ نہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالی شان محلات اور باغات بنوائیں اور ان میں نہریں جاری کریں۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ ہمارے حقوق ہضم کئے جا رہے تھے۔ ہمارے بنی اعمام کی تحقیر کی جاتی تھی رعایا کے اوپر مظالم ڈھائے جاتے تھے اور ان کے مال پر دست درازیاں روا رکھی جاتی تھیں ان امور کو ہم برداشت نہیں کر سکے۔

اب اللہ رسول اور ان کے عم محترم عباس کا ذمہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ کتاب و سنت کے مطابق برتاؤ کریں گے اور وہی طریقہ رکھیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔

اس کے بعد کوفیوں کی بہت مدح سرائی کی کہ انھوں نے اہلبیت کی حمایت و نصرت میں بہت کچھ قربانیاں کی ہیں۔ پھر ان کو امیدیں دلائیں آخر میں کہا کہ۔

یہ یاد رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس منبر پہ بجز حضرت علی اور ایک ... (سفاح کی طرف اشارہ کر کے) کوئی خلیفہ برحق

Marfat.com

نہیں بیٹھا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ خلافت برابر ہمارے ہاتھ میں
رہے گی اور ہم اس کو آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ کے سپرد کریں گے۔

ان دونوں تقریروں کے بعد سفاح اٹھکر قصر امارت میں چلا گیا۔ اور اس کے بھائی ابو جعفر منصور نے لوگوں سے اس کی خلافت کی بیعت لی۔

خاتمہ بنی امیہ

بیعت خلافت کے بعد سب سے اہم معاملہ خلیفہ مروان کا استیصال تھا جو ایک لاکھ بیس ہزار فوج لئے ہوئے جزیرہ میں تھا۔ سفاح نے اپنے چچا عبد اللہ کی ماتحتی میں ایک لشکر گراں اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ دجلہ کی ایک شاخ دریائے زاب کے کنارے پر فریقین میں سخت جنگ ہوئی آخر میں عبد اللہ کامیاب ہوا۔ اور مروان کا لشکر جس میں منتخب اہل شام تھے اس کا تابع فرمان ہو گیا۔ مروان بھاگ کر حران میں آگیا جہاں اس کا بھتیجا ابان عامل تھا۔ عبد اللہ اس کے تعاقب میں گیا ابان نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عبد اللہ نے اس کو امان دی۔ مروان وہاں سے نکلکر قنسرین چلا گیا۔ عبد اللہ بھی اس طرف بڑھا۔ وہ قنسرین سے حمص اور وہاں سے دمشق کی طرف بھاگا۔ عبد اللہ نے پہنچ کر دمشق کو فتح کیا اور وہاں کے امیر ولید بن معاویہ کو قتل کر ڈالا مروان اردن اور فلسطین ہوتا ہوا مصر میں نکل گیا اور وہاں کے ایک گاؤں بوصیر کے کلیسہ میں پناہ گزین ہوا۔ عبد اللہ نے اس کے پیچھے صالح بن علی کو ایک دستہ

Marfat.com

فوج کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس نے بوصیر میں پہنچکر ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲ھ میں مروان کو قتل کیا۔ اس کے قتل سے بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

واسط میں ابن ہبیرہ کے پاس بھی ایک قوی سی فوج تھی حسن بن قحطبہ جب وہاں فوجیں لے کر پہنچا تو وہ قلعہ گیر ہو گیا۔ حسن نے گیارہ مہینے تک محاصرہ رکھا۔ جب مروان کے قتل کی خبر پہنچی تو ابن ہبیرہ نے صلح کی درخواست کی سفیروں کی آمدورفت کے بعد ابوجعفر منصور نے اس کو امان دی وہ حاضر ہو گیا اور عہد نامہ لکھا گیا لیکن اسی درمیان میں ابومسلم کا خط پہنچا۔ جس میں اس نے لکھا تھا کہ ابن ہبیرہ کا باقی رکھنا مصلحت کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے ابوجعفر نے اس کو مع اس کے ساتھیوں کے قتل کر دیا۔ حالانکہ ابھی ا[illegible] نامہ کی روشنائی بھی خشک نہیں ہونے پائی تھی۔

خلافتِ عباسیہ

اس دولت کو شیعہ نے دینی عقیدت کے نام سے قائم کیا عوام کے قلوب پر وہ یہ اثر ڈالتے تھے کہ امامت آل محمد صلعم کا حق ہے۔ ان ہی کو ملنی چاہیئے اور آل مروان جنہوں نے اس کو غصب کر رکھا ہے کسی طرح پر اس کے مستحق نہیں ہیں ان دعاۃ نے بنی امیہ کے متعلق سینکڑوں قسم کے عیوب مشہور کئے اور ان کی مذمت میں بہت سی موضوع اور جھوٹی حدیثیں لوگوں میں پھیلائیں۔

Marfat.com

دعوت امامت کے لئے خاص وجوہات کی بنا پر جن کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کوفہ اور خراسان کا انتخاب کیا گیا۔ تاکہ یہاں کے باشندوں کو آل محمد کی حمایت کے لیے مستعد کر کے ایک قوت تیار کی جائے جو آل مروان کے مقابلہ میں بروقت ضرورت عقیدت مندی کے ساتھ امامت اہلبیت کے قیام میں امداد کرے۔

چنانچہ اہل خراسان کے دلوں میں یہ تخم بو دیا گیا کہ بنی امیہ سے جنگ کرنا اور خلافت کو ان سے چھین کر اہلبیت کو دلانا ایک مقدس فرض ہے وہاں جو عرب تھے ان میں چونکہ یہ عقیدت نہیں تھی اس لئے امام نے ابو مسلم کو یہ وصیت کی تھی کہ اگر تم سے ہو سکے تو کسی عربی بولنے والی زبان کو وہاں باقی نہ چھوڑنا ایسی وصیت تھی جس میں صرف اپنے فوری مفاد کا خیال پیش نظر رکھا گیا ورنہ دین اور عقل دونوں کے خلاف تھی۔

اہل عجم جن کی سلطنت قدیم سے دنیا کی عظیم الشان دولت تھی عہد بنی امیہ نے اپنے آپ کو عرب کا غلام دیکھکر اس نئی سازش میں شریک ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ خلافت کے منتقل کرنے میں ہم مدد کریں تاکہ اس انقلاب میں حکومت میں ہم کو بھی حصہ مل جائے اس لئے یہ نزاع اگرچہ بظاہر بنی عباس اور بنی امیہ کی تھی لیکن درحقیقت عرب و عجم کی تھی۔ اس دولت کی تعمیر میں خون ناحق بہت بہایا گیا امام نے ابو مسلم کو وصیت کر دی تھی کہ جس کے بارے میں

Marfat.com

تم کو شبہ ہو اس کو قتل کر دینا۔ ظاہر ہے کہ خراسان میں ایک جماعت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے آئی۔ حزم و احتیاط کے لحاظ سے اس کو بہت سے لوگوں پر شک کرنا لازمی تھا۔ وہ اس وصیت کے مطابق ایسے لوگوں کو بے دریغ تہ تیغ کر دیتا تھا یہاں تک کہ عرب اور عجم میں سے اس نے جس قدر آدمیوں کو قتل کیا ان کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ شمار کی گئی ہے۔

عرب زمانہ جاہلیت سے وفاء عہد میں ممتاز تھے۔ اور اسلام نے تو خاص طور پر اس کی تاکید کی۔ لیکن بانیان دولت عباسیہ نے اس صفت کو بھی اپنی سیاسیات میں نظر انداز کر دیا تھا۔ جو لوگ ان کے اوپر اعتماد کرتے تھے ان کے ساتھ بھی یہ اپنی ضرورت کے موقع پر غداری کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ بدعہدی اور بے وفائی خلفائے عباسیہ میں سلسلہ بسلسلہ چلی آئی اور محمد بن علی طباطبائی کو بھی اپنی کتاب الفخری میں لکھنا پڑا کہ :۔

دولت عباسیہ کا شیوہ مکر، چالاکی اور غداری تھا۔ اور قوت و طاقت کی بہ نسبت اس کی سیاسیات میں بدعہدی و فریب کا جز غالب تھا۔

ممالکِ اسلامیہ

وہ خلافت جس کی بنیاد عرب کے باہر حضرت ابوبکرؓ نے ڈالی اور جس کو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ نے بڑھا کر اس وقت دنیا کی سب سے قوی ترین دولت بنایا۔ پھر بنی امیہ نے اس کے حدود مشرق اور مغرب میں دور تک پہنچا دیئے گئے جو بنی عباس کے قبضہ میں آئی اس موقع پر اس کا ایک مجمل خاکہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ آیندہ یہ اچھی طرح سمجھ میں آسکے کہ اس اسلامی امانت اور وراثت کو انھوں نے کس طرح رکھا۔

اس سلطنت کا طول کاشغر سے سوس اقصیٰ تک جو ساحل بحر ظلمات پر واقع ہے مقدسی کے بیان کے مطابق ۲۶۰۰ فرسخ تھا اور عرض بحیرۂ قزوین سے نوبیا تک اس میں بڑے بڑے ممالک شامل تھے جن میں متعدد ولایات تھیں ان کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) جزیرۃ العرب

اس میں چار ولایات تھیں۔

Marfat.com

(۱) حجاز۔ اس کا صدر مقام مکہ تھا۔ طائف۔ طیبہ، ینبع جار اور جدہ وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔

(۲) یمن۔ دو حصوں میں منقسم تھا۔ ساحل بحر کی طرف کے حصہ کا نام تہامہ اور اس کا مرکز زبید تھا۔ اور کوہستانی حصہ کا نام نجد اور اس کا مرکز صنعا تھا احقاف بھی اس میں شامل تھا جس میں حضرموت اور مہرہ واقع ہیں۔

(۳) عمان۔ اس کا صدر مقام صحار تھا جو ساحل بحر ہند پر ہے۔

(۴) ہجر۔ اس کا مرکز شہر احسار تھا۔ اس میں یمامہ داخل تھا جس کا سب سے بڑا بازار حجر تھا۔

اب عمان اور ہجر میں خوارج اور یمن میں شیعہ زیدیہ کی آبادی زیادہ ہے باقی حصوں کے باشندے اہلسنت ہیں۔

(۲) عراق

ولایات ۶

(۱) کوفہ۔ اس کے ماتحت عین التمر اور قادسیہ وغیرہ تھے۔

(۲) بصرہ۔ ابلہ و عبادان تک اس کا رقبہ تھا۔

(۳) واسط۔ فم الصلح اس ولایت کا مشہور شہر تھا۔

Marfat.com

(۴) مدائن۔ ساسانی پایہ تخت، نہروان اور جلولا اس کے تابع تھے۔

(۵) حلوان۔ خانقین اور شروان اس میں واقع ہیں۔

(۶) سامرا۔ اس ولایت کے مشہور شہروں میں کرخ۔ عکبرا، انبار، ہیت اور تکریت تھے۔

عراق کو قدیم زمانہ میں اقلیم بابل کہتے تھے دونوں دریا دجلہ اور فرات اس میں واقع ہیں عباسیوں نے اسی کو اپنا پایہ تخت قرار دیا یہ حصہ اس وقت علوم و فنون کا مرکز۔ عیش و ثروت کا گہوارہ اور دنیا کے سیاحوں کے لئے تماشہ گاہ بن گیا تھا یہاں کے اصل باشندے نبطی عرب تھے۔

عراق کا طول ساحل بحر سے مقام سن تک ۱۲۵ فرسخ اور عرض عذیب سے حلوان تک ۸۰ فرسخ تھا۔

(۳) اقلیم جزیرہ

قدیم تاریخوں میں اس کا نام آثور یا آشور لکھا گیا ہے یہ وہ حصہ ہے جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے اس میں تین ولایات تھیں۔

(۱) دیار ربیعہ اس کے مشہور مقامات میں سے۔ حدیثہ، سنجار، نصیبین، دارا اور راس العین تھے۔

(۲) دیار مضر اس کا صدر مقام رقہ تھا اس میں باجروان، حران

Marfat.com

(۳) دیار بکر۔ اس کا مرکز آمد تھا۔ میافارقین اور حصن کیفا وغیرہ اور اس کے تابع تھے۔

جزیرہ میں اسلام سے قبل عدنانی قبائل آکر آباد ہو گئے تھے ایھیں کے نام سے ان حصوں کے نام رکھے گئے اس کے حدود روم (ایشیائے کوچک) اور آرمینیہ تک جا کر ملتے ہیں۔

(۴) اقلیم شام

ولایات ۶

(۱) قنسرین۔ صدر مقام حلب تھا۔ انطاکیہ۔ باس۔ سمیساط منبج۔ مرعش۔ اسکندرونہ اور معرۃ النعمان اس کے تابع تھے۔

(۲) حمص۔ اس کے مشہور شہر سلیمیہ۔ تدمر۔ لاذقیہ اور انطرسوس تھے

(۳) دمشق۔ بانیاس۔ صیدا۔ بیروت وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔

(۴) اردن۔ اس کا صدر مقام طبریہ تھا۔ صور۔ عکا۔ بیسان۔ طرابلس اور اذرعات اس کے تابع تھے۔

(۵) فلسطین۔ اس کا مرکز رملہ تھا۔ بیت المقدس۔ عسقلان۔ یافہ۔ ارسوف۔ قیساریہ اور اریحا اسی میں واقع ہے۔

(۶) شراۃ۔ صدر مقام صغر تھا۔ مآب۔ عمان۔ تبوک اور اذرح اسی میں

Marfat.com

شامل تھے۔

اسلام سے پہلے شام میں عرب پہنچ گئے تھے۔ عہد بنی امیہ میں یہ دولت اور شوکت کا مرکز تھا۔ کیونکہ ان کا پایہ تخت دمشق میں تھا۔ شمال میں اس کی سرحد روم سے ملتی ہے۔

(۵) مصر

ولایت ۷

(۱) جفار۔ اس کا مرکز فرما تھا اسی حصہ میں بقارہ۔ واردہ اور عریش شامل تھے۔

(۲) حوف۔ صدر مقام بلبیس تھا مشتول اور قاقوس اس کے ماتحت تھے۔

(۳) ریف۔ اس کا مرکز عباسیہ تھا اس کے مشہور مقامات میں سے ومنہور سنہور سطنوف۔ ملیج۔ محلہ کبیرہ اور دقہلہ تھے۔

(۴) اسکندریہ رشید۔ مرلوط۔ برلس۔ اور ذات الکمام اس کے ماتحت تھے

(۵) مقدونیہ۔ اس کا مرکز فسطاط تھا۔ عزیزیہ۔ جیزہ اور عین الشمس اس کے تابع تھے۔

(۶) صعید۔ اس کا صدر مقام اسوان تھا قوص اخمیم۔ بلونا اور الفیوم وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔

Marfat.com

مصر کے قدیمی باشندے قبطی تھے۔ اپنے اپنے عہد حکومت میں بہت سے یونانی اور رومی بھی آکر آباد ہو گئے تھے۔ حوف میں چند عربی خاندان بھی سکونت گزیں تھے۔

جب اس کو مسلمانوں نے فتح کیا تو کثرت سے عرب وہاں جاکر آباد ہو گئے اور مفتوح قوموں میں رشتہ داریاں کرکے ان کو اپنے ساتھ مخلوط کر لیا۔ یہاں تک کہ عہد عباسی میں یہاں کے لوگ بالعموم مسلمان ہو گئے اور عربی زبان بولنے لگے۔

(۶) مغرب

ولایات ۷

(۱) برقہ۔ اسی میں رمادہ اور طرابلس شامل تھے۔

(۲) افریقیہ۔ اس کا صدر مقام قیروان تھا۔ اس وقت اس کے مشہور مقامات میں سے سفاقس۔ سوسہ۔ تونس۔ بونہ۔ منیتر۔ اور جزیرہ بنی زغنانہ تھے۔

(۳) تاہرت۔ اس کے تابع مطماطہ اور وہران تھے۔

(۴) سجلماسہ۔ درعہ۔ اصیلی اور ناز رواس میں شامل تھے۔

(۵) فاس۔ پہلے اس کا صدر مقام سوس اودنے تھا۔ عہد عباسیہ میں فاس آباد کیا گیا۔ اسی ولایت میں بصرہ۔ درعہ۔ صنہاجہ ہوارہ اور سلا

داخل تھے۔

(۶) سوس اقصیٰ۔ اس کا مرکز طرفانہ تھا اسکے مشہور مقامات اغمات اور ماسہ تھے۔

(۷) اندلس۔ صدر مقام قرطبہ تھا۔

اندلس کے باشندے رومی ونیز لیغوظ اور بربر تھے اسلامی فتح کے بعد بھی پانچویں صدی ہجری تک مسلمانوں کی تعداد وہاں زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ اس کے بعد سے ان کا شمار بڑھنا شروع ہوا۔

عباسیوں کی حکومت میں یہ ولایت نہیں آئی۔

(۷) ماوراء النہر

ولایت ۶

یہ وہ خطہ ہے جو دریائے جیحوں کے مشرق میں ہے۔ البشاری نے لکھا ہے کہ ماوراء النہر نہایت سیر حاصل اور زرخیز ملک ہے وہاں کے باشندے دیندار۔ علم کے شائق۔ شجاع اور تنومند ہیں۔ جہاد سے نہیں تھکتے۔ تفرقہ سے دور اور اتحاد کے شیدائی ہیں۔ عفت۔ پاکیزگی اور مہمان نوازی میں مشہور ہیں۔

(۱) فرغانہ۔ اس کے اخنسیکث نصر آباد اوزکند اور مرغینان وغیرہ تھے۔

(۲) اسبیجاب۔ فاراب، نزار۔ طراز اور ملاسکون اس کے مشہور مقامات تھے۔

Marfat.com

(۳) شاش۔ اس کا صدر مقام نبکث تھا۔

(۴) اشروسنہ۔ اس کا مرکز بنجکث تھا۔

(۵) صغد۔ سمرقند کے خطے کا نام تھا۔

(۶) بخارا۔ بیکند وغیرہ اس کے تابع تھا۔

اس اقلیم کا سب سے بڑا دریا جیحوں ہے جس سے متعدد شاخیں نکلتی ہیں اس کے علاوہ اس میں چھ دریا اور بھی ہیں جن کے کناروں پر بڑے بڑے شہر آباد ہیں۔ مثلاً ختل کا صدر مقام ہیک۔ تیرکاث (خوارزم کا مرکز) جرجان۔ ترمذ۔ کالف لزبیدہ زم فربر اور آمل وغیرہ۔

(۸) خُراسَان

ولایت ۹

(۱) بلخ۔ اس کے ماتحت طخارستان تھا جس کے مشہور شہر لواخ اور طالقان ہیں

(۲) غزنین۔ کابل اس کے تابع تھا۔

(۳) لبست۔ بعض مورخ اس کو غزنین کے ساتھ ملا کر ایک ولایت قرار دیتے ہیں اور اس کا نام بلتستان رکھتے ہیں۔

(۴) سجستان یعنی سیستان۔ اس کا مرکز زرنج تھا۔

Marfat.com

(۵) ہرات ۔ بادغیس اسی میں شامل تھا۔

(۶) جوزجان ۔ اس کا صدر مقام یہودیہ تھا۔

(۷) مردشاہجہاں ۔ اس کے تابع مرورود تھا۔

(۸) نیشاپور ۔ بیہق۔ طوس۔ نسا۔ اور ابیورد اس میں شامل تھے۔

(۹) قہستان ۔ اس کا صدر مقام قائن تھا۔

اسلامی ممالک میں خراسان سب سے زیادہ معمور اور شاداب تھا یہیں کے باشندوں کی بدولت دولت عباسیہ قائم ہوئی اسلامی علوم و فنون کے اہل کمال زیادہ تر اسی خطے سے پیدا ہوئے۔

(۹) اقلیم دیلم

ولایات ۵

(۱) قومس ۔ اس کا مرکز دامغان تھا۔ سمنان اور لبطام وغیرہ اس کے تابع تھے۔

(۲) جرجان ۔ اس کا صدر مقام شہرستان تھا استرآباد اور آبسگون اس کے ماتحت تھے۔

(۳) طبرستان ۔ دارالامارہ آمل میں تھا۔ سالوس اور ساریہ بھی اسی میں شامل تھے۔

Marfat.com

(۴) دیلمان۔ اس کا مرکز بروان تھا۔

(۵) خزر۔ اس کا صدر مقام بھی آمل ہی کے نام سے مشہور تھا اس کے ممتاز مقامات میں سے بلغار اور سمندر تھے دریائے آمل اسی کے رقبہ میں سے گزرتا تھا۔

عہد عباسیہ میں اس اقلیم میں اسلام کی اشاعت زیادہ ہوئی۔

(۱۰) رحاب

ولایات ۳

(۱) اران۔ اس کا صدر مقام بردعہ تھا۔ تفلیس۔ شروان۔ طاز کرد۔ اور باب الابواب اس کے ماتحت تھے۔

(۲) آرمینیہ۔ اس کا مرکز دبیل تھا۔ بدلیس، خلاط، سوتے۔ سلماس، ارمیہ۔ مراغہ۔ مرند۔ اور قالیقلا اسی میں شامل تھے۔

(۳) آذربیجان۔ اس کا امیر اردبیل میں رہتا تھا۔ تبریز اسی ولایت میں تھا۔

اس اقلیم کے اصلی باشندے کرد۔ ارمن اور ایرانی ہیں۔ اس میں سے دریائے کر اور رس گزرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی زیادہ تر عہد عباسی میں اسلام لائے۔

Marfat.com

(۱۱) اقلیم الجبال

ولایات ۳

(۱) رے۔ آوہ۔ سادہ۔ قزوین۔ اور ابہراس کے ماتحت تھے۔

(۲) ہمدان۔

(۳) اصفہان۔

(۱۲) خوزستان

ولایات ۷

(۱) سوس۔ عراق اور کوہستان کی سرحد پر ہے۔

(۲) تستر۔ (شوستر)

(۳) جندیساپور۔

(۴) عکرمکرم۔

(۵) اہواز۔

(۶) وروق۔

(۷) رامہرمز۔

Marfat.com

(۱۳) فارس

ولایات ۶

(۱) ارجان۔

(۲) خرہ اردشیر۔ اس کا صدر مقام سیراف تھا۔

(۳) دارالجرد۔

(۴) شیراز۔ بیضا اور فسا اس کے ماتحت تھے۔

(۵) سابور۔ اس کا مرکز شہرستان تھا۔ گازرون۔ نوبندجان۔ اور توز اس کے تابع تھے۔

(۶) اصطخر (استخر) ایران کا قدیم پایۂ تخت تھا۔

اس اقلیم میں اہل فارس کے ساتھ کردوں کی بھی ایک کثیر تعداد تھی۔

(۱۴) کرمان

ولایات ۵

(۱) بردسیر۔ ماہان۔ گرگان اور زرند اس میں شامل تھے۔

(۲) نرماسیر۔

(۳) سیرجان۔

(۴) بم۔
(۵) جیرفت۔ متصل ساحل بحر

(۱۵) سندھ

ولایات ۴

(۱) مکران۔ اس کا صدر مقام بنجپور تھا۔
(۲) طوران۔ دارالامارہ مقام قصدار تھا۔
(۳) خاص سندھ۔ اس کا مرکز منصورہ تھا دیبل اسی کے ماتحت تھا۔
(۴) دیہند۔

اس اقلیم میں دریائے مہران (سندھ) ہے جو مصر میں دریائے نیل سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

ان پندرہ ممالک میں سے چھ کی زبان عربی تھی۔

یہ طویل و عریض سلطنت خراسانی شیعہ کی امداد سے بنی عباس کو ملی تھی۔

Marfat.com

ولایتِ عہد

حصہ دوم میں خلافت کے بیان میں ہم اس امر کو تفصیل کے ساتھ لکھ آئے ہیں کہ وہ جمہوری ہے۔ اور خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کی عام رضامندی سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ انہیں کی صلاح وفلاح اور انہیں کی مہمات کے انتظام کے لئے مقرر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ نے خود اپنے اختیار سے بلاکسی اقض کے حضرت ابوبکر کو منتخب کیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

بیعت اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو اجراء عقد بیع کے وقت بائع اور مشتری میں ہاتھ ملا کر کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ جانبین کا معاہدہ ہے یعنی خلیفہ ان کو کتاب وسنت پر چلائے گا اور وہ ان احکام میں جو رضاجوئی حق کا ذریعہ ہیں اس کی اطاعت کریں گے۔ یہی بیعت دراصل خلیفہ کی قوت کی اصلی بنیاد ہے۔ کیونکہ اس کے بعد امت پر اس کی اطاعت شرعی طور پر لازم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر نے انتخاب خلیفہ کا ایک دوسرا طریقہ اختیار فرمایا یعنی یہ کہ بمشورہ اہل الرائے انھوں نے ایک شخص کو اپنا قائم مقام منتخب کردیا کہ لوگ اس بات کی بیعت کرلیں کہ میرے بعد اس کو خلیفہ بنائیں گے اسی کو ولی عہدی کہتے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے اس انتخاب میں مشورۂ عام اور خیرخواہی امت کا خیال رکھا تھا اور حضرت عمر کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ جو نہ ان کے ہم قبیلہ تھے نہ رشتہ دار۔ خلافت راشدہ کے بعد امیر معاویہ نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کیا مگر انھوں نے خاص اپنے بیٹے یزید کو ولیعہدی کے لئے منتخب کیا۔ اور اپنے موافقوں سے برائے نام مشورہ لیکر مخالفوں سے بھی بیعت لے لی اس کے بعد بنی امیہ نے اسی طریقہ کو سلسلہ وار جاری رکھا۔ مشورہ کو بھی نظرانداز کردیا۔ اور باختیار خود محض اپنے عزیزوں اور بیشتر اپنے بیٹوں کو ولی عہد بناتے رہے۔ بلکہ اکثر ایک کے بجائے دو دو کو ولیعہد مقرر کردیتے تھے جس سے اندر بھی فساد بڑھتا گیا۔ اور آخر میں ان کے زوال کا موجب ہوا۔

بنی عباس نے بھی ان کی تاریخ سے مطلق عبرت نہیں پکڑی اور یہی دستور ولیعہدی کا برقرار رکھا اور دو دو اور تین تین ولیعہد مقرر کرنے لگے۔ چنانچہ اس بدنظمی کی بدولت ان پر بھی وہی مصیبتیں آئیں جو بنی امیہ پر آئی تھیں۔

سفاح نے جو پہلا عباسی خلیفہ تھا اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو اور اس کے بعد اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولیعہد بنایا۔ جب منصور تخت خلافت پر آیا۔ اور اس کا بیٹا مہدی جوان ہوا تو اس کے اوپر یہ امر نہایت گراں گزرا کہ میرے بعد عیسیٰ خلیفہ ہو جائے۔ اور میرا بیٹا محروم رہے اس لئے اس نے چاہا کہ خلافت میں عیسیٰ کا درجہ مہدی کے بعد کر دے۔ عیسیٰ اس پر راضی نہیں تھا۔ اس وجہ سے اس پر بہت سختی کی۔ زہر کا پیالہ بھی اس کو پلایا۔ لیکن وہ سخت جان تھا نہیں مرا۔ مگر مجبور ہو کر اس کو اپنی تاخیر پر رضامند ہونا پڑا۔ حالانکہ اسی عیسیٰ نے منصور کے عہد میں عظیم الشان کام انجام دیئے تھے۔ اور بڑی بڑی مہمات سر کی تھیں۔

مہدی جب خلیفہ ہوا تو اس نے بھی اس بات کا اعادہ کیا۔ جو منصور نے کی تھی یعنی عیسیٰ پر سختی شروع کی کہ وہ ولیعہدی سے مطلقاً دست بردار ہو جائے۔ تاکہ وہ اپنے دونوں بیٹوں ہادی اور ہارون کو ولی عہد بنائے۔ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانے کے بعد عیسیٰ نے تنگ آکر دست برداری لکھدی۔
اب مہدی نے بھی وہی قدیمی غلطی کی۔ اور اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں ہادی اور ہارون کو یکے بعد دیگرے ولیعہد کر گیا۔

ہادی نے خلیفہ ہو جانے کے بعد ہارون کو ولیعہدی سے نکال کر اپنے نو عمر بیٹے کو ولیعہد کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ ہارون کی امداد کے لئے قوی

Marfat.com

دست باز دموجود تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہوسکا اور انہیں جھگڑوں میں اس کی وفات بھی ہوگئی۔ جس کے بارے میں بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زہر سے ہوئی۔

ہارون نے خلیفہ ہو جانے کے بعد پہلے مامون کو ولیعہد بنانا چاہا۔ لیکن چونکہ وہ کنیز کے شکم سے تھا اس لئے زبیدہ کے اثر سے مجبور ہو کر ۱۷۵ھ میں امین کی ولیعہدی کا فرمان لکھا جس کی عمر اس وقت تین سال سے زائد نہ تھی۔ دس سال کے بعد جعفر بن یحییٰ برمکی کی کوشش سے جو مامون کا اتالیق تھا۔ مامون کے لئے بھی عہد نامہ لکھا۔ پھر عبدالملک بن صالح کے مشورہ سے اپنے تیسرے بیٹے قاسم کو بھی ولیعہد بنایا اور اس کا لقب موتمن رکھا اس کے بعد کل ممالک اسلامیہ کو ان تینوں میں تقسیم کر دیا۔

مشرقی حصہ خراسان وغیرہ مامون کو دیا مشرقی حصہ مصر اور شام امین کو۔ جزیرہ موتمن کو اور ہر ایک کو مستقل امیر بنا دیا۔ اس طرح پر اپنی اولاد میں باہمی فتنہ وفساد کا تخم خود اپنے ہاتھوں سے بو دیا۔

اس کے بعد جب حج کے لئے گیا تو خاص حرم میں امین اور مامون کے لئے دو عہد نامے لکھے۔ اہل حرم کے سامنے دونوں بھائیوں کی موجودگی میں یہ محضر سنائے گئے۔ علماء فقہاء امراء اور تمام حاضرین یہاں تک کہ اللہ اور فرشتے سب اس کے اوپر گواہ بنائے گئے اور سخت سے سخت تاکیدیں اور

Marfat.com

شرطیں کی گئیں کہ اس عہد نامہ کو نہ توڑیں۔ اور باہم خونریزی نہ کریں۔

لیکن ہارون جب گزر گیا اور امین تخت پر آیا تو اس کے دل میں بھی وہی خواہش پیدا ہوئی جو اس کے اسلاف کے دلوں میں ہوئی تھی یعنی اس نے چاہا کہ مامون کو ولایت عہد سے دستبردار کرا کے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنائے۔ مامون خراسان کا والی تھا اس کے پاس فوجی قوت بھی تھی اس بنا پر اس نے انکار کر دیا۔ امین نے فوج بھیجی اور آخر دہ خونی واقعات پیش آئے جس سے عالم اسلامی میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ خود بغداد کا نہایت سخت محاصرہ ہوا یہاں تک کہ امین مارا گیا اور مامون خلیفہ ہوا۔

مامون نے صرف اپنے بھائی معتصم کو اپنا جانشین بنایا تھا اسی طرح معتصم نے بھی صرف اپنے بیٹے واثق کو ولی عہد کیا تھا۔ اور واثق بلا عہد ولایت لکھے ہوئے گذر گیا اس کی موت کے بعد ارکان دولت نے متوکل کو منتخب کر لیا۔ متوکل نے پھر وہی غلطی کی جو ہارون نے کی تھی یعنی اس نے بھی اپنے تینوں بیٹوں منتصر، معتز، اور مؤید کو یکے بعد دیگرے ولیعہد بنایا اور ہر ایک کو دو دو علم عطا کیے۔ ایک سیاہ جو لواء عہد تھا اور ایک سپید جو لوائے حکومت تھا۔ اور کل ممالک اسلامیہ کو ان میں تقسیم کر دیا۔

منتصر کو افریقہ۔ مغرب۔ شام۔ جزیرہ۔ حجاز۔ عراق۔ یمن۔ اہواز۔ مکران اور سندھ۔

Marfat.com

معتز کو۔ خراسان۔ طبرستان۔ آرمینیہ۔ آذربائیجان اور فارس۔

موید کو۔ جند حمص۔ جند دمشق۔ جند فلسطین۔

ہارون کی اولاد کا انجام دیکھ لینے اور یہ سمجھ لینے کے بعد کہ بنی عباس میں عہد کا کوئی احترام نہیں ہے متوکل نے اپنے اس فعل میں مطلق دوراندیشی سے کام نہیں لیا۔

آخر میں بعض وجوہ کی بنا پر اپنے بڑے بیٹے منتصر کو ولیعہدی سے معزول کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ وہ مستقل امیر تھا اور اس کے پاس ترکوں کی ایک جماعت تھی اس نے متوکل کو قتل کر دیا۔ اور خلیفہ ہو گیا۔ چالیس دن کے بعد اپنے دونوں بھائیوں کو بلا کر ولیعہدی سے معزولی کا فرمان سنا دیا۔ موید نے تسلیم کر لیا لیکن معتز نے مخالفت کی مگر بالآخر مجبور ہو کر ماننا پڑا اور یہ سب کچھ محض شخصی استبداد کا جذبہ تھا۔ ورنہ منتصر کے کوئی اولاد بھی اس قابل نہیں تھی کہ اس کو ولیعہد بنانا۔ چنانچہ وہ بلا ولیعہد بنائے گذر گیا۔

اس کی وفات کے بعد موالی نے مستعین بن محمد بن معتصم کو لا کر تخت نشین کیا جس کو انھوں نے متوکل کی اولاد کے خوف سے چھپا رکھا تھا اس زمانہ سے خلافت ترکی غلاموں کے قبضہ میں آگئی وہی جس کو چاہتے تھے خلیفہ بناتے تھے اور جس کو چاہتے تھے معزول کرتے تھے صرف نمبر دہ گئیں عباسی خلیفہ معتمد نے اپنے بھتیجے معتضد کو اپنا ولیعہد بنایا اور اس کے اپنے

Marfat.com

بیٹے مکتفی کو اس کے بعد سے پھر خلیفہ کا عزل ونصب ترکوں کے ہاتھ میں رہا۔

بنی بویہ کے زمانہ میں کل اختیارات انہیں کے ہاتھ میں تھے خلفاء صرف نام کے لئے رکھے جاتے تھے۔ اس عہد میں جس قدر خلیفہ ہوئے سب کے سب معزول ہوتے رہے صرف قادر عرصہ تک قائم رہا۔ اور اس نے اپنے بیٹے قائم کو ولیعہد بنایا اس کے بعد سے خلافت کا سلسلہ اس طرح رہا کہ باپ سے بیٹے کو ملتی رہی۔

۶۵۶ھ میں ہلاکو نے جو چنگیز خان کا پوتا تھا۔ بغداد پر قبضہ کرلیا۔ اور وہاں کے آخری عباسی خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عہد عباسی میں باوجود اس کے کہ ہر قسم کے علوم و فنون کی اشاعت ہوئی۔ لیکن خلافت کے لئے کوئی معقول نظام نہیں تجویز کیا گیا۔ جس کا نتیجہ آخر میں آکر تباہی اور بربادی ہوا۔

Marfat.com

سفاح (۱)

ابو العباس عبد اللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس اس کی ماں ریطہ قبیلہ بنی حارث کی تھی اس کی ولادت ۱۰۴ھ میں حمیمہ میں ہوئی جہاں اس کا خاندان سکونت گزین تھا۔

محمد بن علی نے اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو وصی بنایا تھا۔ ابراہیم جب گرفتار ہوئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ میں زندہ نہیں بچوں گا تو سفاح کے لئے امامت کی وصیت کر گئے۔ یہ مع اپنے تمام خاندان کے ابو سلمہ وزیر آل محمد کے ساتھ کوفہ میں آگیا۔

۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۷۴۹ء میں کوفہ میں اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی لیکن اس وقت تک بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان زندہ تھا جب وہ مصر میں ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲ھ مطابق ۵ اگست ۷۵۰ء میں قتل کر دیا گیا تو اس کی مستقل خلافت کا آغاز ہوا۔

کوفہ چونکہ شیعہ آل علی کا مرکز تھا اس لئے بنی عباس نے وہاں اپنا

Marfat.com

دار الخلافہ رکھنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ چنانچہ وہ حیرہ میں اور پھر وہاں سے انبار میں منتقل ہو گئے۔

احوال زبابہ

مروان کے قتل کے بعد بنی عباس کی مشکلات ختم نہیں ہوئیں۔ کیونکہ بہت سے امراء اور رؤسا نے جو بنی امیہ کے حامی تھے بغاوتیں کیں۔ سفاح کا عہد خلافت زیادہ تر ان ہی بغاوتوں کے دبانے میں گذرا۔

جو لوگ عالی خیال اور بلند حوصلہ ہوتے ہیں وہ قدرت پا جانے کے بعد مخالفوں کے دلوں کو معافی اور حسن سلوک سے اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کا قصور معاف کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اہل قریش کو جنہوں نے اسلام کی عداوت اور آنحضرت اور مسلمانوں کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی عام معافی دیدی۔ اور بجز خاص مجرموں کے کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ مگر بنی عباس نے اپنے خاندانی اور ایک جد کی بھائیوں بنی امیہ پر غلبہ پا کر جس طرح ان کو مٹایا اور ان کے فنا کرنے میں جس قساوت قلبی کا اظہار کیا اس کی مثال اسلامی تاریخ میں نہیں ہے۔

داؤد بن علی نے جو سفاح کا چچا تھا مکہ مدینہ میں جس قدر بنی امیہ تھے ان سب کو قتل کر ڈالا اس کے بھائی سلیمان بن علی نے بصرہ میں یہی کیا۔

Marfat.com

جن کو قتل کرنا تھا ان کے پاؤں پکڑوا کر کھنچوا کر راستوں میں ڈال دیا تھا۔ عبداللہ بن علی نے شام میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ایک ایک بنی امیہ کو مار ڈالا۔ بجز شیرخوار بچوں یا ان لوگوں کے جو روپوش ہو کر بھاگ گئے کوئی اس کے ہاتھ سے نہیں بچ سکا۔ یہاں تک کہ اس نے جوش انتقام میں خلفائے بنی امیہ۔ امیر معاویہ۔ یزید اور عبدالملک وغیرہ کی قبریں کھدوا ڈالیں اور ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو بھی نکال کر پھنکوا دیا۔ ہشام بن عبدالملک کی نعش صحیح و سالم نکلی تھی۔ صرف ناک گل گئی تھی۔ اس کو کوڑوں سے پٹوا کر سولی پر چڑھا دیا پھر آگ میں جلایا۔ اور راکھ ہوا میں اڑا دی۔

عراق میں خود سفاح نے بھی یہی کیا۔ ایک بار دربار میں وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا ایک جانب کرسیوں پر بنی ہاشم اور دوسری جانب گدوں پر بنی امیہ تھے۔ اسی اثنا میں ایک شاعر نے آ کر بنی امیہ کے مظالم میں چند اشعار اس کو سنائے۔ سفاح کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اس نے بنی امیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کمبخو! ہمارے جن عزیزوں کو تم نے قتل کیا وہ تو فنا ہو گئے۔ اور تم ابھی تک اس دنیا میں عیش کرنے اور لذت اٹھانے کے لئے زندہ ہو پھر خراسانیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے اوپر ٹوٹ پڑے اور سب کو قتل کر ڈالا صرف ایک شخص عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز داؤد بن علی کی سفارش سے بچ سکا۔

بنی عباس کی یہ سخت گیری بنی امیہ ہی تک محدود نہیں رہی بلکہ خود

Marfat.com

اپنے ارکان سلطنت پر بھی انھوں نے ہاتھ بڑھایا۔ ابوسلمہ خلال جو وزیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔ اور جس نے اس دولت کے قائم کرنے میں بڑی خدمت انجام دی تھی۔ سفاح اس سے اس بنیاد پر ناراض تھا۔ کہ اس نے اس خلافت کو آل علی کی طرف منتقل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے اس کے قتل کے درپے ہوا۔ مگر اس میں ابومسلم کی رائے لینی بھی ضروری تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی منصور کو خراسان میں بھیجا ابومسلم نے کہا کہ آپ لوگ خاموش رہیں۔ میں خود اس کا بندوبست کر دوں گا۔ منصور واپس آیا۔ ابومسلم نے ایک خراسانی کو کوفہ میں بھیجا۔ اور اس کو یہ حکم دیا کہ جہاں ابوسلمہ کو پا جائے قتل کر دے وہ آکر چھپا رہا۔ ابوسلمہ سفاح کے دربار سے نکلکر جب شارع عام پر آیا تو اس نے پہنچکر اس کو قتل کر دیا۔ چند غوغائیوں نے وہاں جمع ہوکر شور مچا دیا کہ کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا۔

اسی زمانہ میں ابومسلم نے سلیمان بن کثیر خزاعی شیخ النقباء جس نے اس سلطنت کے قائم کرنے میں ابوسلمہ سے کم کوشش نہیں کی تھی یہی الزام لگایا کہ وہ بہ نسبت آل عباس کے آل علی کا ہوا خواہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہے کہ امام ابراہیم نے جب ابومسلم کو خراسان میں امیر بناکر بھیجا تھا۔ تو اس کو یہ حکم دیا تھا کہ اہم معاملات میں تم اسی شیخ سے مشورہ لینا۔ اور اس کو میرا قائم مقام سمجھنا۔ ابومسلم نے اس کو بلایا۔ اور کہا کہ تم کو یہ بات یاد ہے کہ امام نے مجھے حکم دیا تھا کہ جس پر مجھ کو شبہ ہو اس کو قتل کر دوں! اس نے کہا کہ ہاں!

Marfat.com

ابومسلم نے کہا کہ مجھ کو تمہارے اوپر شبہ ہے کہ تم امام کے سچے خیرخواہ نہیں ہو اس نے اللہ کا واسطہ دلانا شروع کیا۔ لیکن ابومسلم نے ایک نہیں سنی اور اس کو قتل کر دیا۔

الغرض سفاح کا عہد بنی امیہ کو مٹانے اور ہر طرف سے جو فتنے نظر آئے ان کو بند کرنے میں گزرا جس کی نسبت ذرا بھی شبہ ہوتا تھا وہ قتل کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح نہ صرف بے جا خونریزی اور سفاکی حد سے زیادہ ہوئی۔ بلکہ بدعہدی اور پیمان شکنی کی مثال قائم ہو گئی جس کی وجہ سے کبرا سلطنت کے دلوں سے اطمینان کے ساتھ خلوص جاتا رہا۔

امراء

سفاح کے عہد میں جس قدر امراء مقرر کئے گئے وہ سب بنی عباس میں سے تھے اس لئے کہ غیروں پر اعتماد نہیں تھا ان امراء میں سے تین شخص اپنے نفوذ اور اثر کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ عبداللہ بن علی والی شام و مصر، ابوجعفر منصور والی عراق و جزیرہ۔ ابومسلم امیر خراسان۔ یہی لوگ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ مگر ان میں باہم خلوص و اتحاد نہیں تھا۔

ابومسلم کی طاقت اور شوکت کو دیکھ کر ابوجعفر از روئے حسد کے اس کا سخت دشمن ہو گیا تھا۔ اور بار بار سفاح سے اصرار کرتا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ بھی راضی تھا لیکن نہ صرف اس خوف سے جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں خراسانی جن کی بدولت یہ سلطنت قائم ہوئی ہے اس کے قتل سے برگشتہ نہ ہو جائیں۔

Marfat.com

عبداللہ بن علی خلافت کی آرزو رکھتا تھا۔ اس کو یہ ڈر لگا ہوا تھا کہیں منصور سفاح سے اپنی ولیعہدی کا فرمان نہ لکھالے اس لئے آپس میں دونوں میں صفائی تھی سنہ ۱۳۶ھ میں ابومسلم نے سفاح سے حج کی اجازت طلب کی۔ وہ چونکہ اس کو امیر الحاج نہیں بنانا چاہتا تھا اسلئے منصور سے کہا کہ تم بھی حج کے لئے درخواست دیدو اس کی تحریر پر حکم لکھ دیا کہ تم امسال امیر الحج ہو۔ اور ابومسلم کو جواب دیا کہ تم حج کے لئے آؤ لیکن چونکہ منصور نے بھی حج کی درخواست کی تھی اس لئے میں نے اس کو امیر الحاج مقرر کر دیا ہے ابومسلم نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور لکھا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں ان کی ماتحتی میں حج کروں لیکن اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ کیا منصور کو اسی سال حج کرنا ضروری تھا۔ یہ دونوں قافلے ایک ساتھ ایک ہی راستے سے مکہ کو چلے۔ راہ میں ابومسلم نے اپنی شوکت اور فیاضی کا اس قدر اظہار کیا کہ منصور کا رشک و حسد اور بھی بڑھ گیا۔ اور آئندہ یہی ابومسلم کے قتل کا موجب ہوا۔

ولیعہدی سنہ ۱۳۶ھ میں سفاح نے اپنے بھائی منصور اور اسکے بعد عیسٰے بن موسیٰ بن محمد بن علی کی ولیعہدی کیلئے فرمان لکھا اس عہد کو حریر کے پارچے پر لکھوا کر پہلے اس پر اپنی مہر لگائی پھر اپنے اہل خاندان کی مہریں لگوا کر عیسٰے بن موسیٰ کے حوالے کیا۔

وفات اسی سنہ میں وہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہوا اور یوم شنبہ ۱۲ ذی الحجہ مطابق ۱۰ جون ۷۵۲ء کو مقام انبار میں وفات پائی۔

یوم بیعت سے وفات تک اس کی مدت خلافت ۴ برس ۹ مہینے رہی و مروان کے قتل کے بعد ۴ سال ۱۱ ماہ

(۲) منصور

ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں سنہ ۹۵ھ میں ہوئی تھی۔

خلافت عباسیہ کے لئے جدوجہد اور اس کے انتظام و اہتمام میں سفاح کا دست راست تھا۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کے لئے گیا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ ولیعہد ثانی نے اس کے لئے بیعت لی اور اس کو صورت حال سے مطلع کیا۔ وہ واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں قاصد ملا۔ عجلت کے ساتھ انبار پہنچ کر تخت نشین ہوا۔

احوال داخلیہ

منصور کو اپنی خلافت کے لئے بنی امیہ یا ان کے حامیوں کی طرف سے تو کوئی اندیشہ نہ تھا۔ کیونکہ ان کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ لیکن تین طرف سے اس کو ڈر لگا ہوا تھا۔

(۱) اپنے چچا عبداللہ بن علی کی طرف سے۔ کیونکہ بنی عباس میں اس کی شخصیت نہایت ممتاز تھی۔ اور چونکہ سفاح نے اس کو سپہ سالار عام مقرر کر دیا تھا۔ اس لئے شام جزیرہ اور موصل وغیرہ کی تمام فوجیں اس کے قبضہ میں تھیں

Marfat.com

اور وہ بڑی قوت اور شوکت رکھتا تھا۔ واپسی میں جب منصور کو سفاح کی موت کی اطلاع ہوئی تو اس نے ابومسلم سے اس خطرہ کا اظہار بھی کیا تھا۔

(۲) خود ابومسلم سے، جو دولت عباسیہ کا اصلی بانی تھا کیونکہ اس کی طاقت بھی زبردست تھی اور تمام مہمات ملکی میں وہ دخیل تھا ابوجعفر کو یہ ڈر تھا کہیں مجھ کو اپنا مخالف سمجھکر یہ خلافت کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں منتقل نہ کردے

(۳) اپنے بنی اعمام آل علی سے۔ بالخصوص محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن ابی طالب کی طرف سے اس کو بہت خطرہ تھا۔ اور یہ خوف اس کے دل میں اس وقت سے اور بھی بڑھ گیا جب اس نے دیکھا کہ اس کو امیر الحج ہونے کی وجہ سے محمد مذکور اور ان کے بھائی ابراہیم دونوں حج میں شریک نہیں ہوئے۔

ان تینوں خطرات کو اس نے اچھی طرح سمجھ لیا چونکہ وہ صاحب ہمت و جرات ہوشمند اور مدبر تھا۔ اس لئے یہ سوچا کہ انھیں دشمنوں سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں کام لے کر ان کی قوت کو توڑ دے۔

عبداللہ بن علی

عیسٰے بن موسیٰ نے عبداللہ کو بیعت کے لئے بلایا۔ وہ اس وقت رومیوں سے لڑکر واپس آرہا تھا۔ حرّان میں پہنچکر اس نے فوج کو جمع کیا۔ اور ان سے اپنی خلافت کی بیعت لی۔

منصور نے ابومسلم کی ماتحتی میں نہایت سازوسامان کے ساتھ ایک لشکر گراں ترتیب دیکر اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔

عبداللہ کے ساتھ خراسانی فوج کا بھی حصہ تھا۔ جس کا امیر حمید بن
قحطبہ تھا۔ عبداللہ نے خیال کیا کہ شاید یہ لوگ ابومسلم کی وجہ سے میرا ساتھ نہ
دیں۔ اس لئے حمید کو ایک خط دیکر زفر بن عاصم والی حلب کے پاس بھیج دیا اور
اس کے جانے کے بعد خراسانیوں کو جو کئی ہزار تھے قتل کرادیا۔ ادھر راستہ میں حمید
نے جب اس خط کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ مضمون پایا کہ جس وقت یہ تمہارے
پاس پہنچے اس کو قتل کردینا اس وجہ سے وہ حلب نہیں گیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو
لئے ہوئے عراق کی طرف پلٹا۔ خراسانیوں کے قتل اور حمید کے نکل جانے کی
وجہ سے عبداللہ کے لشکر میں ابتری پیدا ہوگئی وہ ان کو لئے ہوئے حران سے
نصیبین میں آگیا جو ایک مستحکم فوجی مقام تھا اور وہاں جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا۔
ابومسلم نے وہاں پہنچکر دیکھا کہ عبداللہ نے ایک مضبوط مرکز پر مورچہ
جمالیا ہے جس کو فتح کرنا دشوار ہے اس لئے اس کو خط لکھا کہ مجھ کو تم سے لڑنے
کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ میں ملک شام کا والی بناکر بھیجا گیا ہوں اور اسی طرف
کو جارہا ہوں عبداللہ اس کی چال کو سمجھ گیا لیکن اس کے ساتھ جو شامی اہل تھے
وہ مضطرب ہوئے کہ ہم یہاں ہیں یہ شام میں پہنچکر نہ معلوم ہمارے گھروالوں
پر کیا کیا سختیاں کرے۔ اس لئے انھوں نے عبداللہ کو مجبور کیا کہ شام کی طرف چلو۔
وہ ان کو لے کر نکلا اور ملک شام کی طرف چلا۔ ابومسلم موقع پاکر نصیبین میں داخل
ہوگیا اور اس محفوظ مقام کو اپنا مرکز بنالیا۔ عبداللہ نے دیکھا کہ حریف اپنے داؤں

Marfat.com

میں کامیاب ہو گیا مجبوراً اس جگہ آکر خیمے ڈالے جہاں پہلے ابو مسلم کی فوج تھی۔ فریقین میں جنگ شروع ہوئی۔

شامی تعداد میں زیادہ اور ساز و سامان کے لحاظ سے خراسانیوں سے بہتر حالت میں تھے۔ لیکن جو موقع ابو مسلم نے حاصل کر لیا تھا اس کی وجہ سے اہل شام ان کو مغلوب نہ کر سکے۔ چھ مہینہ تک برابر لڑائی جاری رہی۔ اور کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

یوم سہ شنبہ ۷ جمادی الاول ۱۳۷ھ کو ابو مسلم نے حسن بن قحطبہ کو جو اس کے میمنہ کا امیر تھا حکم دیا کہ آج میسرہ میں زیادہ فوج کو رکھو اور میمنہ میں صرف وہ لوگ رہیں جو منتخب بہادر ہیں۔ عبداللہ نے یہ دیکھکر اپنے میمنہ کی طرف زیادہ زور دیا اور میسرہ کو خالی چھوڑ دیا۔ ابو مسلم نے قلب اور میمنہ کو ایک ساتھ اس کے میسرہ پر بڑھایا جس سے شامیوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ شکست کھا گئے۔

عبداللہ بن علی سے اس وقت ایسا فعل سرزد ہوا جس کو بنی ہاشم ہمیشہ اپنے لئے عار سمجھتے رہے یعنی وہ میدان چھوڑ کر بھاگا اس کے امراء نے ہر چند اس سے کہا کہ بھاگنا سپاہی کا کام نہیں ہے اس سے پہلے خود تم ہمیشہ مروان کو گالیاں دیتے تھے کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا آج خود اسی ننگ کو کیوں گوارا کرتے ہو مگر اس کا قدم نہیں رکا ابو مسلم نے فتح کے بعد شامیوں کو امن عام دے دیا۔

Marfat.com

عبداللہ بصرہ پہنچا۔ وہاں اس کا بھائی سلیمان بن علی والی تھا۔ کچھ دنوں تک اس کے پاس چھپا رہا۔ منصور کو خبر ہو گئی۔ اس نے سلیمان کو لکھا کہ عبداللہ کو میرے پاس بھیج دو۔ میں اسے امان دیتا ہوں۔ سلیمان اس کو اپنے ساتھ لے کر گیا۔ منصور نے باوجود امان دینے کے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں سنہ ۱۴۷ھ میں وہ مرا۔

ابومسلم

منصور کو ابومسلم کے ہاتھوں عبداللہ کا خرخشہ سے اطمینان ہو گیا لیکن اب خود ابومسلم کی اس کو فکر ہوئی کیونکہ اس فتح سے اس کا رتبہ اور بھی بڑھ گیا۔ اور منصور کی طبیعت اس قسم کی تھی کہ وہ اپنے سوا کسی کی عظمت کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اس کے خطوط ابومسلم کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اس وجہ سے اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو اس کا خاتمہ کر دے۔

اسی درمیان میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ ابومسلم کے دل میں بھی منصور کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ وہ یہ کہ جب شامیوں پر اس نے فتح پائی تو منصور نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جو کچھ مال غنیمت ملا ہو اس کا ایک ایک دانہ شمار کر کے اس کے حوالہ کر دینا۔ ابومسلم نے اس خط کو پڑھ کر کہا کہ خون کے معاملہ میں مجھ پر اعتماد کیا جاتا ہے اور مال کے معاملہ میں نہیں۔ اور اس [illegible] قتل کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے حاشیہ نشینوں نے کہا کہ اس غریب کا قصور کیا ہے۔

Marfat.com

اس لئے چھوڑ دیا۔ اس شخص نے آکر سارا ماجرا منصور کو سنایا۔

منصور بہت احتیاط کرتا تھا کہ اس کے دل میں اس کی طرف سے کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہونے پائے۔ کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ اگر وہ بدگمان ہو کر خراسان میں چلا گیا تو اس کے اوپر قابو پانا دشوار ہوگا اس لئے کہ وہاں اس کی طاقت زبردست ہے جب یہ صورت پیدا ہو گئی تو اس نے فوراً ابو مسلم کو فرمان بھیجا کہ بجائے خراسان کے میں تم کو شام اور مصر کا والی مقرر کرتا ہوں تم شام میں رہو اور اپنی طرف سے جس کو چاہو مصر کا امیر بنا کر بھیج دو۔

اس فرمان سے وہ اور بھی غضبناک ہوا اور کہا کہ خراسان میری ولایت ہے میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ وہ اپنی کل فوج کو لے کر مشرق کیطرف روانہ ہوا منصور نے دیکھا کہ اب اگر یہ خراسان تک پہنچ گیا تو ایک ایسی جنگ پیش آئیگی جس کا نتیجہ نامعلوم ہے لہٰذا اس کا فیصلہ جس تدبیر سے ممکن ہو اس سے پہلے کر دینا چاہیئے یہ سوچ کر وہ انبار سے مدائن میں آگیا۔ اور ابو مسلم کو حکم بھیجا کہ تم یہاں آکر مجھ سے ملو اس نے جواب میں لکھا کہ:۔

امیر المومنین کا اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا۔ جس کی طرف سے خطرہ ہو اور ہم نے آل ساسان کی روایات میں یہ سنا ہے کہ سکون کی حالت میں بادشاہوں کو زیادہ خطرہ اپنے وزیروں کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے آپ کے قرب سے گریزاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ دور رہ کر

Marfat.com

وفاداری کے ساتھ اطاعت کرتے رہیں۔ لیکن اگر آپ کو اس
کے خلاف اصرار ہے اور آپ وہی کرنا چاہتے ہیں جو مرکوز خاطر
ہے تو یہ اس پیمان کے خلاف ہے جو ہمارے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس خط سے منصور کے دل میں انتقام کی آگ اور بھڑک اٹھی کیونکہ ابو مسلم نے اپنی قوت کے اعتماد پر نہ صرف اس کے حکم کی مخالفت کی تھی بلکہ اپنے آپ کو اس کے مقابل رکھکر ایک قسم کی دھمکی بھی دی تھی منصور نے جواب دیا۔

میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تم ان خیانت کار وزراء میں سے نہیں
ہو جو اپنے جرموں کی وجہ سے بادشاہوں سے ڈرتے تھے اور اپنے
بچاؤ کے لیے سلطنت میں انقلاب پیدا کرنے کی سازشیں کرتے تھے۔
بلکہ تم نے اس دولت کی عظیم الشان خدمت کی ہے اور ہم کو
تمہاری خیرخواہی اور اطاعت پر کامل اعتماد ہے اسی لیے یہ خط
ولیعہد عیسےٰ بن موسیٰ کے ہاتھ تمہارے پاس بھیجا جاتا ہے کہ اس
کی باتوں سے تم کو اطمینان ہو جائے اور اگر دل میں کسی قسم کا وسوسہ
ہو تو نکل جائے۔

منصور نے عیسےٰ کے ہمراہ ابو حمید مرورذی کو بھی جو ایک نہایت زبان آور آدمی تھا بھیجا اور اس سے کہہ دیا کہ پہلے ابو مسلم سے نہایت نرمی سے گفتگو کرکے یہاں آنے پر آمادہ کرنا اگر وہ انکار کرے تو پھر اس سے کہنا کہ امیر المومنین نے قسم کھائی ہے

Marfat.com

کہ اگر تم نہیں آؤ گے تو میں خود آؤں گا۔ تم بھاگو گے تو تمہارا پیچھا کروں گا یہاں تک کہ سمندر یا آگ میں اگر جا گھسو گے تو میں بھی تمہارے پیچھے اس میں گھسوں گا اور یا ماروں گا یا مروں گا۔

ابوحمید نے حسب ہدایت پہلے ابومسلم سے شیریں زبانی کے ساتھ گفتگو کی اس نے خراسانیوں سے مشورہ لیا۔ انھوں نے کہا کہ منصور کے پاس تمہارا جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کی نیت تمہاری طرف سے صاف نہیں معلوم ہوتی اس بنا پر اس نے ابوحمید سے کہا کہ میں نہیں جا سکتا۔ اس وقت ابوحمید نے دوسرا پیام سنا دیا اس کو سنکر اس کا دل بیٹھ گیا۔

ادھر منصور نے دوسری کارروائی یہ کی کہ ابومسلم کے نائب کو جو اس کی غیبت میں خراسان کا حاکم تھا وہاں کی مستقل حکومت کا فرمان لکھ کر بھیج دیا ابومسلم نے دیکھا کہ منصور نے اس کا تعلق خراسان سے بھی منقطع کر دیا اس لئے اب کوئی صورت بجز اس کے نہیں کہ وہ خلیفہ کے پاس حاضر ہو۔ چنانچہ خراسان سے منہ موڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوا۔

منصور نے اس کے قتل کا قطعی فیصلہ کر لیا تھا لیکن اپنے اس ارادہ کو نہایت مخفی رکھا تھا یہاں تک کہ جب ابومسلم مدائن کے متصل پہنچا تو اس نے امرا اور رؤسا کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور جس وقت وہ دربار میں آیا اس سے نہایت خوش ہو کر ملا جس سے اس کا دل مطمئن ہو گیا اور خوف جاتا رہا۔

Marfat.com

دوسرے دن ابومسلم کے دربار میں آنے سے قبل منصور نے عثمان بن نہیک رئیس شرطہ کو حکم دیا کہ چار سپاہیوں کو پس پردہ چھپا رکھے جو میری تالی بجانے پر نکلکر اس کو قتل کردیں۔

جب ابومسلم دربار میں آیا تو منصور نے اس سے گفتگو شروع کی اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت چھوٹا نیزہ تھا دیکھنے کے بہانے سے اس کو بھی لے لیا۔ پھر اس نے جو نافرمانیاں کیں تھیں ان کو گنانا شروع کیا آخر میں کہا کہ تم میرے حکم کے خلاف خراسان کی طرف کیوں روانہ ہوئے۔ ابومسلم کو خوف پیدا ہوا منصور نے اسی درمیان میں تالی بجائی۔ ان چاروں سپاہیوں نے نکلکر ابومسلم پر حملہ کردیا۔ وہ چلاتا رہا کہ مجھکو بڑی بڑی مہمات کے لئے باقی رکھیے اور قتل نہ کرائیے لیکن چند لمحوں میں اس کا کام تمام کردیا گیا۔

اس کے ہمراہیوں نے جب سنا تو ان میں جوش پیدا ہوا۔ اور انھوں نے جاکر قصر شاہی کا محاصرہ کرلیا لیکن ابوجعفر نے ان کو اس قدر اشرفیوں کے توڑے دے دیئے کہ وہ خوش ہوگئے۔ ان کے روساء و امراء کو بڑے بڑے صلے اور گراں بہا خلعتیں بخشیں۔

ابومسلم کے قتل کے بعد منصور کو اطمینان ہوگیا اور اس نے یہ سمجھا کہ اب میری خلافت کا دور شروع ہوا۔

ابومسلم نہایت عالی حوصلہ، باہمت، مدبر اور فرزانہ امیر تھا۔ اگر اس میں

Marfat.com

سفاکی نہ ہوتی تو وہ دنیا کے ممتاز سپہ سالاروں میں شمار کیا جاتا۔ لیکن
اس نے دولت عباسی کی تاسیس میں بے حد خون بہایا۔ یہاں تک کہ امام
ابراہیم کے اس حکم کے مطابق کہ جس پر تم کو شبہ ہو اس کو قتل کر دینا۔ اس نے
شیخ النقباء سلیمان بن کثیر کو بھی محض خیالی تہمت پر قتل کر ڈالا۔

جب اس دولت کا اصول یہ قرار پا چکا تھا تو پھر وہ خود کیونکر اس سے بچتا۔
منصور کو بھی اس کی نیت پر شبہ ہوا۔ اس لئے اس نے اس کا کام تمام
کرادیا۔ یہ بھی ایک سنت الٰہی ہے جس کو اس نے قرآن میں بیان کر دیا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط

اسی طرح ظالموں ہی میں سے ان کے اعمال کی بدولت ہم ایک کو
دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ نفس زکیہ

شیعہ اہل بیت کے دو فرقے امامیہ اور زیدیہ
عرب و عجم میں کثرت سے پھیلے ہوئے تھے اور
ان کی دعوت عام تھی۔ بنی عباس نے اپنی امامت کی تلقین میں اسی وجہ سے
کسی امام کا نام متعین کرنا مناسب نہیں خیال کیا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اس
دعوت عام سے نفع اٹھائیں۔ چنانچہ انھوں نے بھی محض امامت اہلبیت کی
تبلیغ کی۔ اور اس تدبیر سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

بنی فاطمہ نے ان کو بھی ویسا ہی ظالم اور غاصب قرار دیا۔ جیسا کہ

Marfat.com

بنی امیہ کو وہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ امامت ان کے نزدیک صرف بنی فاطمہ کا حق تھی۔ ان میں سے اس وقت دو شخص ممتاز تھے ایک امام جعفر صادق جو فرقہ امامیہ کے امام ششم تھے۔ دوسرے محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن جن کا لقب ان کے پاکیزہ صفات کی وجہ سے نفس زکیہ تھا اور اہل بیت کے اکثر لوگ ان کو مہدی مانتے تھے۔

امام جعفر صادق تقدیر پر صابر و شاکر رہے انھوں نے بنی عباس کے خلاف کسی قسم کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ معتقدوں کو تاکید کیا کرتے تھے کہ خاموش رہیں لیکن محمد نفس زکیہ اپنی خلافت کے لئے سخت کوشاں تھے۔ بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان کے زمانہ ہی میں اکثر رؤسا بنی ہاشم نے ان کی امامت پر بیعت کی تھی۔ اور ان کو مہدی تسلیم کیا تھا اس بیعت میں سفاح اور منصور بھی شامل تھے۔ اسی وجہ سے جب عباسیوں نے خلافت قائم کی۔ تو انھوں نے سفاح کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اور چاہا کہ خود اپنی خلافت کا دعویٰ کریں سفاح نے ان کو خط لکھا وہ چونکہ اس کے احسانمند تھے۔ اس لئے ان کے زمانہ میں مخالفت سے باز رہے۔

محمد کے ایک دوسرے بھائی ابراہیم بن عبداللہ تھے ان کو خراسان کی ایک جماعت امام مانتی تھی۔ اور ان کی حمایت کے لئے تیار تھی۔

جب منصور خلیفہ ہوا تو چونکہ اس کو ان دونوں بھائیوں کا حال معلوم تھا۔

اور وہ ان کا رازدار رہ چکا تھا اس لئے اس کو ان کی طرف سے ہر وقت خطرہ تھا سنہ ۱۳۶ھ میں جب وہ امیر لحج ہو کر گیا تھا تو ان دونوں میں سے کوئی حج میں بھی نہیں آیا تھا۔ اس وجہ سے اس کا شبہ اور بھی قوی ہو گیا تھا۔

زیاد بن عبداللہ حارثی اس وقت مدینہ کا عامل تھا منصور نے اس سے پوچھا کہ محمد نفس زکیہ کے کیا ارادے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ان کی طرف آپ کوئی اندیشہ نہ فرمائیں۔ میں ان کو دربار میں حاضر کر دوں گا منصور نے بنی ہاشم کے ایک ایک شخص کو الگ الگ بلا کر محمد کی بابت دریافت کیا۔ ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ پہلے وہ خلافت کے طالب تھے مگر تم لوگوں کے تسلط کے بعد ان کا یہ خیال جاتا رہا۔ اور وہ تمہاری مخالفت کے لئے آمادہ نہیں ہیں لیکن حسن بن زید بن حسن بن علی نے صاف صاف ان کے حالات منصور کو سنا دیئے۔ اور کہہ دیا کہ وہ تیاری میں مصروف ہیں۔ اور کسی نہ کسی وقت تمہارے مقابلہ کے لئے ضرور آئیں گے۔ یہ سنکر بیدار مغز منصور کی آنکھیں کھل گئیں۔

وہ برابر محمد کی جستجو میں مصروف رہا۔ زیاد والی مدینہ جو محمد کی طرف سے اطمینان دلا کر گیا تھا جب ان کو نہیں حاضر کر سکا تو اس کو معزول کر کے محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو وہاں کا عامل بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ جس قدر مال چاہو خرچ کرو مگر محمد کا پتہ لگاؤ۔ اس نے بھی بہت کوشش کی لیکن محمد اس کے ہاتھ نہ آئے اس وجہ سے اس کو بھی معزول کر کے رباح

Marfat.com

بن عثمان کو بھیجا۔ وہ ۱۴۴ھ میں مدینہ میں آیا۔ پہلے محمد بن خالد سابق امیر مدینہ اور اس کے کاتب کو سزا دی۔ اس کے بعد محمد کی جستجو کرنے لگا۔ وہ قبائل میں روپوش تھے اور اپنے گھر میں کبھی آتے جاتے تھے۔ رباح کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بنی حسن میں سے تیرہ آدمیوں کو پکڑ کر منصور کے پاس بھیجا۔ ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ بھی مقید تھے۔ کیونکہ وہ ماں کی طرف سے بنی حسن سے رشتہ رکھتے تھے نیز ان کی بیٹی نفس زکیہ کے بھائی ابراہیم سے بیاہی تھی۔ منصور نے ان لوگوں پر اور خاص کر محمد عثمانی مذکور پر اس قدر سختیاں کیں جو لکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر ہلاک ہوگئے۔

یہ وہی بنی عباس ہیں جنہوں نے تمام دنیا میں یہ غلغلہ ڈال رکھا تھا کہ ہم قاتلان اہل بیت سے انتقام کے لئے اٹھے ہیں۔ حالانکہ بنی امیہ کے زمانہ میں ائمہ اہل بیت میں سے جو لوگ مقتول ہوئے تھے وہ میدان جنگ میں لڑکر مقتول ہوئے تھے۔ انھوں نے اہل بیت کے کسی ایک فرد کو بھی اس ظالمانہ طریقے سے پکڑ کر ہلاک نہیں کیا تھا۔

اپنے خاندان پر ان مظالم کو دیکھکر محمد نفس زکیہ کو تاب ضبط نہ رہی یکم رجب ۱۴۵ھ کو وہ ۲۵۰ آدمیوں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے وہاں کے باشندوں نے ان کا ساتھ دیا۔ امیر مدینہ رباح نے مقابلہ کرنا چاہا مگر

Marfat.com

اس کو لوگوں نے گرفتار کرکے مدینہ پر قبضہ کر لیا۔
نفس زکیہ نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا۔

حاضرین! ہمارا اور اس ظالم منصور کا جو معاملہ ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے اس نے اپنے قصر کا سبز گنبد کعبہ کی تحقیر کے لئے بنایا ہے وہ اللہ کا دشمن ہے فرعون نے بھی اسی قسم کی سرکشی کی تھی جس کی وجہ سے اس پر عذاب آیا تھا۔ اے اللہ! تو اس کو بھی برباد کر دے۔
دین اسلام کی حفاظت کے اصلی حقدار مہاجرین اولین کے بیٹے اور فرزندان انصار ہیں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے مدینہ کو اس خیال سے اپنا مرکز نہیں بنایا ہے کہ یہاں کے لوگ زیادہ قوت رکھتے ہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ میں یہاں کے باشندوں سے محبت رکھتا ہوں۔ میں تو یہاں اس وقت آیا ہوں جب کہ دنیائے اسلام کے ہر مقام کے لوگوں نے میری امامت کی بیعت کر لی ہے۔
اہل مدینہ یہ سنکر خوش ہو گئے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں تھی۔ بلکہ منصور نے اپنی طرف سے جابجا ایسے لوگوں کو متعین کر دیا تھا جو محمد کے پاس خطوط بھیجا کرتے تھے کہ یہاں کے لوگ آپ کی امامت پر راضی ہیں اس سے ان کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ ہر مقام کے لوگ میری امامت کو تسلیم کر چکے ہیں اور حمایت

Marfat.com

کے لئے آمادہ ہیں۔

دوسری خرابی یہ پڑگئی کہ انھوں نے اپنے بھائی ابراہیم سے یہ طے کیا تھا کہ جس دن مدینہ میں خروج کروں اسی دن تم بصرہ میں اپنی جماعت کو لے کر کھڑے ہو۔ منصور دونوں کے مقابلہ سے عاجز رہے گا لیکن ابراہیم اسی زمانہ میں بیمار ہو گئے۔ اس لئے یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا۔ اور نفس زکیہ نے اپنی طاقت کا جس قدر اندازہ لگایا تھا وہ غلط ہو گیا۔

ان سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ انھوں نے مدینہ کو اپنا مرکز بنایا جس کی تمام ضروریات باہر سے پوری ہوتی ہیں۔ اور جو چار دن بھی محاصرہ کو برداشت نہیں کرسکتا۔ محمد بن خالد قسری نے ان سے کہا بھی کہ آپ نے مدینہ کو کیوں منتخب کیا۔ یہ تو ایسا مقام ہے کہ یہاں کا پانی ہی اگر کوئی دو دن باہر سے روک دے تو یہاں کے لوگ پیاسے مرجائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ یمن میں چلیں میں ایک لاکھ جنگ آوروں کے ساتھ آپ کی مدد کروں گا۔ لیکن وہ راضی نہیں ہوئے۔

منصور اس زمانہ میں بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا۔ جب اس کو اطلاع پہنچی تو اس نے ربیع بن عبداللہ سے کہا کہ محمد نے تو لومڑی کی ذات کا علم کھڑا کر دیا۔ اس نے پوچھا کہاں۔ جواب دیا کہ مدینہ میں۔ اس نے کہا وہاں کیا ہے نہ آدمی نہ سامان اپنے آپ کو مفت تباہ کر لیا۔

Marfat.com

منصور کو زیادہ خطرہ کوفہ کی طرف سے تھا۔ کیونکہ یہاں شیعہ آل علی کی کثرت تھی۔ اس لیے اس نے فوراً پہنچ کر اس کے دروازے بند کرا دیئے۔ تاکہ باہر سے اس کا تعلق منقطع ہو جائے۔ اس کے بعد محمد نفس زکیہ کے نام خط لکھا۔

از جانب ابوجعفر عبداللہ بن محمد امیرالمومنین بنام محمد بن عبداللہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور دنیا میں فساد پھیلائیں۔ ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں۔ یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں برخلاف کاٹ لیے جائیں۔ یا ملک بدر کر دیئے جائیں بجز ان لوگوں کے جو قبل اس کے توبہ کر لیں کہ تم ان کے اوپر قابو پاؤ۔

اس لیے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا واسطہ دلا کر عہد و پیمان کرتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے کہ میں تمہارے اوپر قابو پاؤں تم توبہ کر لو گے تو میں تمہاری اور تمہارے تمام بھائیوں۔ ساتھیوں اور معتقدوں کی جو اس بغاوت میں شریک ہیں جان بخشی کر دوں گا۔ نیز دس لاکھ درہم تم کو عطا کروں گا کہ جہاں چاہو وہاں رہو اور تمہاری جو ضروریات ہوں گی ان کو پورا کرتا رہوں گا تمہارے اہل بیت اور شیعہ میں سے

Marfat.com

جو لوگ میرے قید خانوں میں ہیں ان کو چھوڑ دوں گا اور کسی
قسم کی تکلیف نہیں دوں گا اگر تم اس پر راضی ہو تو اپنے کسی معتمد
کو بھیج دو وہ آکر مجھ سے عہدنامہ لکھوالے۔

اس کے جواب میں نفس زکیہ نے لکھا کہ :-

از جانب محمد بن عبداللہ مہدی امیرالمومنین بنام عبداللہ بن محمد
میں بھی تمہارے لئے اسی قسم کی امان پیش کرتا ہوں جس قسم
کی تم نے میرے سامنے پیش کی ہے۔ تم جانتے ہو کہ خلافت
ہمارا حق ہے۔ ہماری ہی فضیلتوں اور ہمارے ہی شیعوں کی
بدولت تم نے اس کو حاصل کیا ہے ہمارے باپ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ وصی اور امام تھے ہم جو ان کے بیٹے ہیں زندہ
ہیں پھر ہمارے ہوتے ہوئے تم کیسے اس کے وارث ہو گئے۔
تمہیں یہ بھی خوب معلوم ہے کہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں
بنی ہاشم میں سے جو فضائل اور مفاخر نسبی ہم کو حاصل ہیں وہ
کسی کو حاصل نہیں ہو سکے۔ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دادی فاطمہ بنت عمرو کے شکم سے ہم ہیں۔ نہ کہ تم
خاص کر میں ہاشم کی اولاد میں نسب میں سب سے بہتر اور ماں
باپ کے لحاظ سے سب سے بڑھکر ہوں میری رگوں میں

Marfat.com

امہات اولاد کا غرعربی خون مطلق نہیں ہے۔ میرے نسب کو اللہ تعالے نے ہمیشہ سے ممتاز رکھا۔ انبیار میں سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں ان کا بیٹا ہوں۔ صحابہ میں میرے باپ حضرت علی ہیں جو اسلام میں سب سے اول علم میں سب فائق اور جہاد میں سب سے افضل تھے میری ماں حضرت خدیجہ ہیں جنہوں نے امت میں سب سے پہلے نماز پڑھی۔ پھر حضرت فاطمہ ہیں جو ان کی بیٹوں میں سب سے بہتر اور جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اسلام کے بعد ہاشم کے بہترین فرزند حضرت حسن اور حسین ہیں جو بہشتی جوانوں کے سید ہیں ان میں سے بڑے کا میں بیٹا ہوں۔

اب دیکھو! حضرت علی والدین کی طرف سے ہاشم کے بیٹے ہیں۔ امام حسن والدین کی طرف سے عبدالمطلب کے بیٹے ہیں اور میں والدین کی طرف سے رسول اللہ کا بیٹا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا امتیاز ہمیشہ سے قائم رکھا یہاں تک کہ جہنم میں بھی اس نے اس کا لحاظ رکھا۔ یعنی میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو جنت میں سب سے بڑا درجہ رکھتا ہے اور اس شخص کا بیٹا ہوں جو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب پائے گا اس طرح پر نیکوں میں

Marfat.com

سب سے بڑھکر نیک اور گناہگاروں میں سب سے کمتر
گناہگار کا فرزند ہوں۔
میں اللہ کو گواہ کرکے تم کو ہر چیز کی سوائے کسی حد شرعی یا
کسی مسلمان یا معاہد کے حق کے جو تمہارے ذمہ عاید ہو امان
دیتا ہوں اور میں بہ نسبت تمہارے عہد کا زیادہ پابند ہوں
تم نے جو مجھے امان دی ہے وہ کون سی ہے ابن ہبیرہ والی
یا وہ جو تم نے اپنے چچا عبداللہ یا ابومسلم کو دی تھی۔؟

عبرت کا مقام ہے کہ نسبی مفاخر جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخوت جاہلیت قرار دے کر فتح مکہ کے دن پاؤں سے روند ڈالا اور جس کو قرآن نے مٹا کر مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ انھیں کو یہ ائمہ اپنی امامت اور استحقاق خلافت کے ثبوت میں کس کس طرح سے پیش کرتے تھے۔ درحقیقت ان کے مقاصد شخصی تھے نہ کہ جمہوری۔

منصور کے پاس جب یہ خط پہنچا تو اس کے کاتب نے اس کا جواب لکھنے کی اجازت مانگی۔ منصور نے کہا کہ یہ تمہارا کام نہیں ہے جب حسب نسب اور خاندان کے جھگڑے آپڑے تو خود مجھے جواب لکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے لکھا۔

از ابوجعفر عبداللہ بن محمد امیرالمومنین بنام محمد بن عبداللہ
تمہارا خط مجھ کو ملا۔ عوام کو برانگیختہ کرنے اور جہلا میں مقبول

Marfat.com

نبنے کے لئے یہ تم نے نسبی مفاخر جوڑ رکھے ہیں جن کی ساری
بنیاد عورتوں پر ہے۔ حالانکہ عورتوں کا وہ درجہ نہیں ہے جو
چچا کا ہے تم کو معلوم ہے کہ اللہ تبارک و تعالے نے جس وقت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اس وقت ان کے چچاؤں
میں سے چار شخص زندہ تھے۔ (حمزہ۔عباس۔ابوطالب۔اور
ابولہب) ان میں سے دو اسلام لائے۔ جن میں سے ایک میرا
باپ تھا۔ اور دو کافر رہے جن میں سے ایک تمہارا باپ تھا۔
تم نے عورتوں کا ذکر کر کے ان کی قرابت پر جو فخر کیا ہے یہ نادانی
ہے اگر عورتوں کی نسبی فضیلت میں سے کوئی حصہ ملتا تو ساری
فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب
کے لئے ہوتی۔ لیکن اللہ تعالے جس کو چاہتا ہے اس کو اپنے
دین سے سر بلند کرتا ہے۔

تعجب ہے کہ ابوطالب کی والدہ فاطمہ بن عمرو پر بھی تم نے فخر
کیا ہے سوچو تو کہ ان کے بیٹوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے
اسلام کی ہدایت کی اور اگر کرتا تو اس کے زیادہ حقدار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے والد عبداللہ ہو سکتے تھے۔ لیکن وہ تو جس کو چاہتا
ہے اسی کو ہدایت کرتا ہے تم نے اس پر بھی فخر کیا ہے کہ حضرت علی

Marfat.com

والدین کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حسن والدین کی طرف سے عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ اور تمہارا نسب والدین کی طرف سے رسول اللہ تک پہنچتا ہے۔ اگر یہ واقعی کوئی فضیلت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہوتے مگر وہ تو صرف ایک طرف سے ہاشمی ہیں پھر تم اپنے آپ کو رسول اللہ کا بیٹا کہتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس سے قطعی انکار ہے۔ اس نے صاف صاف اپنی کتاب میں فرما دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں۔ ہاں تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ تم ان کی بیٹی کی اولاد ہو اور یہ بیشک ایک قریبی رشتہ ہے لیکن اس کے ذریعہ سے کسی کی میراث نہیں مل سکتی۔ اور نہ اس سے تم امامت کے حقدار ہو سکتے ہو۔

اس قرابت کی بنیاد پر تمہارے باپ حضرت علی نے ہر طرح سے خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ حضرت فاطمہ کو ابوبکر سے لڑا کر رنجیدہ کرایا۔ اسی غصہ میں ان کی بیماری کی بھی کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اور جب انھوں نے انتقال کیا تو رات ہی کو ان کو لے جا کر دفن کر دیا لیکن کوئی ابوبکر کو چھوڑ کر ان کی خلافت پر راضی نہیں ہوا۔

Marfat.com

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں بھی وہ موجود تھے لیکن یہ تم نے سنا ہوگا کہ آپ نے نماز پڑھانے کا حکم کس کو دیا تھا۔

ابوبکر کے بعد حضرت عمر ان کے قائم مقام ہو گئے۔ اور پھر خلافت اصحاب شوریٰ میں آئی۔ اس میں بھی وہ انتخاب میں نہ آسکے۔ اور حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے۔ ان کے بعد انھوں نے طلحہ اور زبیر پر سختی کی۔ سعد بن وقاص سے بیعت لینی چاہی انھوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔

جب حضرت علی گذر گئے تو امام حسن ان کی جگہ پر آئے معاویہ نے ان کے اوپر لشکر کشی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے کچھ رقم لے کر اپنے شیعہ اور خلافت دونوں کو امیر معاویہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور مدینہ میں چلے گئے۔ لہٰذا اگر تمہارا کچھ حق بھی تھا تو تم فروخت کر چکے۔

تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں بھی تمہارے لئے امتیاز کا لحاظ رکھا کہ تمہارے باپ ابوطالب کو اس میں سب سے کمتر عذاب ملے گا۔ نہایت افسوسناک ہے۔ اللہ تعالےٰ کا عذاب خواہ کم ہو یا زیادہ کسی مسلمان کے لئے فخر کی چیز نہیں ہے اور نہ

Marfat.com

اس میں کوئی فضیلت ہے۔

یہ جو تم نے لکھا ہے کہ تمہاری رگوں میں عجمی خون مطلق نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم سے بھی بڑھکر اپنے آپ کو سمجھتے ہو حالانکہ وہ ہر لحاظ سے تم سے افضل تھے۔ خود تمہارے ہی خاندان میں زین العابدین تھے وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے۔ پھر ان کے بیٹے محمد باقر تمہارے باپ سے بہتر اور ان کے بیٹے جعفر صادق تم سے بہتر ہیں حالانکہ ان سب کی رگوں میں عجمی خون ہے۔

تم یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ نسب اور ماں باپ کے لحاظ سے تم کل بنی ہاشم سے افضل ہو۔ بنی ہاشم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔ تم کو یہ نوشتہ نظر رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن اللہ کو بھی منہ دکھانا ہے۔

صفین کے معاملہ میں تمہارے باپ حضرت علی نے پنچوں سے یہ پیمان کیا تھا کہ ان کے فیصلہ پر رضامند ہو جائیں گے۔ تم نے سنا ہوگا کہ پنچوں نے ان کو خلافت سے معزول کیا تھا۔ یزید کے عہد میں تمہارے عم حسین بن علی ابن زیاد کے مقابلہ کے لئے کوفہ میں آئے اور جو لوگ ان کے حامی تھے ان

Marfat.com

ہی کے ہاتھوں سے قتل ہوئے۔ ان کے بعد تمہارے خاندان کے کئی آدمی یکے بعد دیگرے اٹھے بنی امیہ نے ان کو قتل کیا۔ اور سولی پر چڑھایا۔ یہاں تک کہ ہم مستعد ہوئے اور ہم نے تمہارا اور اپنا سب کا انتقام ان سے لیا اور ان کے بعد جو تمہارے اوپر لعنت بھیجا کرتے تھے اس کو بند کیا۔ تمہارے رتبے بڑھائے اب ان ہی امور کو تم ہمارے سامنے بطور حجت کے پیش کرتے ہو۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے حضرت علی کی فضیلت کا اظہار کیا ہے تو ان کو ہم عباس۔ حمزہ اور جعفر رضی اللہ عنہم سے بھی بڑھکر تسلیم کرتے ہیں۔ وہ سب لوگ سالم اور محفوظ گذر گئے اور حضرت علی ان جنگوں میں پڑے جن میں مسلمانوں کی خونریزی ہوئی۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ زمانہ جاہلیت میں سقایہ حاج اور زمزم کے متولی حضرت عباس تھے نہ کہ ابو طالب۔ حضرت عمر کی عدالت میں تمہارے باپ نے اس کا مقدمہ بھی پیش کیا لیکن فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وفات پائی اس وقت ان کے اعمام میں سے سوائے حضرت عباس کے اور کوئی زندہ نہ تھا۔ اس لئے کل اولاد عبدالمطلب میں سے آنحضرت کے وارث وہی تھے

Marfat.com

پھر بنی ہاشم میں سے بہت سے لوگ خلافت حاصل کرنے کے لئے
اٹھے لیکن بنی عباس ہی نے اس کو حاصل کیا۔ لہذا قدیم استحقاق اور
جدید کامیابی حضرت عباس اور ان کی اولاد ہی کے حصہ میں آئی۔
بدر کی لڑائی میں تمہارے چچا طالب اور عقیل کی وجہ سے
مجبوراً حضرت عباس کو بھی آنا پڑا ورنہ وہ دونوں بھوکے مر جاتے۔ یا عتبہ
اور شیبہ کے پیالے چاٹتے۔ ہمارے ہی باپ کی بدولت اس ننگ
عار سے بچے۔ نیز آغاز اسلام میں اس قحط کے زمانہ میں حضرت عباس
ہی نے ابو طالب کی مدد کی۔ تمہارے چچا عقیل کا فدیہ بھی بدر میں
انھوں نے ہی ادا کیا۔ الغرض جاہلیت اور اسلام دونوں میں ہمارے
احسانات تمہارے اوپر ہیں۔ ہمارے باپ نے تمہارے باپ پر احسان
کئے اور ہم نے تمہارے اوپر اور جن رتبوں پر تم خود اپنے آپ کو نہیں
پہنچا سکتے تھے ان پر ہم نے تم کو پہنچایا اور جو انتقام تم خود نہیں
لے سکتے تھے وہ ہم نے لئے۔ والسلام۔

اس خط وکتابت کے بعد جس میں سوائے فخر ومباہات اور اظہار عیوب کے
اور کچھ نہ تھا جنگ کا سامان ہونے لگا۔ منصور کو یہ ڈر تھا کہ کہیں اہل خراسان کو
محمد کے خروج کی خبر نہ ملے ورنہ وہ بھی ان کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے
کیونکہ ابو مسلم کے قتل کی وجہ سے بنی عباس سے وہ بیزار ہو گئے تھے۔ اس لئے

Marfat.com

اس نے مشرق کے راستے بند کر دیئے۔ تاکہ ان کو کسی قسم کی اطلاع نہ پہنچ سکے۔ محمد کے مقابلہ کے لئے عیسٰے بن موسیٰ ولیعہد کو منتخب کیا وہ ایک لشکر لے کر مدینہ پہنچا اور وہاں کے رؤسا کو لکھا کہ وہ اس فتنہ میں نہ پڑیں اور اپنے جان و مال کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔ چنانچہ بہت سے اہل مدینہ نے محمد کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور عیسٰے کے پاس چلے آئے ان میں چند افراد اہل بیت کے بھی تھے۔

محمد نے مدینہ کے گرد حفاظت کے لئے خندق کھودی تھی عیسٰے نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا۔ محمد نے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر اطاعت نامہ لکھکر بھیجا۔ لیکن عیسٰے نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ آخر وہ اپنے خاص حامیوں کو جن کی تعداد تین اور چار سو کے درمیان تھی ۱۴ر رمضان ۱۴۵ھ کو لے کر میدان میں نکلے۔ اور لڑ کر مقتول ہوئے ان کا سر منصور کے پاس بھیجا گیا۔ عیسٰے مدینہ میں داخل ہوا وہاں اس نے بنی حسن کے اموال ضبط کئے اور اہل مدینہ کو امان عام دے کر ۱۹ر ماہ رمضان کو مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابراہیم امام محمد کے بھائی بصرہ میں تھے یہاں بہت سے لوگوں نے ان کی حمایت کی بیعت کی تھی۔ محمد کے خروج کے چند روز بعد انھوں نے اپنی امامت کا جھنڈا بلند کیا اور بصرہ سے اہواز تک قبضہ کر لیا۔ منصور نے عیسٰے کو جو مدینہ سے مہم سے فارغ ہو چکے تھے لکھا کہ عجلت کے ساتھ پہنچکر اس مہم کو بھی سر کرد۔

Marfat.com

اسی دوران میں ابراہیم کو اپنے بھائی محمد کے قتل کی خبر ملی اس سے ان کی ہمت ٹوٹ گئی۔ ۲۵ رذی قعدہ ۱۴۵ھ کو عیسےٰ نے پہنچکر ان کو قتل کیا۔

یہ دونوں بھائی آل علی میں شجاعت۔ تقویٰ۔ علم اور عمل میں ممتاز تھے مگر تقدیر نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں امام مالکؒ نے محمد کی بیعت کا فتویٰ دیا تھا۔ عباسیوں نے ان کو کوڑوں سے پٹوایا اور عراق میں ابو حنیفہؒ نے ابراہیم کی حمایت کی تھی اسی وجہ سے منصور نے ان کو بغداد میں لے جاکر قید کر دیا۔ اسی قید میں ۱۵۰ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ خراسانیوں کی طرف سے منصور کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ آل علی پر اس کی سختیاں دیکھکر مخالف نہ ہو جائیں اس لئے معذرت میں ان کے امراء کی ایک جماعت کے سامنے اس نے ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

اہل خراسان! تم ہمارے شیعہ! ہمارے مددگار، اور ہماری دولت کے بانی ہو۔ اگر تم ہم کو چھوڑ کر کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو وہ ہم سے بہتر نہ ہوتا۔ اہل بیت جو ہمارے ہی بنی عم ہیں ان کو اور خلافت کو ایک مدت تک ہم نے چھوڑ رکھا اور کچھ نہیں بولے کہ دیکھیں یہ کیا کرتے ہیں۔

ان میں سب سے پہلے حضرت علی کے ہاتھ میں خلافت آئی۔ ان کا دامن مسلمانوں کے خون میں آلودہ ہوا اور ان کے عہد میں امت

Marfat.com

میں تفرقہ پڑ گیا دونوں طرف سے پنچ مقرر ہوئے جنھوں نے بالاتفاق ان کو معزول کیا اور جب انھوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہ کیا تو ان ہی کے خاص اعوان و انصار میں سے جن پر ان کو اعتماد تھا لوگ اٹھے اور اچانک ان کو قتل کر ڈالا۔ ان کے بعد امام حسن ان کے جانشین ہوئے انھوں نے کچھ نہ کیا۔ معاویہ نے ان کے سامنے مال پیش کیا اور مخفی طور پر کہلا بھیجا کہ اپنے بعد میں تم کو اپنا ولیعہد بنا دوں گا۔ اس دھوکے میں انھوں نے خلافت معاویہ کے سپرد کر دی۔ اور مدینہ میں آکر اپنا وقت عورتوں میں گذارنے لگے۔ روز ایک نکاح کرتے تھے اور روز ایک طلاق دیتے تھے یہاں تک کہ انھیں مشاغل میں انھوں نے اپنے بستر پر وفات پائی پھر ان کے بھائی حسین اٹھے انکو کوفہ والوں نے جو اہل نفاق ہیں بلایا اور قتل کرا دیا۔ ان کے بعد انھیں کوفیوں نے زید بن علی کے ہاتھ پر امامت کی بیعت کی۔ زید کو میرے چچا داؤد بن علی اور امام محمد باقر نے روکنے کی بہت کوشش کی اور سمجھایا لیکن اہل کوفہ نے ان کو اس قدر ابھارا کہ وہ باز نہیں رہے اور پھر جب وقت آیا تو ان کا ساتھ چھوڑ بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قتل ہوئے اور ان کا جسم سولی پر لٹکا دیا۔

بنی امیہ نے اس غتاب میں بنی عباس پر بھی سختیاں شروع کیں۔ اور ہماری عزت اور عظمت کو انھوں نے مٹا دیا۔ ہم کو قیدیوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے لگے۔ کبھی طائف میں کبھی شام میں کبھی شراۃ میں۔

اس مصیبت میں اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں کو ہماری حمایت کے لئے آمادہ کر دیا جس کی بدولت ہمارا حق اور مٹا ہوا عزو شرف ہم کو حاصل ہو گیا۔ اور خلافت اس کے اصلی وارثوں کے پاس آگئی۔ اب ہماری خلافت کے قائم ہو جانے کے بعد یہ لوگ جن سے پہلے کچھ نہ ہو سکا تھا از روئے حسد اور عداوت کے ایذا دینے کرتے ہیں ہم جس قدر ان کے ساتھ احسان کرتے ہیں اسی قدر یہ سرکشی پر آمادہ ہوتے ہیں اور نقض بیعت اور شورش کر کے خود اپنے خون اور مال کو ہمارے لئے حلال کرتے ہیں۔

نظم ولایات ملکی انتظام جس طریق پر بنی امیہ کے عہد میں تھا اسی طریق پر بنی عباس کے زمانہ میں بھی رہا۔ ہر ولایت میں خلیفہ کی طرف سے ایک والی مقرر ہوتا تھا جس کے چار فرائض تھے۔ جہاد کفار۔ اقامتہ صلوٰۃ۔ تحصیل خراج۔ حفظ امن۔ ان امور میں سے والی جس کے لئے چاہتا تھا اپنی طرف سے نائب مقرر کر دیتا تھا۔ قاضی کو خود خلیفہ مقرر

Marfat.com

کرتا تھا۔ اور جن صوبوں میں جنگ کا زیادہ خطرہ رہتا تھا وہاں امیر الجیش بھی براہ راست دربارِ خلافت سے بھیجا جاتا تھا۔

ولایات بھی محدود اور متعین نہ تھیں۔ کبھی دو ولایتیں ایک ہی والی کے سپرد کر دی جاتی تھیں اور کبھی ایک ہی ولایت کے دو حصے کر کے ان میں دو والی مقرر کر دیئے جاتے تھے۔

منصور کے زمانہ میں زیادہ تر اسی کے اہل خاندان اور موالی صوبوں کی حکومتوں پر رہے۔ خلفائے عباسیہ بالعموم اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ کوئی والی کسی ولایت میں زیادہ عرصہ تک رہے کیونکہ ان کو یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں یہ اپنے استقلال کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

وزارت عہد بنی امیہ میں وزیر کا عہدہ نہیں تھا۔ ارکان سلطنت امیر اور مشیر کہے جاتے تھے۔ عباسیوں کے زمانہ میں سب سے پہلے ابو سلمہ خلال اس لقب سے مشہور ہوا۔ سفاح نے جب اسکو قتل کرا دیا۔ تو خالد بن برمک کو اس عہدہ پر مقرر کیا۔ یہ بنی عباس کا داعی تھا۔ اور ان کی خلافت قائم کرنے میں اس نے خراسان میں بڑی خدمت انجام دی تھی۔ چونکہ یہ نہایت دانشمند فیاض اور ہر دلعزیز امیر تھا۔ اس لئے سفاح نے اس کو وزارت کے لئے منتخب کیا۔ لیکن ابو سلمہ کے اوپر جو واقعہ گذرا تھا اس ڈر سے یہ اپنے آپ کو وزیر نہیں کہتا تھا۔

Marfat.com

منصور کی طبیعت میں استبداد تھا اور وہ اختیارات کو کسی شخص کے ہاتھ میں دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس کے زمانہ میں وزارت کی کوئی شان یا اہمیت نہیں تھی۔ چنانچہ خالد اس عہدہ کو چھوڑ کر ایک صوبہ کی ولایت پر چلا گیا۔

ابوایوب

خالد کی جگہ پر ابوایوب موریانی وزیر ہوا۔ یہ اہواز کے ایک گاؤں موریان کا باشندہ اور عہد بنی امیہ میں سلیمان بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ کا کاتب تھا۔ منصور اس زمانہ میں سلیمان کی ماتحتی میں کسی ضلع کا عامل ہوا۔ سلیمان نے اس کے اوپر غبن کا الزام قائم کر کے کوڑوں سے پٹوایا۔ اور چاہتا تھا کہ قتل کر دے ابوایوب نے اس کو بچا لیا اس احسان کے بدلے میں جب خلیفہ ہوا تو اس کو اپنا وزیر بنایا۔ لیکن ابوایوب چونکہ اس کی خصلت سے واقف تھا اس لئے اس کے سامنے نہیں جاتا تھا۔ اور ہر وقت اس سے خوف زدہ رہتا تھا۔ آخر کار اس کا یہ خوف صحیح نکلا۔ ۱۵۳ھ میں منصور نے اس پر عتاب نازل کیا۔ اس کو اور اس کے اہل خاندان کو سخت سزائیں دیکر قید کر دیا۔ اور ان کے اموال ضبط کر لئے

ربیع بن یونس حاجب

منصور نے ابوایوب کو قید کر کے ربیع کو وزارت کا منصب دیا۔ یہ حضرت عثمان بن عفان کے غلام کیسان کی اولاد میں سے تھا نہایت بیدار مغز ہوشمند

فصیح و بلیغ۔ فیاض و عقیل اور حساب و کتاب میں ماہر منصور نے جس وقت مکہ میں وفات پائی یہ ساتھ تھا اور اسی نے اس کے بیٹے مہدی کے لیے بیعت لی۔ ہادی کے زمانہ تک برابر اپنے منصب پر قایم رہا۔ سنہ ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔ یہ اگرچہ فرائض وزارت کے انجام دیتا تھا لیکن اس کا لقب حاجب تھا۔

حاجب حجابت اس عہد کا ایک ممتاز منصب تھا۔ بلا اجازت حاجب کے کوئی شخص خلیفہ کے سامنے نہیں جا سکتا۔ خوارج نے حضرت علی اور امیر معاویہ و عمرو پر جس وقت حملے کئے اس وقت سے خلفاء نے اس عہدہ کو قایم کیا تاکہ کوئی اچانک پہنچ کر ان کو قتل نہ کر سکے۔ بڑے بڑے امور سلطنت میں حاجب کا مشورہ ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اور خلافت عباسیہ میں یہ عہدہ نہایت جلیل القدر تھا۔

کتابت حاجب کے بعد کاتب یعنی میر منشی کا رتبہ تھا۔ یہ خلیفہ کے دربار سے حکام ولایات کے نام خطوط اور فرامین لکھ کر بھیجتا تھا۔ کبھی کبھی وزارت اور کتابت دونوں کام ایک ہی شخص کے سپرد ہوتے تھے۔

قضاء ہر بڑے شہر میں فیصلہ مقدمات کے لئے ایک قاضی مقرر ہوتا تھا۔ منصور کے زمانہ تک قاضی القضاۃ کا عہدہ نہیں نکالا گیا تھا۔ اس عہد کے مشہور ترین قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے۔ جو اصحاب

Marfat.com

رائے میں سے تھے۔ یہ تیس سال تک کوفہ میں قاضی رہے ۱۲۰ھ میں وفات پائی

صاحب شرط۔ اس عہدہ پر توانا۔ عاقل اور بیدار مغز امرار مقرر کئے جاتے تھے جو امن قائم رکھیں اور چوری، رہزنی اور دیگر جرائم کا انسداد کریں۔

ہر صوبہ اور ہر شہر میں حکومت کا نظام تقریباً یہی تھا۔

فوج ہر سلطنت ان ہی لوگوں سے اپنی فوج کو مرتب کرتی ہے جن پر اعتماد ہوتا ہے بنی امیہ کے عہد تک فوج میں تمام تر عرب تھے اور اس کی قیادت اور امارت بھی ان ہی کے ہاتھوں میں تھی۔ بنی عباس نے چونکہ اپنی خلافت خراسانیوں کی امداد سے قائم کی اس لئے ان کے زمانہ میں ایک بڑی تعداد اہل مشرق کی فوج میں شامل ہو گئی۔

ابومسلم خراسانی افواج کا امیر تھا اور عبداللہ بن علی عربی افواج کا جب خراسانیوں نے عبداللہ بن علی کو نصیبین میں شکست دی اور عربی افواج کو مغلوب کر لیا۔ تو ان کے اوپر اور بھی اعتماد بڑھ گیا لیکن منصور اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ کہ خراسانیوں کی قوت بڑھ جائے اس لئے اس نے ابومسلم کو قتل کرا دیا۔ اور اپنے خاندان اور موالی میں سے بہت سے لوگوں کو فوج کی امارت دی۔ چنانچہ محمد اور ابراہیم کے مقابلہ میں خود ولی عہد سلطنت عیسےٰ کو بھیجا۔

معن بن زائدہ منصور کے سپہ سالاروں میں سے معن بن زائدہ ہے

Marfat.com

عہد بنی امیہ میں یہ ابن ہبیرہ امیر عراقین کی ماتحتی میں تھا۔ واسط کے محاصرہ کے زمانہ میں اس کا ساتھ دیا۔ اور بہادری کے ساتھ مدافعت کی اس کے قتل کے بعد منصور کے خوف سے روپوش ہو کر جابجا پھرنے لگا۔ اتفاق یہ ہوا کہ خراسانیوں کی ایک جماعت جس میں تقریباً چھ سو آدمی تھے منصور سے ابومسلم کا قصاص لینے کے لئے مستعد ہوئی۔ یہ لوگ کاشان کے متصل مقام بلیدہ میں جمع ہوئے اور وہاں سے روانہ ہو کر انبار میں پہنچے۔ جب شہر میں داخل ہو گئے تو منصور کو اطلاع ملی وہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ معن اس وقت شاہی قصر کے سامنے موجود تھا۔ اس نے خلیفہ کی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ آپ واپس جائیے۔ ہم مقابلہ کے لئے کافی ہیں۔ منصور نے واپسی سے انکار کیا اسی درمیان میں خراسانی وہاں پہنچ گئے۔ اور اس کے اوپر ٹوٹ پڑے۔ معن نے تھوڑے سے آدمیوں کی مدد سے ان کو مار بھگایا۔ اور اپنی سپہ گری کا جوہر دکھلا دیا۔ منصور اس کی بہادری سے حیران رہ گیا۔ اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب نام اور حال سے آگاہ ہوا تو امان عطا کی۔ اور دس ہزار درہم صلہ دے کر یمن کی امارت پر بھیج دیا۔ وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن وامان قائم کیا۔ اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے جب سیستان میں شورش بڑھی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا۔ ۱۵۱ھ میں وہیں خارجیوں نے اس کو بے خبری میں قتل کر ڈالا۔ معن حلم اور دانائی میں ممتاز۔ سخاوت میں حاتم۔

Marfat.com

اور شجاعت میں رستم تھا۔

عمرو بن العلاء یہ بھی منصور کے امراء فوج میں سے تھا طبرستان کے اطراف میں جو بغاوتیں ہوئیں ان کو اس نے فرو کیا۔ اسپہبد کے قلعہ کو لیا اور مصمغان کے بادشاہ کو شکست دیکر اس کے ملک پر قبضہ کیا۔

دارالخلافہ سفاح نے انبار کو دارالخلافہ بنا لیا تھا۔ اور اس کے متصل ہاشمیہ میں ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔ منصور جب خلیفہ ہوا تو ہاشمیہ میں گیا پھر اس نے چاہا کہ ایک نیا دارالخلافہ بنائے اس کے لئے بغداد کا موقع منتخب کیا۔ کیونکہ یہ دجلہ کے ساحل پر تھا۔ جہاں چین اور ہند سے ہر قسم کی چیزیں تجارتی نیز جزیرہ و آرمینیہ کی پیداوار کشتیوں کے ذریعہ آسکتی تھیں۔ دوسری طرف دریائے فرات تھا۔ جس سے شام اور رقہ کے پھل اور میوے پہنچ سکتے تھے۔

اس لئے اس کی داغ بیل دجلہ اور فرات کے مابین نہر صرہ کے کنارے پر ڈالی۔ اور اس کو اپنے مرتب کئے ہوئے نقشہ کے مطابق آباد کیا شہر کی بنیاد مدور رکھی اور دو فصیلیں بنائیں ایک اندر جو قصر اور کارخانہ جات خلافت کے احاطہ کے لئے تھی دوسری شہر کے باہر پھر ایک دجلہ سے اور دوسری فرات کی شاخ کرخایا سے نکالکر شہر میں پہنچائی۔ جن کے ذریعہ سے ہر جگہ پانی پہنچنے لگا۔

وسط شہر میں جامع مسجد تھی اور اسی سے ملحق قصر خلافت تھا اس کے صدر میں ایک ایوان تیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا بنایا گیا۔ جس کا گنبد سبز تھا اس

Marfat.com

لئے اس کا نام قبۂ خضراء رکھا گیا سطح زمین سے اس کی بلندی اسی گز تھی۔ اس کے اوپر ایک سوار کی مورت بنائی گئی جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔

محلہ کرخ میں چار نہریں پہنچائی گئیں۔ نہر دجاج۔ قلائین۔ طابق بزازین۔

منصور نے اپنے لئے ایک قصر دریا کے کنارے بھی بنوایا اور اس کا نام خلد رکھا۔ ۱۵۱ھ میں ولیعہد مہدی کے لئے رصافہ آباد کرایا۔ اور اس میں قصور اور محلات تعمیر کرا کے نہریں نکلوائیں۔ باغات اور میدان کی زمینیں چھوڑ کر اس کے اردگرد بھی فصیل بنوائی اور خندق کھدوائی۔

بغداد کی تعمیر میں منصور نے تقریباً دو کروڑ دینار صرف کئے اور جب عمارتیں تیار ہو گئیں تو جابجا سے اہل علم و فن اور اہل صنعت و حرفت کو بلا کر وہاں جمع کیا کثرت کے ساتھ لوگ آکر آباد ہوئے۔ تجارت کی بھی گرم بازاری ہوئی اور اس عہد میں یہ دنیا کا بے نظیر شہر ہو گیا۔

احوال خارجیہ

منصور کے عہد میں عبدالرحمٰن بن معاویہ جو بقایائے بنی امیہ میں سے تھا بھاگ کر اندلس چلا گیا۔ اور وہاں اس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ منصور اگرچہ اس کا دشمن تھا لیکن اس کی اولوالعزمی۔ عالی ہمتی اور بہادری کی ہمیشہ تعریف کرتا تھا کہ اتنے دور دست ملک میں اکیلے جا کر اس نے کس طرح سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

Marfat.com

روم میں منصور کا معاصر قسطنطین خامس تھا اس کے ساتھ شمال میں برابر جنگ جاری تھی۔ ۱۳۸ھ میں قسطنطین نے اسلامی چھاؤنی ملطیہ کو لوٹ لیا اور ویران کر ڈالا۔ منصور نے اپنے چچا صالح بن علی اور اپنے بھائی عباس بن محمد کو فوجوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے پہنچکر رومیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور ملطیہ کی از سر نو تعمیر کی۔

ام عیسٰے اور لبانہ نے جو صالح کی بہنیں تھیں یہ منت مان رکھی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ بنی امیہ کی خلافت کو مٹا دے گا تو ہم راہ حق میں جہاد کریں گے۔ چنانچہ اس لڑائی میں انھوں نے اپنی نذریں پوری کیں اور دونوں شریک ہوئیں۔

رومیوں نے صلح کی اور مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

سنہ ۱۴۰ھ میں پھر انھوں نے سر اٹھایا۔ منصور نے حسن بن قحطبہ اور عبدالوہاب بن ابراہیم کو صائفہ فوج کے ساتھ بھیجا۔ رومی اسلامی فوج کا حال سنکر پلٹ گئے۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب موقع پاتے تھے اسلامی سرحد میں گھس کر لوٹ مار کرتے تھے اور پھر بھاگ جاتے تھے۔ ۱۵۵ھ میں انھوں نے مصالحت کا عہد کیا۔

مشرقی سرحدوں پر بھی شورشیں برپا تھیں لیکن منصور نے بیدار مغزی کے ساتھ فوجوں کا انتظام کیا جس کی وجہ سے ہر جگہ امن قائم ہو گیا۔

Marfat.com

صفات منصور

شجاعت۔ عالی ہمتی۔ بیدار مغزی۔ علم اور مدبری کے لحاظ سے منصور خلفاء عباسیہ میں سب سے فائق تر تھا۔ اس خلافت کا بانی اور اس کا رعب و اقتدار قائم کرنے والا وہی تھا۔ کام سے وہ کبھی تھکتا نہ تھا۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج۔ تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے انصرام میں مصروف رہتا۔ عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور اور اہل و عیال کو دیکھتا پھر شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا۔ عشا کی نماز کے بعد اطراف ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں ان کو پڑھتا پھر سو جاتا۔ رات کے آخری حصہ میں اٹھکر اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھتا۔ جب صبح صادق طلوع ہوتی تو مسجد میں جا کر فجر کی نماز پڑھاتا۔ اس سے فارغ ہو کر ایوان خلافت میں آکر بیٹھ جاتا۔ اور کام شروع کر دیتا۔

جس وقت تک وہ دربار میں رہتا تھا لوگ اس کے رعب سے لرزتے تھے۔ لیکن جب وہ گھر یا مجلس میں بیٹھتا تھا تو خنداں اور بشاش رہتا تھا۔

ایک بار دربار میں اس نے کہا کہ سلطنت کے لئے چار قسم کے آدمیوں کی سخت ضرورت ہے اور وہی در اصل حکومت کے ارکان ہیں لوگوں نے تفصیل دریافت کی۔ کہا کہ ایک قاضی جو بلا رو رعایت اور بلا خوف ملامت محض حق کو پیش نظر رکھکر فیصلہ کرے۔ دوسرا صاحب شرط جو کمزور پر قوی کا ہاتھ نہ بڑھنے

Marfat.com

دے۔ تیسرا صاحب خراج جو رعایا سے نرمی اور ایمانداری کے ساتھ تحصیل کرے اور ان کو تکلیف نہ دے۔ اور چوتھا ہائے چوتھا۔ یہ کہکر اپنی انگلی دانتوں سے کاٹنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ دیانت دار پرچہ نویس جو ان سب کی خبریں صحیح صحیح بےکم و کاست خلیفہ کو لکھتا رہے۔

منصور کو یہ معلوم تھا کہ جاسوسی کا صیغہ چھوڑ دینے کی بدولت بنی امیہ تباہ ہوتے۔ اس لئے اس نے اس کی طرف بہت توجہ کی۔ اس کی خواہش تھی کہ اپنے خاندان کو اس کام کے لئے متعین کرے لیکن اس میں ان کی ذلت سمجھکر اپنے غلاموں کو مقرر کیا۔ ہر مقام سے روزانہ قاضیوں کے فیصلے۔ عمال کی کارروائیاں اور بازاروں کے اجناس کے نرخ وغیرہ ہر قسم کی خبروں کے پرچے اس کے پاس پہنچتے تھے اس کی وجہ سے وہ جزئیات سے باخبر رہتا تھا۔ اور جہاں کہیں کوئی خرابی دیکھتا تھا فوراً اس کا تدارک کر دیتا تھا۔

ایک بار ایک عرب کو حضر موت کا والی بنا کر بھیجا اس کی نسبت خبریں پہنچیں کہ وہ زیادہ تر اپنے اوقات شکار میں گزارتا ہے منصور نے اس کو معزول کر دیا اور لکھا کہ میں نے تم کو رعایا کے انتظام کے لئے بھیجا ہے نہ کہ وحشی جانوروں کے شکار کے لئے۔

منصور کی سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ وہ شدائد اور مصائب میں مستقل اور ثابت القلب رہتا تھا۔ جس وقت وہ خلیفہ ہوا تھا اس کے

Marfat.com

ار دگرد ہر طرف خطرات تھے لیکن اس نے اپنی اولوالعزمی اور ثبات قلب کی وجہ سے ان سب پر غلبہ حاصل کرلیا۔

منصور کفایت شعاری میں مشہور تھا۔ سلطنت کی آمدنی اور اخراجات پر نہایت غائر نظر رکھتا تھا۔ شاعروں کو بھی کبھی کوئی بڑا صلہ نہیں دیا خود اپنے اور اپنی اولاد کے اخراجات میں بھی تخفیف مدنظر رکھتا تھا۔ پرانے کپڑوں میں پیوند لگوا کر پہنتا تھا۔ عمال کی تنخواہ اس نے صرف تین سو درہم رکھی تھی یہی مامون کے عہد تک قائم رہی۔ فضل بن سہل نے اپنی وزارت میں اس کو بڑھایا۔

یہ منصور کی کفایت شعاری ہی کا نتیجہ تھا کہ جب اس نے وفات پائی تو خزانے اس قدر معمور تھے کہ مہدی ان کو اپنی زندگی بھر بے دریغ خرچ کرتا رہا اور کبھی اس کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ یہ ختم ہو جائیں گے۔

منصور علم قرآن و حدیث میں بلند پایہ رکھتا تھا اور اس کی تقریر نہایت فصیح اور دلکش ہوتی تھی۔

سیاسی قابلیت کے لحاظ سے بنی امیہ میں جو رتبہ عبدالملک بن مروان کا تھا۔ وہی بنی عباس میں اس کا تھا۔ لیکن اس میں بدعہدی زیادہ تھی۔ جو کسی طرح خلفاء اور سلاطین کے لئے زیبا نہیں ہے ابن ہبیرہ کو عہد نامہ لکھ دینے کے بعد اس نے قتل کر دیا۔ اپنے چچا عبداللہ کو امان دے کر پھر قید کیا اسی طرح ابومسلم کو عزت سے بلایا اور ذلت سے قتل کرایا۔

اروے بنت منصور حمیری کے ساتھ یہ عہد لکھکر شادی کی کہ اس کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کرے گا لیکن تھوڑے ہی دن کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنی چاہی اور جابجا سے فقہاء سے اس معاملہ میں فتویٰ طلب کرنے لگا۔ تاکہ اس کی بدنامی انھیں حاملان شرع کے اوپر رہے۔ لیکن اروی بھی ہوشمند عورت تھی۔ وہ جب سنتی کہ فلاں فقیہ سے خلیفہ نے اس معاملہ میں استفتاء کیا ہے تو اپنے غلاموں کے ہاتھ اس کے پاس اشرفیوں کے توڑے بھیج دیتی اور اصل حقیقت سے آگاہ کرکے اس کے قلم کو روک دیتی۔

وفات ۱۵۸ھ میں منصور حج کو جارہا تھا راہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل بر میموں میں پہنچکر ۶ ذی حجہ ۱۵۸ھ مطابق ۸ اکتوبر ۷۷۵ء کو انتقال کرگیا۔ ربیع حاجب نے اہل بیت خلافت اور امرا فوج کو جو ساتھ تھے جمع کیا اور مہدی بن منصور کے لئے بیعت لی۔

پھر عباس بن محمد بن علی اور محمد بن سلیمان بن علی کو مکہ میں بھیجا اور انھوں نے وہاں خلیفہ کی وفات کا اعلان کیا۔ اور مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان کھڑے ہوکر اہل حرم سے بیعت لی۔ منصور کی مدت خلافت ۶ دن کم ۲۲ سال رہی۔

اولاد منصور نے آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔

Marfat.com

محمد مہدی اور جعفر اکبر یہ دونوں بنت منصور حمیری کے شکم سے تھے۔
سلیمان۔ عیسٰے اور یعقوب ان کی ماں فاطمہ تھی جو حضرت طلحہ کی اولاد میں سے تھی۔

جعفر اصغر۔ یہ ایک کردی کنیز کے شکم سے تھا۔

سالم۔ ان کی ماں ایک رومی ام ولد تھی۔

عالیہ۔ اس کی والدہ بنی امیہ میں سے تھی یہ اسحٰق بن سلیمان بن علی کے ساتھ بیاہی گئی۔

(۳) مہدی

محمد مہدی بن ابو جعفر منصور۔ اس کی والدہ اروائے حمیری تھی ولادت سنہ ۱۲۶ھ میں ہوئی۔

۱۵ سال کے سن میں سنہ ۱۴۱ھ میں منصور نے اس کو امیر الجیش بنا کر خراسان میں بھیجا۔ وہاں کے عامل عبد الجبار بن عبد الرحمٰن نے بغاوت کی تھی اس نے اس مہم کو سر کیا۔ اس کے بعد طبرستان میں جہاد کیا سنہ ۱۴۴ھ میں واپس آیا منصور نے اس کی شادی ریطہ بنت سفاح کے ساتھ کی۔ اور عیسٰے بن موسٰی ولیعہد کو موخر کر کے سنہ ۱۴۷ھ میں اس کی ولیعہدی کا فرمان لکھا اور رے کا والی بنا کر بھیج دیا۔ وہاں چار برس رہ کر سنہ ۱۵۱ھ میں واپس آیا۔ منصور نے بغداد کے مشرقی حصہ میں رصافہ اسی کے لئے تعمیر کرایا۔ سنہ ۱۵۳ھ میں اس کو امیر الحج مقرر کیا۔ منصور کی وفات کے دن ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۵۸ھ میں اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

احوال داخلیہ

مہدی کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کی بنیادیں مضبوط ہو چکی تھیں جس قدر مخالف یا حریف تھے ان سب کا

Marfat.com

استیصال ہو چکا تھا۔ آل علی کی طاقت مٹ چکی تھی۔ اور ان میں سے جو بڑے بڑے لوگ تھے وہ بغداد میں زیر حراست تھے۔ بقیہ مدینہ میں تھے جن پر وہاں کے امیر کی نگرانی تھی اور وہ روزانہ ان کی حاضری لیتا تھا ان وجوہات سے مہدی نے ان سختیوں کا جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا جو منصور کے زمانہ میں تھیں۔ چنانچہ اس نے تمام سیاسی قیدیوں کو جو بیشتر بدگمانی پر پکڑے گئے تھے چھوڑ دیا۔

اس کا عہد خوشحالی اور فارغ البالی کا تھا کسی قسم کی شورش نہیں تھی اس وجہ سے اس نے اپنی توجہ زیادہ تر اصلاحات کی طرف مبذول کی۔ منصور کے بعد اس کا عہد بہت سی باتوں میں عبدالملک کے بعد ولید کے عہد سے مشابہ ہے

اس نے مکہ کے راستوں میں جابجا قافلوں کے ٹھہرنے کے لئے سرائیں بنوائیں۔ قادسیہ سے زبالہ تک سفاح کے زمانہ میں جو راستہ بنوایا گیا تھا وہ خراب ہو گیا تھا۔ اس کو درست کرایا۔ اور اس میں جو سرائیں تھیں ان کی مرمت کرائی۔ ہر ہر منزل پر کنوئیں کھدوا کر ان کے متصل حوض بنوا دیئے اور یہ حکم دیا کہ یہ ہمیشہ بھرے رکھے جائیں تاکہ گذرنے والے قافلوں کے جانوروں کو پانی آسانی سے مل سکے۔ یہ عام قاعدہ مقرر کر دیا کہ ہر جذامی کو بیت المال سے وظیفہ دیا جائے۔ تاکہ روزی کی تلاش میں جابجا راستوں میں ان کو نہ گھومنا پڑے اور یہ متعدی مرض پھیلنے نہ پائے۔ نیز قیدیوں کے عیال کو بھی جن کے

Marfat.com

گند کی کوئی صورت نہ ہو روزینہ دیا جایا کرے۔ مکہ۔ مدینہ۔ یمن اور عراق میں بریدکا سلسلہ جاری کیا۔ اور مسجد حرام کو اردگرد کے مکانات خرید کر بڑھایا۔

اس کو اپنی ناموری کا اس قدر شوق تھا کہ مسجد نبوی پر سے ولید بن عبدالملک کے نام کو مٹا کر اپنا نام لکھوا دیا۔ تاریخ میں اس قسم کے اور بھی بعض بعض ملوک اور امراء ملتے ہیں جو آثار سلف پر سے ان کے ناموں کو مٹا کر اپنے نام کندہ کرا دیتے تھے تاکہ وہ ان کی یادگار سمجھے جائیں لیکن یہ ایک قسم کا احمقانہ فعل ہے۔ جو کسی بازاری آدمی کے لئے زیبا نہیں ہے چہ جائیکہ سلاطین کو۔

فتنۂ زنادقہ مہدی کے زمانہ میں مرو کے کسی گاؤں میں ایک شخص مقنع خراسانی نمودار ہوا۔ جو تناسخ ارواح کا قائل تھا اس نے ہزاروں مسلمانوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے گمراہ کر ڈالا۔ پھر ماوراء النہر میں جا کر اس کی اشاعت کرنے لگا۔ مہدی دین کے معاملہ میں بہت سخت تھا اس نے معاذ بن مسلم کو ایک فوج دے کر اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مقنع نے کش کے قلعہ میں پناہ لی آخر میں جب بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو زہر گھول کر پہلے اپنے اہل وعیال پھر ساتھیوں کو پلایا پھر اس کے بعد آپ بھی پی کر خودکشی کر لی۔

مہدی کو جب کسی زندیق کی اطلاع ملتی تھی تو وہ اس کو قتل کی سزا دیتا تھا اس وجہ سے اس کے عہد میں بعض لوگوں کو اپنے دشمنوں کو ہلاک

Marfat.com

کرانے کے لئے یہ ایک ذریعہ مل گیا تھا۔

وزارت

مہدی اس قدر مستبد نہیں تھا۔ جس قدر کہ اس کا باپ منصور تھا نیز اس کا زمانہ بھی امن وسکون کا تھا اس وجہ سے اس کے عہد میں وزارت کے اختیارات زیادہ بڑھ گئے۔ اور اس کی ایک عظمت اور شان قایم ہو گئی

ابو عبد اللہ

مہدی کا سب سے پہلا وزیر ابو عبد اللہ معاویہ بن یسار ہوا۔ جو اشعریوں کے موالی میں سے تھا۔ یہ شخص علوم ادبیہ میں ماہر اور اپنے زمانہ کا بے نظیر انشا پرداز تھا۔ پہلے منصور نے اس کو اپنی وزارت کے واسطے منتخب کیا تھا۔ لیکن اس وقت چونکہ مہدی کے لئے بھی ایک لائق کارپرداز کی ضرورت تھی اس لئے اس کو اسی کا میر منشی کر دیا مہدی اس سے بہت خوش تھا۔ جب خلیفہ ہوا تو اسی کو وزیر اعظم مقرر کیا۔

ابو عبد اللہ نے سلطنت کے تمام دفاتر کی تنظیم کی۔ اور ان کو از سر نو ترتیب دیا۔ خراج میں یہ ترمیم کی کہ نقد لگان کی جگہ پر پیداوار کے ایک حصہ کی تحصیل کا دستور مقرر کیا۔ اصول خراج پر ایک کتاب بھی لکھی جو اس مضمون پر اسلام میں سب سے پہلی تصنیف ہے اس میں اس کے قواعد اور اس کے متعلق احکام شرعیہ اور خلفاء سابقین کے طرز عمل کو تفصیل کے ساتھ لکھا۔

ربیع حاجب اس کا قدیمی دوست اور حامی تھا۔ چنانچہ منصور کے دربار میں جب اس کی کوئی شکایت پہنچتی تھی تو وہ اس کا ازالہ کر کے اس کے

Marfat.com

دل کو اس کی طرف سے صاف رکھتا تھا۔ جب منصور وفات پاگیا اور ربیع نے مہدی کی خلافت کی بیعت لی اور وہاں سے بغداد واپس آیا تو مہدی کے یہاں بھی حاضری دینے سے پہلے وہ ابو عبداللہ سے ملنے کے لئے گیا ابو عبداللہ نے اس سے سرد مہری کا برتاؤ کیا۔ پہلے ایک عرصہ تک اس کو منتظر رکھا پھر عشاء کے بعد اندر بلایا اور جب وہ داخل ہوا تو نہ اس کی تعظیم کے لئے اٹھا نہ اپنی جگہ سے ہلا۔ بلکہ فرش پر تکیہ لگائے بیٹھا رہا۔ ربیع اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ ابو عبداللہ نے مزاج اور سفر کی کیفیت کے متعلق اس سے رسمی گفتگو شروع کی اور مہدی کی بیعت لینے کے بارے میں جو اس کا سب سے بڑا کارنامہ تھا ایک لفظ بھی نہیں کہا اور جب ربیع نے خود اس کا تذکرہ شروع کیا تو کہا کہ ہاں! مجھے یہ حالات معلوم ہو چکے ہیں وہ کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے اٹھکر چلا آیا اور اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ میں ابو عبداللہ کو اس کے تکبر کا مزہ ضرور چکھاؤں گا۔ چاہے اس کے پیچھے میرا جاہ و منصب اور مال و منال سب کچھ خاک میں مل جائے۔

ابو عبداللہ۔ فاضل۔ مخلص اور بے لوث وزیر تھا۔ اس لئے ربیع کو باوجود اپنی چالاکی کے بھی اس کی گرفت کا موقع نہیں ملتا تھا۔ لیکن اس کا بیٹا محمد ملحدوں کی صحبت میں رہتا تھا اور لوگ اس کو زندیق سمجھتے تھے ربیع جانتا تھا کہ مہدی زندیقوں کا دشمن ہے چنانچہ اس نے مہدی کو اس کے

خلاف بھڑکایا۔ اس نے محمد کو دربار میں بلایا اور کہا کہ قرآن سناؤ۔ ابن منام فاطمہ بو مہدی ابو عبداللہ کی طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا کہ تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ محمد قرآن کا حافظ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ لیکن ادھر دو سال سے یہ میرے ساتھ نہیں رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس درمیان میں اس نے اس کی مزاولت چھوڑ دی ہے۔ مہدی نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ تم خود اُٹھ کر اس زندیق کو قتل کرو۔ ابو عبداللہ مجبوراً اٹھا لیکن اُٹھ کر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے مہدی سے کہا کہ اس بڈھے کو معاف فرمائیے۔ مہدی نے اس کی سفارش منظور کی اور جلاد سے اس کو قتل کرا دیا۔ اب اس کے دل میں ابو عبداللہ کی طرف سے بھی بدگمانی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس کے بیٹے کو قتل کرا دینے کے بعد اس سے خلوص اور وفاداری کی امید نہیں ہو سکتی تھی۔

ربیع نے اپنے ذاتی بغض کی وجہ سے اس طرح پر خلیفہ اور اس کے وزیر کے مابین وحشت اور نفرت ڈال دی۔ اس کے بعد ابو عبداللہ کی شکایتیں حسب موقع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۶۱ھ میں مہدی نے ابو عبداللہ کو معزول کر دیا۔

یعقوب

ابو عبداللہ کے بعد مہدی نے یعقوب بن داؤد کو جو بنی سلیم کے موالی میں سے تھا۔ وزارت کا قلمدان بخشا۔ داؤد خراسان میں عہد بنی امیہ میں امیر نصر بن سیار کا کاتب تھا۔ اس کے دو بیٹے

Marfat.com

یعقوب اور علی علم و ادب میں یکتائے روزگار تھے۔ بنی عباس کے زمانہ میں جب انھوں نے دیکھا کہ ہماری کوئی توقیر نہیں ہے تو زیدیہ جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور امام محمد نفس زکیہ اور ان کے بھائی امام ابراہیم کی امامت کی تبلیغ کرنے لگے۔ امام ابراہیم جب مقتول ہوئے تو یعقوب ان کے ساتھ تھا۔ منصور نے گرفتار کر کے اس کو قید کیا۔ مہدی نے جس وقت سیاسی قیدیوں کو رہا کیا اس وقت یہ بھی چھوٹا۔

مہدی کو زیدیہ کی طرف سے بہت خطرہ تھا۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ اگر کوئی ایسا شخص مجھ کو مل جائے جو اس فرقہ کے لوگوں پر اثر رکھتا ہو تو میں اس کو وزیر بنا لوں۔ تاکہ وہ اس جماعت کو قابو میں رکھے لوگوں نے یعقوب کا نام لیا۔ اس نے بلا کر گفتگو کی۔ اور عیسٰی بن زید امیر زیدیہ کی نسبت دریافت کیا۔ یعقوب نے کہا کہ میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ ان کی طرف سے کوئی شورش نہیں ہوگی۔

مہدی نے اس کو اپنے مقصد کے مطابق پا کر تمام ملکی کاروبار اس کے سپرد کر دیئے اس نے مشرق سے مغرب تک کل بڑے بڑے عہدوں پر کبار زیدیہ کو مقرر کر دیا جس سے سلطنت کے کل مہمات ان کے ہاتھ میں آ گئے لیکن باوجود اس کے علوی اس کی طرف سے مطمئن نہیں تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہماری نگرانی کے لئے اس کو وزارت ملی ہے ادھر بنی عباس نے یہ خیال کیا کہ یہ

Marfat.com

زیدیوں کو تقویت دے کر خلافت کو ان کے ہاتھ میں دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے مہدی سے کہا کہ یعقوب وزیر رئیس زیدیہ اسحٰق بن فضل کو بغاوت کے لئے ابھار رہا ہے اور وہ عنقریب اپنی جماعت کو لے کر ایک تاریخ مقرر کر کے بنی عباس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا۔ یہ سنکر مہدی کے دل میں تردد پیدا ہوگیا اتفاق یہ کہ اسی اثنا میں یعقوب نے مہدی سے اسحٰق کے لئے مصر کی ولایت کی سفارش کی۔ اس سے اس کا شبہ اور قوی ہوگیا اس نے یعقوب کو ایک کنیز عطا کی جس کو یہ سکھلا دیا کہ اس کے تمام افعال اور اقوال سے مطلع کرتی رہے۔ پھر ایک علوی کو گرفتار کر کے اس کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اس کو لے جا کر قتل کرا دو۔ یعقوب نے اس کو لا کر مخفی طور پر چھوڑ دیا اور کنیز نے یہ کیفیت مہدی کو لکھ بھیجی اس نے سوار بھیج کر علوی کو پھر گرفتار کرالیا اور دوسرے دن یعقوب سے اس کی نسبت دریافت کیا اس نے کہا کہ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ مہدی نے علوی کو طلب کر کے اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ یعقوب خوف زدہ ہو کر مہدی کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے مال متاع ضبط کر کے اس کو مع اس کے گھر والوں کے قید کیا۔ اور اس کے تمام امرا کی معزولی کا فرمان لکھا۔

ابن ابی صالح یعقوب کے بعد فیض بن ابی صالح وزیر ہوا یہ نیشاپور کے ایک عیسائی خاندان سے تھا۔

فضل وادب میں کامل سخی اور عالی حوصلہ لیکن متکبر اور تندمزاج تھا۔ مہدی کی وفات تک اپنے منصب پر رہا۔

احوال خارجیہ

خلافت بغداد کے تعلقات عبدالرحمٰن داخل امیر اندلس کے ساتھ روز ازل سے معاندانہ تھے منصور اور اس کے بعد مہدی دونوں اسی کوشش میں رہے کہ کسی طرح بنی اُمیہ کی اس سلطنت کو مٹادیں لیکن بیچ میں افریقہ کے صحارا حائل تھے جن کو قطع کر کے فوج لے جانا اور وہاں سے لڑنا آسان نہ تھا اس لئے صرف زبانی دشمنی کا اظہار کرتے تھے۔

فرانس کا بادشاہ اس وقت شارلمین تھا جو اپنی سلطنت کی توسیع کے لئے کوشاں تھا اس نے مسلمانوں میں باہمی عداوت دیکھ کر خلیفہ بغداد کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے شروع کئے تاکہ ان کی ہمدردی حاصل کر کے اندلس پر حملہ کر سکے اس کا جو نتیجہ ہوا اس کا ذکر آگے آئے گا۔

رومیوں کے ساتھ بھی سلسلہ جنگ جاری رہا۔ ۱۶۳ھ میں مہدی نے ایک عظیم الشان فوج لے کر خود رومیوں پر چڑھائی کی اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ قلعہ سمالا پر ۳۸ دن محاصرہ رکھا اور اس پر قبضہ کیا پھر واپس آیا۔

۱۶۵ھ میں اپنے بیٹے ہارون الرشید کو ایک لاکھ فوج کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھیجا۔ اس زمانہ میں ملکہ ایرینی وہاں حکمران تھی اس نے ہارون

Marfat.com

سے نوے ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی۔ واپسی میں ہارون کے حکم کے مطابق ہر ہر منزل میں اس نے اسلامی فوج کے لئے بازار لگوائے اور رہنما ساتھ کئے تاکہ وہ آرام سے گذر جائے۔

یہ صلح تین سال کے لئے ہوئی تھی لیکن رومیوں نے صرف ایک سال رقم ادا کر کے دوسرے سال انکار کر دیا۔ سلیمان بن علی والی جزیرہ خلیفہ کے حکم سے روم کی طرف بڑھا۔ اس نے رومیوں کو شکست دی اور بہت مال غنیمت حاصل کیا۔

ہند میں دریائے سندھ تک اسلامی قبضہ تھا مہدی نے عبدالملک بن شہاب کو دس ہزار فوج کے ساتھ بحری راستہ سے بھیجا کہ وہ آگے بڑھے۔ اس نے پہنچکر شہر باربد کا محاصرہ کیا۔ اور تین دن میں اس کو فتح کر لیا۔ لیکن وہاں کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہ آئی۔ اکثر بیمار ہوتے اور تقریباً ایک ہزار مر گئے اس لئے پھر کشتیوں کے اوپر واپس چلے گئے۔ راستہ میں طوفان آیا جس میں بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں۔

صفات مہدی

مہدی کے اندر شرم و حیا اور معافی کی صفت زیادہ تھی۔ اکثر جب کوئی سیاسی مجرم اس کے سامنے لایا جاتا تھا تو وہ اس کو چھوڑ دیتا تھا۔ قرآن کا اس کے دل پر بہت اثر ہوتا تھا۔ ایک بار اس نے نماز میں یہ آیت پڑھی۔

Marfat.com

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَ

تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ط

اگر تم کو بادشاہت ملے تو کچھ عجب نہیں کہ دنیا میں تم فساد پھیلاؤ

اور باہمی رشتوں کو توڑ دو۔

اسی زمانہ میں موسیٰ بن جعفر علوی اس کے قیدخانے میں تھے۔ ان کو بلوایا اور کہا کہ میں نے یہ آیت پڑھی اور مجھے ڈر پیدا ہوا کہ اس کا مصداق کہیں تم نہ ہو اس لئے چاہتا ہوں کہ تم کو چھوڑ دوں بشرطیکہ تم اس بات کا عہد کرو کہ میرے خلاف بغاوت نہیں کرو گے۔ انھوں نے وعدہ کیا اس نے رہا کر دیا۔

سلطنت کے کاروبار نہایت محنت اور تندہی کے ساتھ کرتا تھا۔ قاضیوں کو فیصلوں کے لئے اپنے سامنے بٹھاتا تھا۔ اہل معاملہ اس سے بے تکلف جاتے تھے۔ بعض لوگوں نے خود اس کے اوپر دعوے کئے قاضیوں نے ان کے حقوق دلوائے اور مہدی نے بے چون وچرا ان کے فیصلوں کے آگے سرتسلیم خم کیا۔

مہدی حلیم الطبع۔ فیاض فصیح۔ زبان آور۔ عابد اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع تھا۔ بنی امیہ کے وقت سے خلفاء کے لئے مساجد میں جو مقصورے بنائے گئے تھے اس نے تڑوا دیئے۔ نیز منبروں کو جو بہت اونچے بنائے گئے تھے لپیٹ کرا کے صرف اسی قدر بلند رکھا جس قدر کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تھا۔

ایک بار اس کا غلام ابو عون زیادہ بیمار ہوا۔ مہدی اس کی عیادت کو گیا اور اس سے کہا کہ اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو مجھے وصیت کر جاؤ میں پوری کر دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ کیونکہ ایک مدت سے میں آپ کو اپنے سے ناراض دیکھتا ہوں مہدی نے کہا کہ تم شیخین کو برا کہتے ہو اس لئے میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرو۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین ہم دعوے لیکر کھڑے ہوئے تھے کہ خلافت اہل بیت کا حق ہے جن لوگوں نے اس کو ان سے چھین لیا وہ ظالم اور غاصب ہیں اس عقیدہ کی ہم کو تلقین کی گئی تھی۔ اور اسی کی ہم تبلیغ کرتے تھے اب اگر کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے تو وہ فرمایئے ہم اسی کے مطابق چلیں۔

اصلیت یہ ہے کہ بنی عباس کی دعوت امامت میں ابتداءً رفض موجود تھا۔ لیکن آل علی کی طرف سے جو خطرات ان کے سامنے آئے ان کی بنا پر انھوں نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت علی کو خلفائے راشدین میں اسی رتبہ پر رکھنا مناسب سمجھا جس پر وہ تھے۔

ولیعہدی

مہدی نے بھی منصور کی طرح عیسٰے بن موسیٰ پر سختیاں کیں اور اس کو خلافت سے دست بردار ہونے پر

مجبور کر دیا۔ پھر اپنے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کو ولیعہد بنایا۔

وفات

۱۶۹ھ میں مہدی جرجان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں بیمار ہو گیا۔ ماسبذان میں پہنچکر ۲۲ محرم ۱۶۹ھ مطابق ۴ اگست ۷۸۵ء کو انتقال کر گیا۔ اس کی مدت خلافت دس سال اور ڈیڑھ مہینے رہی۔

Marfat.com

(۴) ہادی

موسیٰ ہادی بن مہدی بن ابو جعفر منصور اس کی والدہ کا نام خیزران تھا وہ پہلے مہدی کی مملوکہ کنیز تھی۔ جب اس کے شکم سے ہادی اور ہارون پیدا ہوئے تو اس کی عزت مہدی کی نگاہ میں بڑھ گئی اس لئے ۱۵۹ھ میں آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔

ہادی کی ولادت ۱۴۷ھ میں ہوئی تھی۔ سولہ برس کے سن میں یہ ولیعہد بنایا گیا۔ مہدی کی زندگی ہی میں فوج لے کر جرجان کی طرف گیا تھا یہ اسی طرف تھا کہ مہدی نے راستہ میں وفات پائی۔ ہارون نے اس کے لئے بیعت لی۔ اور مہر عصا اور ردائے خلافت مع تعزیت اور تہنیت کے اس کے پاس جرجان میں بھیجا۔

احوال داخلیہ

ہادی بھی اپنے باپ کی طرح زندیقوں کا سخت دشمن تھا۔ خاص کر یزدان مانی "کا جو نور اور ظلمت دو خداؤں کی

پرستش کرتے تھے۔ مہدی نے بنی ہاشم میں سے داؤد بن علی کے ایک بیٹے اور یعقوب بن فضل کو زندیق ہونے کی وجہ سے گرفتار کیا تھا۔ چونکہ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا اس لئے ان کو قید خانہ میں مقید کر دیا۔ اور ہادی کو وصیت کی کہ جب تم خلیفہ ہونا تو ان کو قتل کر دینا۔ ان میں سے داؤد کا بیٹا تو قید ہی میں مر گیا۔ لیکن یعقوب زندہ تھا ہادی نے باپ کی وصیت کے مطابق اس کو قتل کرا دیا۔

حسین بن علی

سنہ ۱۶۹ھ میں حسین بن علی بن حسن المثلث نے مدینہ میں اپنی امامت کا اعلان کیا۔ ان کے ساتھ کوفہ کے کچھ لوگ ہو گئے تھے۔ پہلے انھوں نے اہل مدینہ سے بیعت لی۔ پھر وہاں کے خزانہ پر قبضہ کیا۔ والی مدینہ عمر بن عبدالعزیز جو عبداللہ بن عمر بن خطاب کے پوتے تھے۔ ان کے مقابلے سے عاجز رہے۔

حسین بن علی اعلان امامت کے بعد گیارہ دن مدینہ میں رہے اس کے بعد ۲۴ر ذی قعدہ کو اپنی جماعت کو لیکر حج کے لئے نکلے۔ ہادی نے محمد بن سلیمان عباسی کو اس سال امیر الحج مقرر کر کے حسین کے مقابلہ کا حکم دیا۔ مقام فخ میں فریقین میں جنگ ہوئی۔ حسین اور ان کے سارے ساتھی مارے گئے صرف دو شخص ادریس بن عبداللہ اور یحییٰ بن عبداللہ جو محمد نفس زکیہ کے بھائی تھے اس معرکہ سے بچکر نکل گئے۔ ادریس نے افریقہ میں جاکر

Marfat.com

سلطنت قائم کی۔ اور یحییٰ نے بلاد دیلم میں پہنچکر علم مخالفت بلند کیا ان کے تذکرے حسب موقع آئیں گے۔

صفات ہادی ہادی نہایت قوی اور بہادر تھا۔ دو زرہیں پہنے ہوئے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے دربار کو عام کر دیا تھا۔ اور ربیع حاجب کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی کو میرے پاس آنے سے نہ روکو۔ کیونکہ امیر کا پس پردہ بیٹھنا حکومت اور رعایا دونوں کے لئے مضر ہے اور اس سے برکت جاتی رہتی ہے۔

امور سلطنت میں وہ انہماک کے ساتھ مشغول رہتا تھا۔ اور فیاض اور خوش طبع تھا۔ مزاج میں غیرت بہت تھی۔ اس کی والدہ خیزران کے پاس جو مہدی کے وقت سے امور سلطنت میں دخیل ہو گئی تھی۔ امراء و روساء و اہل حاجت کثرت سے آمد و رفت رکھتے تھے ہادی نے اس ہجوم کو روک دیا۔ اور کہا کہ جو یہاں آئے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ اور اس کی جائداد ضبط کر لوں گا اور خیزران سے کہا کہ تم اپنا وقت نماز، تسبیح اور تلاوت میں گزارو۔ چرخے لے کر کاتو۔ امور سلطنت سے تم کو کیا واسطہ۔

نبیذ جس کو فقہاء عراق نے جائز کر رکھا تھا۔ پیتا تھا اور کسی قدر گانا سننے کا بھی شوق رکھتا تھا۔

ولیعہدی مہدی کے فرمان کے مطابق ہادی کے بعد ہارون ولیعہد تھا۔

Marfat.com

لیکن ہادی نے اس کی جگہ پر اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنانا چاہا۔ بہت سے امرار فوج بھی اس کی رائے کے تابع ہو گئے۔ ہادی نے ہارون پر سختی شروع کی کہ ولیعہدی سے دست بردار ہو جائے۔ ہارون تنگ آکر چھوڑنے پر آمادہ بھی ہو گیا لیکن یحییٰ برمکی نے جو اس کا اتالیق اور کارپرداز تھا اس کو روکا۔ اس جھگڑے کو ہادی کی موت نے ختم کر دیا اور وہ اچانک بیمار ہوا اور تین دن میں انتقال کر گیا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہارون اور یحییٰ کی سازش سے خیزران نے جو ہادی کی سختیوں سے ناراض تھی اس کو زہر دلوا دیا۔ اس کی کسی قدر تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب ہادی بیمار ہوا تو خیزران نے یحییٰ کے پاس اطلاع بھیجی کہ معاملہ بہت قریب ہے تم تیار رہو۔ چنانچہ یحییٰ نے وہ تمام فرامین جو امراء ولایات کے پاس بھیجے جانے والے تھے پہلے سے لکھکر تیار کر لئے۔ جس وقت ہادی کی وفات پائی فوراً برید کے ذریعہ سے اطراف ممالک میں ان کو بھیج دیا۔

وفات

۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۷۸۶ء کو ۲۶ سال کی عمر میں ہادی نے عیسےٰ باد میں وفات پائی۔ اس کی خلافت ایک سال ایک مہینہ اور ۲۲ دن رہی۔

Marfat.com

(۵) ہارون

ہارون الرشید بن مہدی خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ میں مقام رے میں پیدا ہوا اس کی تعلیم و تربیت اچھی ہوئی۔ ۱۶۴ھ میں سے انبار سے لے کر افریقہ تک کی امارت عطا فرمائی۔

۱۶۵ھ میں ایک زبردست فوج جس کی تعداد ۹۵۷۹۳ تھی دیکر قسطنطنیہ کی طرف بھیجا اور ۱۶۶ھ میں ہادی کے بعد ولیعہد بنایا۔ ۱۶۹ھ میں جب اس کی شجاعت اور لیاقت کا ظہور ہوا تو چاہا کہ اس کو ہادی پر مقدم کر دے۔ لیکن اپنے اس ارادے کو پورا کرنے سے پہلے ہی وفات پا گیا۔

ہادی کے انتقال کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں جبکہ اس کا سن ۲۵ سال کا تھا تخت خلافت پر بیٹھا۔

احوال داخلیہ ہارون کا زمانہ خلافت عباسیہ کا بہترین زمانہ شمار کیا گیا ہے اس میں رفاہیت۔ ثروت۔ علم۔ ادب طاقت

Marfat.com

اور شوکت ہر لحاظ سے دولت عباسیہ اپنے سب سے بلند اور ارفع درجہ پر پہنچ گئی تھی۔ ہر قسم کے بڑے بڑے لوگ فراہم ہو گئے تھے جن کی بدولت ملک کی زینت اور اس کے ہر شعبہ میں ترقی ہوئی۔ اور ہارون کی شاہانہ تربیت اور اس کے بے مثل صفات نے ان ترقیوں کو ایسا فروغ دیا کہ یہ عہد تاریخ میں ممتاز اور نمایاں ہو گیا۔ اور اس کا بہت کچھ اثر امت اسلامیہ کے مستقبل پر بھی پڑا۔

حضارۃ بغداد

ہارون الرشید کے زمانہ میں بغداد اپنی انتہائی عظمت اور معراج کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ شاہزادوں امیروں اور رئیسوں نے ایسے ایسے عالی شان محلات تعمیر کرائے تھے جن کو دیکھ کر سیاح حیران ہو جاتے تھے۔ قصر خلافت اور وزراء کے مکانات بالخصوص برامکہ کی عمارتیں ایسی تھیں کہ اس وقت تمام دنیا میں ان کی نظیر نہ تھی جعفر بن یحیٰی نے اپنے قصر کی تعمیر میں بیس لاکھ درہم صرف کئے تھے دریائے دجلہ کے کناروں پر باغات اور تفریح کے مقامات تھے بڑے بڑے تاجروں کے مرتفع مکانوں اور جا بجا عظیم الشان مسجدوں اور ان کے سر بفلک میناروں کی وجہ سے شہر کی عجیب عظمت تھی۔ دجلہ کے دونوں طرف اس قدر کثرت کے ساتھ آبادی بڑھی کہ بغداد کی مردم شماری بیس لاکھ نفوس سے زائد ہو گئی۔

بحری اور بری دونوں راستوں سے سامان تجارت آتا تھا۔ اور چین، ہند

افریقہ۔ شام اور جزیرہ وغیرہ کے تجار وہاں موجود تھے۔ مشرق و مغرب کے ہر قسم کے اسباب تجارت بازاروں میں بھرے پڑے تھے۔ خود خلیفہ اور اس کے وزراء دل سے اس بات کی حرص رکھتے تھے کہ بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر اور تجارت کا مرکز بن جائے۔ راستوں کی کامل حفاظت، امنیت کا پورا بندوبست اور تجارت کے لئے ہر قسم کی آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ثروت کی یہ کیفیت تھی کہ تمام اسلامی صوبوں سے خراج کی وہ رقمیں جو مقامی اخراجات سے فاضل ہوتی تھیں دار الخلافہ میں آتی تھیں۔ مورخین نے ان کا اندازہ چالیس کروڑ درہم سالانہ کیا ہے یہ سب خلیفہ کے بیت المال میں داخل ہوتی تھیں۔ وہ ان کو وزراء اہل دفاتر، فوج اور ملازمین کی تنخواہوں اور انعامات اور عطایا میں صرف کرتا تھا اس وجہ سے وہاں عام رفاہیت اور خوش حالی تھی۔ اور ادنیٰ و اعلیٰ سب آرام و راحت کی زندگی بسر کرتے تھے۔

دولت کے سیلاب کے ساتھ عیش اور لذت پرستی کے خس و خاشاک لازمی ہیں اس سے وہ لوگ بھی محفوظ نہیں تھے۔

علمی لحاظ سے بغداد طلبۂ علوم کا قبلہ تھا کیونکہ اسلامی ممالک کے ممتاز ائمہ اور علماء بیشتر وہیں آ گئے تھے اور محدثین۔ قراء۔ مفسرین، حفاظ لغت۔ اُدباء۔ ائمہ نحو و صرف مورخین اور متکلمین وغیرہ سب کے سب تدریس و تعلیم اور تصنیف و تالیف میں مشغول تھے وہاں کی جامع مسجدیں علوم کا مرکز

Marfat.com

تھیں اور اس عہد میں دنیائے اسلام میں کوئی شخص کسی فن میں کامل نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک کہ اس نے بغداد میں جا کر پڑھا نہ ہو۔

اسلامی علوم کے علاوہ فنون دخیلہ مثلاً طب، فلسفہ، ہیئت، ہندسہ اور نجوم وغیرہ کے ماہرین کی بھی وہاں کثرت تھی۔ یہ لوگ دنیا میں جس قوم کے پاس کوئی علم پاتے تھے اس کو عربی میں منتقل کرتے تھے اور مسلمانوں میں پھیلاتے تھے۔

ان علماء کی زندگیاں خلیفہ، امراء اور وزراء بالخصوص برامکہ کی قدر دانیوں اور زرپاشیوں کی بدولت نہایت فارغ البالی کے ساتھ گزرتی تھیں۔

علویہ

حضرت علی کی اولاد چونکہ یہ سمجھتی تھی کہ خلافت ہمارا حق ہے اور ان میں سے جو ممتاز لوگ ہوتے تھے وہ اکثر یہ کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح ہم اس کو حاصل کریں اس وجہ سے بنی عباس کو ہمیشہ ان کی طرف کر خطرہ لگا رہتا تھا۔

ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد ان لوگوں کے ساتھ سلوک اور احسان کر کے ان کی استمالت کی کوشش کی اور اسی سلسلہ میں ان لوگوں کو جو بغداد میں زیرنگرانی رکھے گئے تھے بجز عباس بن حسن کے مدینہ جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن یحییٰ بن عبداللہ نے جو ہادی کے زمانہ میں فتح کی لڑائی سے بچ کر بلاد دیلم میں چلے گئے تھے وہاں ایک جتھا بنا کر علم مخالفت بلند

Marfat.com

کیا۔ اس اطراف و دیار کے لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے جس سے ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی ہارون نے جب سنا تو اس کو نہایت تردد پیدا ہوا۔ فضل بن یحییٰ برمکی کو پچاس ہزار فوج دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔

فضل چونکہ محبان آل علی میں سے تھا اس لئے اس نے وہاں پہنچکر بجائے جنگ کرنے کے رئیس دیلم کو دس لاکھ درہم دے کر راضی کیا۔ کہ یحییٰ کو اپنے قلعہ سے ہمارے پاس بھیج دو۔ پھر ان کو سمجھا کر صلح پر آمادہ کیا۔ وہ اس شرط پر راضی ہوئے کہ خلیفہ خود اپنے ہاتھ سے امان نامہ لکھکر بھیجے تو میں چلا آؤں۔

فضل نے ہارون کو لکھا وہ بہت خوش ہوا۔ علماء اور فقہاء کو بلوا کر ان کے سامنے امان نامہ لکھا اور ان کی اور رؤسا بنی ہاشم کی شہادتیں اس پر ثبت کرا کے مع تحفوں اور ہدیوں کے بھیجا۔ فضل یحییٰ کو لیکر بغداد میں آیا۔ ہارون نے ان کے گذارہ کے لئے بہت بڑی رقم مقرر کی اور فضل کے اس کارنامہ پر اس کے رتبہ میں اضافہ کر کے اسی کو حکم دیا کہ یحییٰ کو تم اپنے پاس رکھو۔

ادریس اول یحییٰ کے دوسرے بھائی ادریس فخ سے بھاگ کر مصر کی طرف نکل گئے تھے۔ وہاں سے وہ بلاد مغرب کی طرف پہنچے اور شہر ولیلی میں ۱۷۲ھ میں اپنی امامت کی بیعت لے کر پہلی علوی

Marfat.com

خلافت یعنی ادریسی سلطنت قائم کی۔

ہارون نے اطلاع پاکر لشکر کشی کرنی چاہی لیکن اس کو دشوار سمجھ کر اپنے ایک غلام سلیمان بن جریر کو جو شماخ کے لقب سے مشہور تھا روانہ کیا کہ کسی حیلہ سے ادریس کو قتل کر ڈالے اس نے ادریس کے پاس پہنچکر بنی عباس کی بیعت سے برأت ظاہر کی اور ان کی بیعت میں داخل ہو گیا۔ وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کو اپنے مقربین میں شامل کر لیا اس نے موقع پاکر ایک روز ان کے منجن میں زہر ملا دیا اور روپوش ہو کر چلا آیا۔ چنانچہ اسی زہر سے انھوں نے ۱۷۷ھ میں وفات پائی لیکن اس کی وفات سے اس سلطنت کا خاتمہ نہیں ہو سکا کیونکہ ان کی ایک کنیز حاملہ تھی جس کے شکم سے کچھ دنوں کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اہل مغرب نے اس کا نام بھی ادریس رکھا۔ اور اس کی امامت کی بیعت کر لی۔

ہارون انھیں وجوہات سے علوئین کی طرف سے ہر وقت خطرہ میں رہتا تھا۔ اور امراء یا وزراء میں سے جس شخص کی بابت سنتا تھا کہ وہ اہل بیت کے کسی فرد کی طرف میلان رکھتا ہے اس کو سخت سزا دیتا ہے اسی اندیشہ سے امام موسیٰ کاظم کو بغداد میں اپنی نگرانی میں رکھ چھوڑا تھا ان کو کہیں جانے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال بھی وہیں ہوا۔

افریقہ قیروان کا عامل فضل بن روح تھا اس نے اپنے بھتیجے مغیرہ

Marfat.com

کو تونس کا امیر بنا کر بھیجا۔ وہاں کے لوگ اس کے طرزِ عمل سے ناراض ہوئے اور انھوں نے فضل کو لکھا کہ اس کے بدلے کسی دوسرے شخص کو یہاں بھیج دو فضل نے ان کی درخواست نامنظور کی۔ مجبور ہو کر ان لوگوں نے ایک رئیس ابن الجارود کو اپنا سردار بنا لیا۔ اور مغیرہ کو نکال دیا۔

فضل نے اپنے چچازاد بھائی عبداللہ کو وہاں کی امارت پر روانہ کیا اہل تونس نے خیال کیا کہ اس نے جو اپنے بھائی کو مقرر کر کے بھیجا ہے تو اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مخالفین کو سزائیں دلوائے اس بنیاد پر انھوں نے متفق ہو کر عبداللہ کا مقابلہ کیا۔ اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔

ابن الجارود نے اب علانیہ بغاوت کر دی اور قیروان پر حملہ کر کے فضل کو وہاں سے نکال دیا۔ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو فوج دے کر بھیجا اس نے جا کر وہاں امن وامان قائم کیا۔ اور ابن الجارود کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا جہاں وہ قید کر دیا گیا۔ سنہ ۱۸۱ھ میں ہرثمہ کے بجائے ہارون نے اپنے رضاعی بھائی محمد بن مقاتل کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا اہل تونس نے محمد سے بھی ناراض ہو کر اس کی مخالفت کی یہاں تک کہ قیروان پر قبضہ کر کے اس کو وہاں سے نکال دیا۔

ہارون نے اب ابراہیم بن اغلب کو جو مقام زاب کا عامل تھا صوبہ

افریقہ کی ولایت پر مقرر کیا۔ اس نے جاکر قیروان پر غلبہ حاصل کیا اور امن و امان قائم کر کے اپنی مستقل حکومت کی بنیاد ڈالی۔ خلیفہ عباسی کو وہ صرف چالیس ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ باقی جملہ امور میں خود مختار تھا۔

خوارج یہ جماعت حضرت علی کے عہد میں پیدا ہوئی تھی۔ بنی امیہ کے زمانہ میں جا بجا اس نے خروج کیا اور بغاوتیں کرتی رہی انھوں نے ہمیشہ اس کو مٹانے کی کوشش کی اور اس کے نامور اور مشہور سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ نے اپنی ساری قوت اس کو فنا کرنے میں صرف کی۔ اور کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

لیکن خلافت کی غلط رفتار اور خلفاء کے استبداد اور امراء کے مظالم کی وجہ سے وہ روح برابر باقی رہی۔

ہارون الرشید کے زمانہ میں ولید بن طریف شیبانی نے جو نہایت بہادر اور باوقار رئیس تھا جزیرہ میں صفین کے متصل ۱۷۸ھ میں خروج کا اعلان کیا۔ خلیفہ کی طرف سے اس کی سرکوبی کے لئے بار بار فوجیں گئیں۔ لیکن شکست کھاتی رہیں جن کی وجہ سے اُن کا اقتدار بڑھ گیا اور جزیرہ سے لیکر آرمینیہ تک کے لوگ اس کے حلقۂ اثر میں آگئے۔ ہارون نے معن بن زائدہ کے بھتیجے یزید بن شیبانی کو منتخب کر کے ایک جرار فوج کے ساتھ بھیجا۔ یزید نے جاکر اس سے صلح کی گفتگو کی اس میں چند مہینے صرف ہو گئے دربار میں

Marfat.com

نے ہارون سے شکایت کی کہ یزید چونکہ ولید کا ہم قبیلہ ہے اس لئے وہ اس کے ساتھ لڑائی کو ٹال رہا ہے ہارون نے یزید کو تاکیدی تہدید آمیز حکم بھیجا اب اس کو بجز مقابلہ کے کوئی چارہ نہ رہا اس نے ولید کے پاس کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کے ضائع کرانے سے کیا فائدہ۔ آؤ صرف ہم تم لڑیں وہ میدان میں آیا۔ دونوں کئی گھنٹے تک لڑتے رہے دورویہ فوجیں کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھیں۔ آخر میں ولید مارا گیا اس کا سر فتحنامہ کے ساتھ دربار میں بھیجا گیا۔

مشرق مغرب میں اندلس اور مراقش عباسی خلافت سے نکل چکے تھے مشرق کا خطرہ بھی کچھ اس سے کم نہ تھا۔ کیونکہ علی بن عیسے بن ماہان والی خراسان کے مظالم کی وجہ سے وہاں بھی بغاوت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ہارون الرشید نے جس وقت علی کو مقرر کرنا چاہا تھا اس وقت اس نے وزیر یحیےٰ بن خالد سے مشورہ لیا تھا اس نے اس کے تقرر کو پسند نہیں کیا۔ لیکن ہارون نے وزیر کی رائے کے خلاف اس کو والی بنا کر بھیجدیا۔ اس نے وہاں جا کر ظلم وستم کرنے شروع کئے رؤسا کے بہترین ذخائر کو ضبط کر کے بہت مال واسباب جمع کیا۔ ہارون کے لئے بھی تحفتاً اس میں سے طرح طرح کے قیمتی کپڑے گھوڑے اور سامان وغیرہ بھیجے۔ وہ ایک چبوترہ پر بیٹھ کر ان کا جائزہ لینے لگا اور خوش ہو کر یحیےٰ

Marfat.com

سے کہا کہ دیکھو! تم علی کی امارت کی مخالفت کرتے تھے لیکن وہ ہمارے لئے کیسی مبارک ہوئی۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ میں اگرچہ یہ چاہتا ہوں کہ میری رائے درست نکلے مگر اس سے بھی بڑھکر اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خلیفہ کی رائے زیادہ صائب اور بہتر ہے! اللہ کرے کہ علی کی ولایت مبارک ثابت ہو مگر مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں اس مال اور سامان کو اس نے ظلم کرکے وہاں کے رؤسا سے نہ غصب کیا ہو ایسی صورت میں اس کا انجام بُرا ہوگا۔ اگر ناجائز طریقہ سے اس قسم کے ہدیے فراہم کرتا ہو تو میں آج ہی کرخ کے تاجروں سے چند قیمتی جواہرات جن کی قیمت ان ہدایا سے دس بیس گنی ہو دیکھنے کے لئے منگا کر ضبط کرکے آپ کے سامنے پیش کر دوں اس میں اس سے کم خطرہ ہے جتنا کہ علی کے اس فعل میں ہے۔ اور میں اس طریقہ سے تین گھنٹے میں اس سے بہت زیادہ جمع کر سکتا ہوں جتنا کہ علی نے تین سال میں کیا ہے لیکن کیا انصاف اس کو جائز رکھے گا۔

تھوڑے دن بھی نہیں گزرنے پائے کہ خراسانی رئیسوں کی عرضیاں دربار خلافت میں پہنچیں کہ علی بن عیسٰے نہایت ظالم اور بدسرشت ہے اس کو معزول کرکے دوسرا والی بھیجا جائے۔ ہارون نے یحییٰ سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اس کے تقرر کو مناسب نہیں سمجھتا تھا میری رائے یہ ہے کہ اس کو واپس بلا کر یزید شیبانی کو بھیجئے ہارون

Marfat.com

نے اس دفعہ بھی اس کی رائے پر عمل نہیں کیا۔

اب خبریں آنی شروع ہوئیں کہ علی نے تہیہ کر لیا ہے کہ خلیفہ سے بغاوت کر کے خراسان کا مستقل امیر ہو جائے۔ یہ سنکر ہارون ۱۸۹ھ میں خود فوجیں لے کر روانہ ہوا جب رے میں پہنچا تو وہاں علی بن عیسٰے حاضر ہوا اس نے بہت تحفے اور نذرانے پیش کئے۔ خلیفہ کے ساتھ جو امرا تھے ان کو بھی ہدیے دیئے۔ ہارون اس سے خوش ہو گیا۔ اور چونکہ کوئی علامت بغاوت کی نہیں دیکھی اس لئے اس کو خراسان کی ولایت پر برقرار رکھا۔ اور رخصت کے وقت اس کی مشایعت کو نکلا۔

علی نے واپس جا کر ان لوگوں کو سزائیں دیں جنہوں نے اس کے خلاف دربار میں عرضیاں بھیجی تھیں۔ اور ان کے اموال بھی ضبط کر لئے نصر بن سیار جو بنی امیہ کے وقت میں خراسان کا والی تھا اس کے پوتے رافع بن لیث نے علی کی مخالفت پر کمر باندھی۔ سمرقندیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

علی نے اپنے بیٹے عیسٰے کی ماتحتی میں ایک دستہ فوج بھیجا۔ رافع نے اس کو شکست دیدی۔ عیسٰے بھاگ کر بلخ میں چلا گیا۔ رافع نے شاس اور فرغانہ کے ترکوں کی ایک جماعت بلخ میں بھیجی انھوں نے آ کر عیسٰے کو قتل کر ڈالا اس کے محل کے پائیں باغ میں ایک عظیم الشان خزانہ مدفون

Marfat.com

تھا جس سے صرف ایک لونڈی واقف تھی اس نے ترکوں کو بتادیا انھوں نے اس کو لوٹ لیا۔

ہارون کو جب یہ اطلاع موصول ہوئی تو اس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی ولایت کا فرمان دیکر بھیجا اس نے پہنچکر علی بن عیسےٰ اور اس کے تمام متعلقین گرفتار کرکے ان کا سارا مال و منال ضبط کرلیا اور رعایا کی دلدہی اور تشفی کرکے پھر امن و امان قائم کیا۔

رافع کی طاقت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ ہرثمہ کے قابو میں نہ آسکا۔ آخر کار اس کے مقابلہ کے لئے سنہ ۱۹۳ھ میں خود ہارون فوج لیکر روانہ ہوا اسی سفر میں طوس میں پہنچکر انتقال کرگیا۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ رافع نے مامون کے زمانہ میں بلا جنگ اطاعت قبول کرلی۔

وزارت ہارون کا پہلا وزیر یحییٰ بن خالد برمکی تھا۔ چونکہ برمکی خاندان نہایت نامور اور مشہور ہے اور ان کی تاریخ کا زیادہ تر تعلق ہارون ہی کے عہد کے ساتھ ہے اس لئے اس موقع پر اس کا حال مختصراً لکھ دینا مناسب ہے۔

برامکہ ان کا جد اعلےٰ برمک بلخ کے آتشکدہ نوبہار کا موبد اور مجوسیوں کا بڑا معزز اور محترم پیشوا تھا۔ خراسان میں جب عباسی خلافت کی تبلیغ کی گئی تو اس کا بیٹا خالد جو مسلمان تھا اس میں شریک ہوکر اس کا

Marfat.com

ایک رکن بن گیا۔ خلافت عباسیہ کے قائم ہو جانے پر جس وقت ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد قتل کیا گیا اس وقت سفاح نے خالد کو بوجہ اس کے حق خدمت نیز قابلیت اور لیاقت کے وزارت کا منصب عطا کیا منصور نے بھی اپنے عہد میں تھوڑے دنوں اس کو اسی جگہ پر رکھا۔ پھر فارس کا والی بنا کر بھیجدیا۔ ۱۵۸ھ میں وہ خراج نہ بھیج سکا۔ منصور نے اس کے ذمہ تیس لاکھ درہم بقایا نکال کر اس کو بغداد میں طلب کیا اور ادائیگی کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی۔ اس نے دو دن میں اپنے دوستوں سے جمع کر کے یہ رقم خزانہ میں داخل کر دی۔ منصور نے پھر اس کو موصل کی امارت پر بھیج دیا۔

خالد نہایت عاقل و فرزانہ اور مدبر تھا اور باوجود اس کے کہ سخت گیر نہ تھا اس کا رعب بہت تھا۔ اس نے ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن خالد

خالد کا بیٹا یحییٰ تھا۔ جس کی ولادت ۱۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ اس کو منصور نے ۱۵۸ھ میں آذربیجان کی سرحد کی امارت پر بھیجا وہاں اس نے اس خوبی سے اپنا فرض انجام دیا کہ دربار میں اس کی عزت بڑھ گئی۔ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اس کو بلا کر اپنے بیٹے ہارون کا کاتب اور اتالیق مقرر کیا۔ ہارون اس کو ابا کہتا تھا اور اس کے بیٹے فضل کو بھائی سمجھتا تھا کیونکہ ان دونوں کی ولادت تقریباً ایک

Marfat.com

ہی زمانہ میں ہوئی تھی۔ یحییٰ کی بیوی ہارون کو اور خیزران فضل کو دودھ پلایا کرتی تھی۔

سنہ ۱۶۳ھ میں ہارون جب رومیوں کے مقابلہ میں بھیجا گیا تو یحییٰ اس کے ساتھ تھا۔ اور اس مہم کا کُل انتظام اس کے سپرد تھا۔ سنہ ۱۶۴ھ میں مہدی نے ہارون کو انبار سے لیکر مغرب تک امارت عطا فرمائی اس کا سارا بند و بست یحییٰ کے ذمہ تھا۔ ہادی نے بھی اپنے زمانہ میں یحییٰ کو بدستور ہارون کے پاس رہنے دیا۔ پھر اس نے چاہا کہ ہارون سے دست برداری لکھا کر اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنائے اس کے لئے ہارون پر سختی شروع کی یہاں تک کہ وہ راضی بھی ہو گیا تھا۔ اور کہتا تھا میری خوشی کے لئے زبیدہ کافی ہے میں اس کے ساتھ آرام سے زندگی بسر کر لوں گا مجھے سلطنت کے جھگڑوں سے کیا واسطہ۔ لیکن یحییٰ نے اس کو باز رکھا۔ اور کہا کہ دست بردار ہو جانے کے بعد کیا معلوم کہ تمہیں لوگ تمہارے حسب منشا زندگی بھی گذارنے دیں۔

ہادی کے یہاں شکایت گذری کہ ہارون جعفر کی ولیعہدی پر راضی ہے لیکن یحییٰ کی شرارت ہے کہ وہ اس کو دست بردار نہیں ہونے دیتا۔ ہادی نے یحییٰ کو بلا کر کہا کہ تم کیوں ہارون کو میری مخالفت پر آمادہ کرتے ہو اس نے کہا کہ میں کون ہوتا ہوں کہ آپ کے اور آپ کے بھائی کے درمیان میں پڑوں

Marfat.com

لیکن خلیفہ سابق اور نیز آپ نے ہارون کے کاروبار میرے سپرد کئے ہیں اس لئے میں اس کی خیر خواہی کا فرض بجا لاتا ہوں۔

وہ خلیفہ مہدی کے فرمان کے مطابق ولیعہد ہے اگر آپ خود اس عہد کو توڑیں گے تو پھر پیمان کی کوئی قیمت باقی نہ رہے گی اور آپ کے بعد دوسرے لوگ بھی آپ کے عہد کی توقیر نہیں کریں گے۔

جعفر ابھی بہت کم سن ہے ہارون اگر ولیعہد نہ بھی ہوتا تو بھی آپ کے لئے یہ زیبا تھا کہ خود اس کو ولیعہد بناتے اس کے بعد جعفر کو رکھتے چہ جائے کہ اس کے برعکس اس کو معزول کر کے جعفر کو ولی عہد بنا رہے ہیں یحییٰ کی اس معقول گفتگو کو سن کر ہادی خاموش ہو گیا لیکن اہل غرض کے اکسانے سے پھر اس نے ہارون پر دباؤ ڈالا اس وقت یحییٰ کے مشورہ سے اس نے شکار کی اجازت طلب کی ہادی نے چند روز کی اجازت دی۔ اور تاکید کی کہ ٹھیک وقت پر واپس آجانا۔ لیکن وہ یحییٰ کے ساتھ نکلکر قصر مقاتل کی طرف چلا گیا۔ اور چالیس دن وہاں گزار دیئے ہادی پر یہ امر نہایت شاق گذرا اس نے بار بار واپسی کے احکام بھیجے۔ لیکن ہارون ان کو ٹالتا رہا۔ دربار میں اب اس کے متعلق طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے اور بعض لوگوں نے صاف صاف کہنا شروع کیا کہ وہ بغاوت کی تیاری کر رہا ہے۔ فضل بن یحییٰ دربار میں موجود تھا وہ یہاں کی سلامی

Marfat.com

کیفیت مخفی طور پر ہارون کے پاس لکھکر بھیجا کرتا تھا۔

ہادی یحییٰ سے بدگمان ہوگیا اور اس کو لکھا کہ اگر تم اس فساد انگیزی سے باز نہیں آوٴگے تو قتل کئے جاوٴ گے۔ لیکن اسی درمیان میں ہادی بیمار ہوا اور تین روز کے اندر انتقال کر گیا۔

یحییٰ نے اس موقع پر نہایت دانشمندی کے ساتھ ہارون کی بیعت اور خلافت کے معاملے کو طے کیا جب وہ خلیفہ ہوگیا۔ تو اس نے وزارت یحییٰ کے سپرد کی اور کہا کہ میں ملک کا سارا کاروبار اپنے کندھے پر سے تمہارے کندھے پر رکھتا ہوں تم سیاہ و سپید کے مالک ہو جو چاہو کرو جس کو چاہو رکھو اور جس کو چاہو معزول کرو۔

خیزران جو ہادی کے زمانہ میں امور سلطنت سے بے تعلق کر دی گئی تھی اب پھر دخیل ہوگئی اور یحییٰ اس کی رائے سے مہمات انجام دینے لگا۔

یحییٰ عاقل۔ عالم۔ ادیب اور علم پرور تھا اور سخی ایسا تھا کہ اس کی فیاضی کی داستانیں سنکر عقل حیران ہو جاتی ہے دور دور سے اہل علم و فضل اس کے یہاں آنے لگے اور اس کی ذات مرجع آفاق بن گئی ۱۷۱ھ میں ہارون نے مہر خلافت کا دفتر اسی کے سپرد کر دیا۔

یحییٰ کے چار بیٹے تھے فضل، جعفر، محمد، اور موسیٰ ان میں سے ہر ایک علم و فضل میں فرد اور جود و کرم میں یگانۂ دہر تھا۔

فضل بن یحییٰ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔اس کی ولادت ۱۲۰ھ میں ہوئی تھی۔اس نے ہارون الرشید کے ساتھ تربیت پائی جوان ہونے کے بعد امور سلطنت میں اپنے باپ کی امداد کرنے لگا اکثر بڑے بڑے کارناموں میں اس کی قائم مقامی کرتا تھا۔

ہارون الرشید کا بیٹا امین جب پیدا ہوا تو اس نے اس کو پرورش کے لئے فضل کے حوالہ کیا۔اور یہی اس کا اتالیق بھی رہا۔۱۷۶ھ میں یحییٰ بن عبداللہ نے بلاد دیلم میں جاکر جو مخالفت کا اعلان کیا تھا اس کی مہم پر یہی بھیجا گیا تھا۔اس نے نہایت خوبی کے ساتھ بلا خونریزی کے اس معاملہ کو طے کر دیا۔ ہارون کے دل میں اس وقت سے اس کی وقعت اور بھی بڑھ گئی چنانچہ ۱۷۸ھ میں اس کو خراسان کا والی بنا کر بھیجا اس نے وہاں امن وامان قائم کیا۔اشروسنہ کے بادشاہ سے جو مخالف ہو گیا تھا جنگ کی اور اس کو پھر مطیع کیا۔اس ملک میں جابجا لنگرخانے بنوائے اور مسجدیں تعمیر کیں۔ خراسانیوں کی ایک فوج مرتب کی جن کی تعداد پانچ لاکھ تھی اور اس فوج کا نام عباسیہ رکھا۔۱۷۹ھ میں جب یہ خراسان سے واپس آیا تو اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو اپنے ساتھ بغداد میں لایا۔ہارون مع امراء اور شاہزادوں کے خود اس کے استقبال کے لئے شہر سے نکلا۔اس کے بعد

Marfat.com

مہر خلافت یحییٰ سے لیکر اس کے حوالہ کی۔

ملکی یا فوجی جس قسم کے کام فضل کے سپرد کئے گئے ہر ایک کو اس نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ خاندان برامکہ میں لیاقت اور سخاوت کے لحاظ سے اس کا رتبہ سب سے فائق تر تھا۔ یحییٰ وزیر اعظم کے ساتھ لوگ اس کو وزیر صغیر کہتے تھے۔

جعفر بن یحییٰ

یحییٰ کا دوسرا بیٹا جعفر ہارون کا ہمدم و ہمنشین اور حسن خلق، فیاضی، فصاحت اور بلاغت میں یگانۂ عصر تھا۔ ہارون اس کے برابر کسی کو عزیز نہیں رکھتا تھا اور فضل سے بھی زیادہ اس کے ساتھ مانوس تھا کیونکہ فضل کے مزاج میں کسی قدر خشونت تھی اور یہ لطیف الطبع تھا۔

ایک بار ہارون نے یحییٰ سے پوچھا کیا بات ہے کہ لوگ فضل کو وزیر صغیر کہتے ہیں اور جعفر کو اس لقب سے نہیں پکارتے اس نے جواب دیا کہ فضل چونکہ امور سلطنت میں میری قائم مقامی کرتا ہے اور بڑے بڑے دفاتر اس کے متعلق ہیں اس لئے اس کا لقب یہ ہو گیا۔ اور جعفر آپ کی ہم نشینی کی مشغولیت سے مہمات دولت میں زیادہ دخیل نہیں ہے۔ ہارون نے جعفر کو اسی وقت قصر خلافت کے کل معاملات کا کفیل بنا دیا۔ پھر یحییٰ سے کہا کہ مجھے تو شرم معلوم ہوتی ہے تم خود فضل کو لکھ دو کہ وہ خاتم خلافت

جعفر کے حوالے کر دے اس نے فضل کو لکھ دیا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ مہر خلافت تم اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ میں دیدو وہ اس کا مطلب سمجھ گیا۔ اور خاتم خلافت جعفر کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد جعفر بھی وزیر صغیر مشہور ہو گیا۔

۱۷۶ھ میں محل شاہی کی داروغگی کے ساتھ مصر کی ولایت کا عہدہ بھی اس کو ملا۔ اس نے اپنی طرف سے عمران بن مہران کو وہاں بھیج دیا۔

۱۸۰ھ میں شام میں باہمی عصبیت کی وجہ سے قبائل میں سخت شورش برپا ہوئی۔ ہارون نے اس مہم پر جعفر کو بھیجا۔ اس نے جا کر ان میں باہم مصالحت کرائی۔ اور جو لوگ شریر اور فتنہ پرداز تھے ان کی گوشمالی کی امن و امان قائم کرنے کے بعد بغداد واپس آیا۔ ہارون نے اس موقع پر دربار کیا۔ شعراء نے جعفر کی مدح میں قصائد پڑھے۔ پھر اس نے مجمع کے سامنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ جس سے غرض یہ تھی کہ ہارون شامیوں پر مہربان ہو کر ان کے قصور کو بخش دے اس کے بعد ہارون نے اس کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ لیکن بیس روز کے بعد بجائے ولایت خراسان کے بغداد کا میر یعنی کوتوال بنایا۔ اس نے ہرثمہ بن اعین کو جو اس عہد کا ایک نامور سپہ سالار تھا اپنا نائب کر کے یہ خدمت اس کے سپرد کی۔

جس طرح فضل بن یحییٰ شاہزادہ امین کا اتالیق تھا اسی طرح جعفر

Marfat.com

مامون کا اتالیق تھا۔ اور اس کوشش میں رہتا تھا کہ ہارون اس کو ولیعہد بنا دے ۱۸۳ھ میں ہارون نے مامون کی ولایت عہد کا فرمان لکھا اور شرق کی کل ولایتیں اس کے سپرد ہوئیں۔

موسےٰ بن یحییٰ موسیٰ اپنے تمام بھائیوں میں شجاع تر تھا وہ فوج میں بڑا منصب رکھتا تھا۔ علی بن عیسےٰ خراسان کے معزول والی نے ہارون سے اس کی شکایت کی کہ اسی نے خطوط لکھکر وہاں کے روسا کو میرے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس وجہ سے ہارون اس کی طرف سے بدگمان ہو گیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ موسیٰ پر قرضہ کا بار زیادہ بڑھ گیا اور وہ قرض خواہوں کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ ہارون نے لوگوں سے کہا کہ وہ ضرور چھپ کر خراسان چلا گیا ہو گا۔ اندیشہ ہے کہ وہاں کوئی فتنہ بپا کرے۔ ہارون اس کی جستجو میں پڑا۔ ۱۸۷ھ میں جب وہ حج کو چلا تو حیرہ میں موسیٰ اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ہارون نے اس کو قید کر دیا۔ اس کی ماں یعنی وزیر اعظم یحییٰ کی بیوی سفارش کے لئے آئی ہارون چونکہ اس کی کسی سفارش کو مسترد نہیں کرتا تھا اس لئے موسیٰ کو چھوڑ دیا۔ لیکن یہ حکم دیا کہ یحییٰ خود آ کر اس کا ضامن ہو۔ چنانچہ یحییٰ نے یہ ذمہ داری لی کہ وہ اس کو اپنی نگرانی میں رکھے گا۔

محمد بن یحییٰ یہ بھی فوجی عہدہ پر تھا۔ اس کو اس قدر شہرت نصیب

Marfat.com

نہیں ہوئی جس قدر کہ اس کے اور بھائیوں نے حاصل کی۔

یہ برمکی خاندان عزت و دولت، سخاوت، علم و ادب و علماء پروری میں اس زمانہ میں ممتاز اور شعراء ادباء وغیرہ کا کعبۂ حاجات اور قبلۂ مقاصد تھا۔ ان کے جود و کرم اور داد و دہش کے سامنے تمام پرانی داستانیں فنا ہو گئیں۔ ان کے کارنامے ہارون الرشید کے عہد کی تاریخ کی زینت ہیں۔

زوال برامکہ

شخصی اور استبدادی سلطنتوں میں جب کسی امیر یا وزیر کا پایہ بلند ہو جاتا ہے تو یا تو وہ خود اپنے رسوخ کے بھروسہ پر اپنی حد سے بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے بادشاہ اس کے اقتدار کو اپنے اختیارات میں مخل پاکر اس کا خاتمہ کر دیتا ہے یا اس کے حاسد اور دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جو بادشاہ کے کان اس کی طرف سے بھرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کو مخالف بنا کر اپنے حریف کو مٹا دیتے ہیں۔

ابو جعفر منصور نے ابو مسلم کے روز افزوں عروج کو دیکھ کر اس کو قتل کیا، پھر اپنے وزیر ابو عبد اللہ کو قید کر کے اس کے اموال ضبط کر لئے۔

اسی طرح مہدی نے اپنے دونوں وزیروں ابو عبید اللہ اور یعقوب بن داؤد کو سزائیں دیں۔ یہ سب واقعات ہارون سے پہلے خود اس کے خاندان میں گزر چکے تھے۔

برمکیوں کے بھی اس بلند اور عالی شان رتبہ کو دیکھ کر بعض امراء کے

دل میں حسد نے جوش مارا۔ اور انھوں نے ان کے خلاف ہارون کو ابھارنا شروع کیا۔ ہارون کا مزاج سلطنت کے معاملہ میں نہایت شکی بلکہ وہمی واقع ہوا تھا۔ ان حاسدوں نے اسی راہ سے اس کے دل میں برامکہ کے خلاف عداوت کی آگ پھونکنی شروع کی اور ان کے خلوص کی طرف سے جو وزرار کی خاص ترین صفت ہونی چاہیئے۔ اس کو بدظن کر دیا۔ اور اس کے دل میں یہ بات جمادی کہ برامکہ بہ نسبت عباسیہ کے علویہ کی امامت کے زیادہ خواہاں ہیں۔

ان مخالفین میں سب سے مقدم فضل بن ربیع تھا یہ منصور کے مشہور حاجب ربیع بن یونس کا بیٹا تھا یحییٰ برمکی اس شخص کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ہارون کے آغاز خلافت میں چونکہ اس کی والدہ خیزران اور یحییٰ ابھی دونوں تمام امور سلطنت پر حاوی تھے اس لئے فضل بن ربیع کو کوئی منصب نہیں مل سکا۔ ہارون نے بھی چاہا کہ کوئی ولایت اس کے سپرد کرے لیکن خیزران نے اس کو روک دیا۔

سنہ ۱۷۳ھ میں جس دن خیزران نے وفات پائی اسی دن ہارون نے اس کو بلا کر جعفر بن یحییٰ سے مہر خلافت لے کر اس کے حوالہ کر دی نیز متعدد بڑے بڑے عہدے اس کو دیئے۔ اور مصارف عامہ وخاصہ کا منشی مقرر کیا۔

دربار میں درخور پا جانے کے بعد اب یہ برمکیوں کی پوست کشی پر آمادہ ہوا۔ لیکن چونکہ ان کا رسوخ بہت بڑھا ہوا تھا اور قصر خلافت کے

Marfat.com

اکثر عہدے نیز فوجی و ملکی مناصب وغیرہ انھیں کے ہاتھ میں تھے اس وجہ سے اپنے آپ کو انکے مقابلہ میں بے اثر پاتا تھا۔

سنہ ۱۷۶ھ میں یحییٰ بن عبداللہ کا واقعہ پیش آیا۔ جنہوں نے بلاد دیلم میں پہنچکر اپنی امامت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس مہم پر بھیجا گیا۔ تھا وہ دس لاکھ درہم صرف کر کے وہاں کے قاصد سے ان کو نکال کر بغداد میں لایا تھا ہارون نے مطمئن اور خوش ہو کر امان نامہ لکھدیا تھا۔ اور ان کو فضل برمکی کے سپرد کیا تھا جہاں وہ عیش وعزت کے ساتھ رہتے تھے۔

فضل بن ربیع نے ہارون کے کان بھرنے شروع کئے کہ یحییٰ بن عبداللہ بغاوت کی تیاری کر رہے تھے۔ اور برامکان کے ساتھ چونکہ ان کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں اس لئے ان کی امداد کر رہے ہیں۔ نیز بکار بن عبداللہ زبیری نے بھی جو آل علی کا سخت ترین دشمن تھا ہارون سے امام موصوف کی اسی قسم کی شکایتیں کیں اور کہا کہ وہ مخالفت کا سامان کر چکے ہیں۔ اور برامکان کے لئے آسانیاں بہم پہنچا رہے ہیں۔ ہارون چونکہ ملکی خطرات سے بہت ڈرتا تھا اس لئے اس نے امام یحییٰ کو برامکہ سے لیکر قید سخت میں ڈال دیا۔ پھر ارادہ کیا کہ قتل کرا دے لیکن چونکہ امان نامہ لکھ چکا تھا اس لئے بدنامی کے خیال سے پس و پیش ہوا علما کو بلا کر ان سے استردادِ امان کا فتویٰ طلب کیا۔ قاضی ابو البختری نے کہدیا کہ امان منسوخ ہے چنانچہ ہارون نے ان کو قاضی القضاۃ بنا دیا۔

Marfat.com

لیکن امام محمد شاگرد ابوحنیفہ نے فتویٰ نہیں دیا اس لئے ان کی طرف سے اس کے دل میں کدورت بیٹھ گئی۔

برمکیوں نے کوشش کی کہ امام یحییٰ کو چھڑائیں۔ چنانچہ جعفر کی سازش پر ہارون نے ان کو اسی کے سپرد کر دیا۔ جعفر نے اپنے رسوخ کے بھروسہ پر جو دربار خلافت میں اس کو حاصل تھا ان کو مخفی طور پر چھوڑ دیا۔ فضل بن ربیع نے اپنا ایک خاص جاسوس جعفر کے یہاں لگا رکھا تھا اس کے ذریعہ سے یہ خبر اس کو مل گئی اس نے فوراً پہنچکر ہارون کو مطلع کیا۔ ہارون نے ظاہر میں بے پرواہی سے اس کو جواب دیا کہ تمہیں اس سے کیا سروکار ممکن ہے کہ اس نے میری خواہش کے مطابق اس کو چھوڑا ہو۔ لیکن اس کے دل میں اس سے تشویش پیدا ہوگئی۔ کھانے کے وقت جعفر آیا اور دسترخوان پر ہارون نے اس سے مختلف قسم کی باتیں کیں آخر میں امام یحییٰ کا حال پوچھا اس نے کہا کہ بدستور میرے پاس ہیں ہارون نے کہا کہ قسم تو کھاؤ۔ یہ سنکر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اور سمجھ گیا کہ میری کارروائی کی اطلاع پہنچ چکی ہے جواب دیا کہ میں نے یہ دیکھکر کہ اب ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے ان کو یہاں سے رخصت کر دیا۔ ہارون نے بات ٹالنے کے لئے کہا کہ خوب کیا میں بھی یہی چاہتا تھا جب جعفر دربار سے رخصت ہوا تو برابر اس کے پیچھے نظر جمائے دیکھتا رہا۔ اور جب وقت وہ نگاہ سے اوجھل ہونے لگا دانت پیس کر آہستہ سے کہا کہ اگر میں نے تجھکو قتل

Marfat.com

نہ کیا تو کچھ بھی نہ کیا۔

ہارون کی بیوی زبیدہ بھی جعفر کی سخت دشمن تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مامون کا اتالیق تھا جو زبیدہ کا سوتیلا بیٹا تھا اور اس کی منشا کے خلاف کوشش کرکے امین کے بعد اس کی ولیعہدی کا فرمان لکھوا دیا تھا۔ بلکہ ہارون کو اس بات پر آمادہ کرتا رہتا کہ امین کو ولیعہدی سے نکال کر مامون ہی کو ولیعہد رکھے۔ اس وجہ سے زبیدہ بھی ہارون کو اس کی طرف سے بھڑکاتی رہتی تھی۔

علی بن عیسٰے سابق امیر خراسان بھی برمکیوں کا سخت دشمن تھا اس کو یقین تھا کہ میرے خلاف خراسان میں جو شورشیں تھیں وہ سب انھیں لوگوں کے اشارہ سے اٹھیں۔ علی کے علاوہ بھی بعض امراء ان کے دشمن تھے ان سب کی شکایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف جعفر بلکہ کل برمکی خاندان کی طرف سے ہارون کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔

برمکیوں پر بھی یہ بات ظاہر ہو گئی کہ خلیفہ ان سے بدظن ہے اور حریم خلافت میں ان کے خلاف جذبات بھڑکے ہوئے ہیں کیونکہ یحیےٰ وزیر اعظم بھی جب دربار میں آتا تو خدام اس کے سلام کے لئے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ اور اگر پینے کے لئے وہ کبھی پانی مانگتا تھا تو کئی بار پکارنے کے بعد مشکل سے اس کو ملتا تھا۔

آخر محرم ۱۸۷ھ میں ہارون نے جعفر کو قتل کرادیا۔ اور بجز محمد بن خالد برمکی کے جس کی وفاداری پر اس کو اعتماد تھا۔ کل برمکیوں یحییٰ اور اس کے بیٹے فضل وغیرہ کو دیر قائم میں نظر بند کرا دیا۔ ان کا سارا مال ضبط کر لیا اور جس قدر ان کے عمال تھے ان کی موقوفی کا فرمان لکھوا دیا۔

عبدالملک

اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ عبدالملک بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جو درجہ نسب کے لحاظ سے سفاح اور منصور کا بھائی ہوتا تھا۔ اپنی خلافت کے لئے سازش شروع کی مگر خود اس کے بیٹے عبدالرحمٰن اور اس کے غلام قمامہ نے ہارون کو اس کے ارادہ سے مطلع کر دیا۔ اس نے عبدالملک کو گرفتار کیا۔

اس معاملہ میں بھی اس کو یقین دلایا گیا کہ یہ برمکیوں کی سازش سے ہوا ہے اس نے یحییٰ برمکی کو طلب کر کے کیفیت پوچھی اور کہا کہ اگر تم عبدالملک کی نیت کے متعلق مجھ کو اصلی حقیقت سے مطلع کر دو گے تو میں تم کو تمہارا منصب پھر دیدوں گا۔ اس نے کہا مجھے عبدالملک کی نیت کی خرابی کی مطلق اطلاع نہیں ہے اور اگر ہوتی تو میں آپ کو پہلے ہی آگاہ کر دیتا۔ کیونکہ میں آپ کی حکومت میں شریک تھا۔ اور اس کا ساتھ کبھی نہ دیتا۔ اس لئے کہ وہ خلافت حاصل کر لے کے بعد معلوم نہیں میرے ساتھ کیا سلوک کرتا۔

ہارون کو اس کی بات پر یقین نہ آیا اور اس کا یہ شبہ دور نہ ہو سکا کہ

Marfat.com

برامکہ بھی اس سازش میں شریک تھے۔ چنانچہ اس نے اب تک قید میں جوان کو ہر طرح کا آرام دے رکھا تھا کہ ان کے نوکر اور خادم سب ان کے پاس تھے اس سے علیحدہ کر کے قید سخت میں ڈال دیا۔ اور بالآخر یہ عظیم الشان خاندان جو اپنی خداداد قابلیت، لیاقت اور جود و کرم کی وجہ سے عہد ہارونی کی زینت تھا تباہ و برباد ہو گیا۔ سنہ ۱۹۰ھ میں یحییٰ نے اور سنہ ۱۹۳ھ میں فضل نے قید ہی میں وفات پائی۔

بعض مورخین نے جنہوں نے اصلیت پر نظر نہیں ڈالی اس حادثہ کو ایک ناگہانی استبدادی جوش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اور بعضوں نے دور از کار باتیں مثلاً جعفر و عباسیہ کی بالکل جھوٹی داستان تراش کر اس کی توجیہہ کی کوشش کی ہے۔ لیکن اصل حقیقت صرف یہی ہے کہ ہارون کی طبیعت ملکی خطرات میں وہم بلکہ وسواس کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور فضل بن ربیع فطرتاً مفسد اور فتنہ پرداز تھا۔ آگے معلوم ہو گا کہ اسی شخص کی فتنہ انگیزی سے امین اور مامون میں لڑائی ہوئی اس نے برمکیوں کے بڑھتے ہوئے عروج کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھ کر ان کے خلاف سازشوں کا ایک جال بچھا دیا۔ اور ان وزراء کو جن سے خلافت کی عظمت قائم تھی مٹا دیا۔

ہارون نے برامکہ کے بعد وزارت عظمیٰ فضل مذکور کے سپرد کی

لیکن اس کے پاس وہ دل و دماغ کہاں تھا۔

احوال خارجیہ ہارون نے رومی سرحدوں کا مرکز صرف ایک نقطہ پر قرار دیا۔ اور ۱۷۳ھ میں عبدالملک بن صالح کو کل سرحدی افواج کا سپہ سالار بنا کر وہاں رہنے کا حکم دیا۔ ثغور اعیان قورس۔ الطاکیہ اور تیزین میں چھاؤنیاں بنوائیں کہ اسلامی فوجیں جب رومیوں سے جنگ کر کے آئیں تو ان مقامات میں رہیں۔ ان کے مابین بڑے بڑے قلعے تعمیر کرائے۔ المیفں کے متصل ہارون کے خادم ابوسلیم ترکی نے شہر طوس آباد کیا۔ جو ہارون کی کوشش سے نہایت آباد مقام ہو گیا۔

صائفہ فوج کا امیر عبدالرحمٰن بن صالح تھا۔ ۱۷۵ھ میں یہ افریطیہ تک پہنچ گیا تھا ۱۸۱ھ میں ہارون خود صائفہ فوج کو لے کر رومیوں پر حملہ آور ہوا۔ اور حصن صفصاف کو فتح کیا۔ عبدالملک بن صالح رومیوں کے تعاقب میں انگورہ تک پہنچا تھا اس نے اپنے فرائض سپہ سالاری کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ۱۸۷ھ میں نکبت برامکہ کے بعد جب ہارون نے اس کو گرفتار کر لیا۔ تو اس کے بجائے اپنے بیٹے قاسم کو بھیجا۔ قاسم ایک طرف سے خود رومیوں پر بڑھا اور دوسری طرف سے عباس بن جعفر کو بڑھنے کا حکم دیا۔ قلعہ قرہ اور قلعہ سنان پر پہنچکر ان کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی اور ۳۲۰ مسلمان قیدیوں کو جو ان کے

پاس کھٹے چھوڑدیا۔

قسطنطنیہ میں اس زمانہ میں ملکہ ایرینی فرماں روا تھی فرانس کا بادشاہ شارلمین جس نے روم کو فتح کرلیا تھا۔ چاہتا تھا کہ مغربی اور مشرقی رومی ممالک کو ملا کر پھر ایک بڑی سلطنت قائم کرے۔ بلکہ مذکورہ نے یہ دیکھکر کہ وہ شارلمین اور انتظامی فوج دونوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی خوشامد کرکے ہارون کو صلح پر راضی کیا اور سالانہ جزیہ میں ایک رقم دینا منظور کیا۔

سنہ ۸۰۲ء میں ملکہ ایرینی کو ارکین سلطنت نے تخت سے اتار کر نقفور کو اس کی جگہ بادشاہ بنایا۔ اس نے شارلمین سے صلح کرکے اپنی سلطنت کے حدود قائم کرلئے۔ پھر ہارون کو لکھا کہ عورت کی کمزور حکومت میں تم نے جو رقم ہماری سلطنت سے وصول کرلی ہے اس کو واپس کرو اور نیز اپنی دست درازی کا جرمانہ بھی دو۔ ورنہ ہم بزور شمشیر لے لیں گے۔ ہارون نے جس وقت اس خط کو پڑھا جوش غضب سے اس کا چہرہ ایسا تمتما اٹھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ کل دربار یہاں تک کہ وزرا بھی اس کے سامنے سے اٹھکر ادھر ادھر ہٹ گئے۔ پھر اس نے اپنے قلم سے خود نقفور کو لکھا کہ:۔

۔اس کا جواب وہ ہے جو تو آنکھوں سے دیکھے گا نہ کہ کانوں سے سنے گا۔

اس کے بعد اسی روز فوج لے کر کوچ کیا اور رومی حدود میں پہنچکر ہر قلعہ

Marfat.com

کے ارد گرد خیمے ڈالے۔ کشت و خون سے عاجز آکر رومی مغلوب ہو گئے۔ اور نقفور نے مجبور ہو کر پھر سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔ لیکن اسلامی فوج وہاں سے واپس ہو کر جب رقہ میں پہنچی تو معلوم ہوا کہ نقفور نے پیمان کو توڑ ڈالا۔ ہارون کے غصہ کے خیال سے کسی کی یہ ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس کو اس امر کی اطلاع دے سکے۔ اس لئے ابو محمد عبداللہ بن یوسف شاعر کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے ایک نظم سنائی جس میں نقفور کی عہد شکنی کا لطیف پیرایہ میں ذکر تھا۔ ہارون نے پوچھا کہ کیا واقعی اس نے ایسا کیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ ہر چند کہ برف باری کا موسم تھا اور شدت کی سردی پڑ رہی تھی۔ مگر وہ فوجیں لے کر پلٹا۔ اور نقفور کو مغلوب کر کے اس سے جزیہ وصول کیا۔

فریقین میں اسی طرح جنگ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ۱۸۹ھ میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ ۱۹۰ھ میں ہارون نے علاوہ رضاکاروں اور غیر ملازمین مجاہدوں کے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج لے کر رومیوں پر چڑھائی کی۔ ہرقلہ کو فتح کیا۔ وہاں عقبہ بن جعفر کو امیر مقرر کر کے خود آگے بڑھ کر طوانہ میں پہنچا۔ حمید بن معیوف کو جو سواحل شام کا امیر البحر تھا۔ قبرص کی طرف بھیجا اس نے وہاں قبضہ کیا۔ طوانہ میں رومیوں نے شکست کھائی۔ نقفور نے جزیہ پر صلح کی۔ اور پچاس ہزار دینار بھیجے جس میں خود اپنا جزیہ چار دینار اور اپنے بیٹے استبراق کا دو دینار شامل کیا تھا۔ اور اپنے دو بڑے لطریقوں

Marfat.com

کے ہاتھ ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ ہرقلہ جو فلاں شخص کی لڑکی میرے بیٹے سے منسوب تھی۔ اسلامی فوج کے مال غنیمت میں آگئی ہے اگر آپ از راہِ عنایت میری درخواست قبول فرما کر اس کو میرے بیٹے کے لئے دے دیں تو شکر گذاری کا باعث ہوگا۔

ہارون نے اس لونڈی کو طلب کیا وہ سامنے لائی گئی اس کو آراستہ کرا کے ہر قسم کے عروسانہ ساز و سامان کے ساتھ بطریقوں کے حوالہ کر دیا۔ اور اپنے قاصد کے ہاتھ عطریات اور تحفے بھی بھیجے۔ نقفور نے قاصد کو پچاس ہزار درہم دیئے اور انواع و اقسام کے تحفے۔ گھوڑے، شکاری کتے اور باز ہارون کے لئے بھیجے۔ فریقین میں یہ عہد نامہ ہوا کہ مسلمان صحلہ اور سنان کے قلعوں کو نہ توڑیں گے اور رومی ہرقلہ کو نہ آباد کریں گے اور ہر سال تین لاکھ دینار جزیہ دیتے رہیں گے۔ ہارون چونکہ جنگ و جہاد میں خود شریک ہوتا تھا۔ علاوہ بریں ہرثمہ بن اعین۔ عبداللہ بن مالک سعید بن مسلم بن قتیبہ اور محمد بن یزید وغیرہ بڑے بڑے شجاع سپہ سالار اس کی فوج میں تھے۔ اس وجہ سے اسلامی قوت ہمسایہ سلطنتوں کے اوپر بہت غالب تھی۔

مغربی روم

شارلمین بادشاہ فرانس نے لمبارڈیا پر قبضہ کر کے سیکسن قوم کو جو جرمنی میں رہتی تھی اور

بت پرست تھی، عیسائی بنا لیا تھا۔ پھر اس نے المانیہ اور اطالیہ کو بھی فتح کر لیا۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ مشرقی رومی ممالک کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں لا کر ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرے۔ اور خلافت اسلامیہ میں وہی دین عیسوی کا علم بردار اور زائرین قدس کا حامی تسلیم کیا جائے اسی کے ساتھ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یورپ میں بنی امیہ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روک دے۔ اس غرض کے لئے اس نے دربار بغداد سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہا۔ اور ہارون کے پاس سفیر بھیجے۔

بنی عباس چونکہ بنی امیہ کے دشمن تھے اس لئے ہارون نے گرمجوشی کے ساتھ ان سفیروں کا استقبال کیا۔ اور پھر اپنے سفیر بھی تحفے اور ہدیے دیکر فرانس بھیجے۔ شارلمین نے بھی ان کی تکریم و تعظیم کی اس طرح پر دونوں سلطنتوں میں دوستانہ مراسم قائم ہو گئے۔

شارلمین نے اس سے دو فائدے حاصل کئے۔ ایک تو یہ کہ اس کو ہارون کی دوستی کی وجہ سے اندلس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے اور ان کے مقابلہ میں ان کے دشمنوں اور مخالفوں کو آزادی کے ساتھ مدد دینے کا موقعہ ہاتھ آگیا دوسرے یہ کہ خلافت اسلامیہ کے نزدیک اس کا رتبہ شاہ لقفوز سے برتر ہو گیا۔

علاوہ بریں اس زمانہ میں یورپ میں رومیوں کے اوپر بربریوں

Marfat.com

کے تسلط کی وجہ سے علم کا چراغ بجھ چکا تھا اور ہر طرف جہالت کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور مسلمانوں کی حالت بغداد اور قرطبہ میں اس کے بالکل برعکس تھی اس لئے شارلمین نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کی دوستی سے وہ علمی فائدہ بھی حاصل کرے اور اپنی سلطنت کے قوانین کو دولت بغداد کے اصول پر ترتیب دے۔ اس نے ایک یہودی طبیب کو جس کا نام اسحاق تھا اور جس نے قرطبہ میں تعلیم پائی تھی ہارون کے دربار میں بھیجا وہ چار سال یہاں رہا۔ اس کے بعد واپس گیا ہارون نے اس کے ساتھ اور بھی تین شخص بھیجے اور شارلمین کے لئے تحفہ میں ایک گھڑی۔ ایک ارغنون ایک ہاتھی اور چند قیمتی پارچہ ان کے ساتھ دیکر فرانس کے شاہی دربار کے بہت سے لوگوں نے اس گھڑی کو جادو کا کوئی طلسم سمجھا۔ اور بعضوں نے یہ خیال کیا کہ اس میں کوئی جن ہے جو گھنٹی بجاتا ہے چنانچہ انھوں نے چاہا کہ اس کو توڑ ڈالیں لیکن شارلمین نے ان کو اس سے روکا۔

قرطبہ بغداد اور قرطبہ کے تعلقات باہمی نہایت بُرے اور افسوسناک تھے۔ ہارون بنی اُمیہ کو باغی اور دشمن سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے ان کو مٹانے اور فنا کرنے کا خواہش مند تھا۔ شارلمین کے ساتھ اس کے اتحاد اور دوستی کی وجہ بنی امیہ کی عداوت تھی لیکن ان کی طاقت اور شوکت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ کسی کے بس کی نہیں تھی۔ شارلمین نے بھی

سر ٹپک کر دیکھ لیا۔ اور ان کا کچھ نہ کر سکا۔

صفات ہارون

ہارون نہایت دیندار اور فرائض شرعیہ کا بڑا پابند تھا۔ علاوہ فرائض کے روزانہ سو رکعت نماز پڑھتا تھا اور اپنے خاص مال میں سے ایک ہزار درہم خیرات کرتا تھا۔ بیت المال سے جو عطیے دیتا تھا ان کا کچھ شمار نہیں ہو سکتا۔ خلفاء بنی عباس میں مامون کے سوائے اور کوئی اس قدر فیاض نہیں گزرا۔

حج سے بجز اس کے کہ جہاد میں مصروف ہو۔ کبھی غیر حاضر نہیں رہا اس نے اپنے عہد خلافت میں نو حج کئے۔ اور جب جب گیا اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہا کو مع ان کے اہل و عیال کے لے گیا جس سال حج میں نہیں جا سکتا تھا اس سال اپنے عوض میں تین سو آدمیوں کو بھیجتا تھا۔

وعظ کا اس کے اوپر بہت اثر ہوتا تھا اور اکثر علماء کے مواعظ سنا کرتا تھا۔ ابن سماک واعظ جب کبھی دربار میں آتے تھے۔ تو ان سے درخواست کرکے وعظ سنتا تھا۔ اس حالت میں اکثر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے بلکہ بعض اوقات روتے روتے غشی تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔

ایک بار ابن سماک دربار میں بیٹھے ہوئے تھے ہارون نے پینے کے لئے پانی مانگا جب پیالہ ہاتھ میں لیا تو ابن سماک نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ سچ سچ بتاؤ کہ یہ پانی تم سے روک لیا جائے تو کس قیمت پر اس کو خریدو گے۔ اس نے

Marfat.com

کہا کہ سارا ملک دیکر۔ پھر جب پی چکا تو ابن سماک نے کہا کہ یہ پانی اگر تمہارے بدن میں رک جائے تو اس کو نکالنے کے لئے کیا خرچ کرسکو گے اس نے کہا کل سلطنت۔ انھوں نے کہا جس سلطنت کی قیمت ایک جرعۂ آب سے بھی کم ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس کے پیچھے ایک قطرہ بھی خون ناحق بہایا جائے یہ سنکر ہارون بہت رویا۔

جہاد فی سبیل اللہ کا اس کو بہت شوق تھا فوجوں کے ساتھ خود جاتا تھا۔ بلکہ اکثر آگے رہتا تھا۔ اس کے اخلاق میں شجاعت کا وصف ممتاز تھا۔ حیا اور مروت بھی اس میں بہت تھی۔ لیکن اس کا جوش غضب بھی بہت سخت تھا۔ اور اس حالت میں کوئی اس کے سامنے جانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ دشمن جب اس کے قابو میں پڑتا تھا تو جلد سے جلد اس کو سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اور بہت کم حالتوں میں معاف کرتا تھا۔ اس خاص صفت میں اس کا بیٹا مامون اس سے فوقیت لے گیا کیونکہ اس میں حلم اس سے زیادہ تھا۔

ہارون اپنے دادا منصور کے قدم بہ قدم تھا۔ لیکن جود و بخشش میں اس کا پیرو نہیں تھا۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر بڑے بڑے انعام دیتا تھا۔ خاص کر اپنی مدح شعراء سے نہایت گراں قیمت پر خرید تا تھا۔ راگ کا بھی شائق تھا اس کے زمانہ میں موسیقی کے بازار نے بہت

رونق پائی۔ اسحٰق موصلی وغیرہ بڑے بڑے نامور مغنی اس کے دربار میں جمع تھے۔
نبیذ جس کو علمائے عراق نے حلال کر دیا تھا پیتا تھا۔

ہارون اپنے ان صفات کی وجہ سے ممتاز اور نامور خلفائے اسلام میں ہے۔ لیکن اس کے اندر یہ عیب بہت بڑا تھا کہ وہ متلون المزاج اور وہمی تھا۔ اور ہر قسم کی شکایتیں سنتا تھا۔ جس کی وجہ سے فریب کاروں اور خود غرضوں کو موقع مل گیا۔ انھوں نے غمازی کا دروازہ کھول دیا۔ اور بہترین امراء، وزراء اور سلطنت کے کارپردازوں کو اپنی سازشوں کا شکار بنایا۔

وفات رافع بن لیث کی خراسان میں بغاوت کا حال سنکر ۱۹۲ھ میں ہارون نے اپنے بیٹے محمد امین کو بغداد میں اپنا قائم مقام بنایا۔ اور مامون کو اپنے ساتھ لے کر ایک جرار فوج کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ طوس میں پہنچکر بیمار ہوا اور وہیں ۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ مطابق ۲۴ مارچ ۸۰۹ء کو رات کے وقت انتقال کر گیا اسکے بیٹے صالح نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ قبر طوس میں ہے مدت خلافت ۲۳ سال ۲ ماہ ۱۸ روز رہی۔

اولاد چار بیٹیاں اور ۱۲ بیٹے چھوڑے۔ بیٹوں کی تفصیل یہ ہے کہ محمد امین زبیدہ کے بطن سے علی لعنۃ العزیز کے شکم سے جو موسیٰ ہادی کی ام ولد تھی اور عبد اللہ المامون قاسم موتمن، محمد معتصم، صالح، محمد ابو عیسیٰ، محمد ابو یعقوب، محمد ابو العباس، محمد ابو سلیمان، محمد ابو علی، محمد ابو احمد مختلف امہات الولد سے۔

(۶) امین

محمد امین ابن ہارون الرشید۔ اس کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور تھی۔ امین باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی ہے اور یہ وہ خاندانی خصوصیت ہے کہ سوائے حضرت علی اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے اور کسی خلیفہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

اس کی ولادت ۱۷۰ھ میں ہوئی تھی ہارون نے ۱۷۵ھ میں اس کی ولایت عہد کا فرمان لکھا۔ ۱۹۲ھ میں جب وہ خراسان کی طرف گیا تو اس کو بغداد میں اپنا قائم مقام کر گیا۔ طوس میں پہنچکر اس نے وفات پائی۔ وہیں امرائے فوج نے امین کی خلافت کی بیعت لی۔ جب بغداد میں خبر آئی تو یہاں بیعت عام لی گئی۔

احوال داخلیہ

ہارون نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین۔ عبد اللہ المامون اور قاسم موتمن کو یکے بعد دیگرے

Marfat.com

ولیعہد بنایا تھا۔ اور کل سلطنت کو ان تینوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ طوس میں جب وہ بستر مرگ پر تھا اور مامون اس سے آگے بڑھکر مرو میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے پھر امراء فوج اور وزراء بالخصوص وزیر اعظم فضل بن ربیع کو بلاکر فرمان ولیعہدی کی تجدید کی۔ اور سب سے اس بات پر عہد لیا کہ یہ فوج مامون کی ہے اس کو معہ جملہ ساز و سامان کے اسی کے پاس مرو میں پہنچنا چاہیئے۔

لیکن مامون چونکہ جعفر برمکی کا تربیت کردہ اور اسی کی کوشش سے ولیعہد ہوا تھا اس لئے اس کی طبیعت میں فضل بن ربیع کی طرف سے جس نے برمکی خاندان کو تباہ کرادیا تھا۔ کدورت تھی۔ ہارون جب انتقال کر گیا تو فضل نے جو امین کے طرفداروں میں سے تھا امراء فوج کو جمع کر کے کہا کہ ہم مامون کے پاس جاکر کیا کریں گے۔ ہم کو خلیفہ امین کے پاس چلنا چاہئے۔ وہ جیسا حکم دیں گے اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اہل فوج کو وطن اور گھر کے اشتیاق کی وجہ سے یہ رائے پسند آئی ہارون کی وصیت اور اس کے عہد کو پس پشت ڈالا اور بغداد کی جانب کوچ کیا۔

مامون کو مرو میں جب ان حالات کا علم ہوا۔ تو اس نے امراء سے مشورہ لیا کہ ایسی حالت میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے اکثر لوگوں نے یہ رائے دی کہ آپ خود دو ہزار سواروں کو لیکر جایئے اور اس فوج کو واپس لایئے

Marfat.com

لیکن فضل بن سہل نے جو اس کے دربار میں سب سے زیادہ قدر اور مرتبہ رکھتا تھا۔ کہا کہ یہ رائے درست نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کسی معتبر اور زبان آور شخص کو خط دیکر بھیجیں جو ان کو خلیفہ سابق کا عہد یاد دلا کر سمجھائے اور واپس لائے مامون نے خط اور قاصد بھیجا وہ نیشاپور میں اس فوج سے آکر ملا لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور فضل بن ربیع سب کو ساتھ لئے ہوئے بغداد چلا گیا۔

مامون اپنی اس قوت کے نکل جانے اور فضل کی اس مخالفت کی وجہ سے بہت مایوس اور غمگین ہوا لیکن فضل بن سہل نے اس کی ہمت کو قوی کیا اور کہا کہ ہم یہاں سب سامان کر لیں گے۔ مامون نے تمام کاروبار اسی کے متعلق کر دیا۔

ابن سہل کے مشورہ سے مامون نے سب سے پہلے مرو کے فقہاء اور قضاۃ کو بلایا۔ اور ان کو حکم دیا کہ انصاف کے ساتھ بلا رورعایت رعایا کے معاملات اور مقدمات کو طے کیا کریں۔ ان میں بیٹھیں۔ سب کے حق کا خیال رکھیں اور احیائے سنت کریں۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ جمہور پر اثر پڑے اور ان کی ہمدردی حاصل ہو جائے۔

مامون نے شاہی فوج کے چلے جانے پر بھی امین کے پاس سلسلہ خطوط اور ہدیے بھیجنے شروع کیے اور کسی قسم کے غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا۔

Marfat.com

تاکہ اس کے دل میں مخالفت کا شک پیدا نہ ہو۔ امین بھی اس سے خوش تھا۔
فضل بن ربیع کو اپنی اس کارروائی کی وجہ سے یہ خطرہ ہو گیا تھا کہ اگر خلافت کسی دن مامون کے ہاتھ میں آگئی تو میرا کہیں ٹھکانہ نہ رہے گا اس لئے اس نے یہ کوشش شروع کی کہ امین۔ مامون اور موتمن دونوں کو ولیعہدی سے نکال کر اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد کر دے۔ ہر چند امین کی یہ مرضی نہیں تھی اور وہ چاہتا تھا کہ باپ کے عہد کو پورا کرے لیکن فضل اور اس کی جماعت کی کوشش سے جس میں زبیدہ بھی شریک تھی وہ اس بات پر راضی ہو گیا پہلے اس نے موتمن کو اس ولایت سے معزول کر کے جس پر اس کو ہارون مقرر کر گیا تھا۔ بغداد میں بلایا۔ پھر خراسان میں مامون کے بعد عباس بن موسیٰ بن عیسےٰ کو ایک وفد کے ساتھ بھیجا کہ وہ ولیعہدی میں موسیٰ بن امین کی تقدیم پر راضی ہو جائے مامون نے انکار کیا اور عباس مذکور کو امیدیں دلا کر اپنا طرفدار بنا لیا۔ چنانچہ بغداد میں آنے کے بعد وہ یہاں کی کل خبریں مامون کو مخفی طور پر بھیجا کرتا تھا۔ اور اس کو مشورے بھی دیا کرتا تھا۔
امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنا دیا اور تمام صوبوں میں فرمان بھیج دیا کہ منبروں پر خلیفہ کے نام کے بعد اسی کا نام لیا جایا کرے۔ اور مامون اور موتمن کے نام خطبوں سے خارج کر دیئے جائیں۔ حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ کو بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی

Marfat.com

کی بیعت لی۔ اور وہ عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کر خانۂ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے۔

مامون کو جب یہ خبریں ملیں۔ تو اس نے مقابلہ کی تیاری شروع کی اور خراسان کے ان تمام راستوں پر جو مغرب سے آتے تھے ناکہ بندی کے لئے محافظ متعین کر دیئے جو کسی مسافر یا تاجر کو بلا تفتیش گزرنے نہیں دیتے تھے تاکہ یہاں کی کسی قسم کی خبر دار الخلافہ نہ پہنچے۔ اور نہ وہاں کے امراء کی کوئی سازش یہاں پھیل سکے۔ چنانچہ فضل بن ربیع نے جتنے خطوط اور قاصد خراسان روانہ کئے سب واپس کئے اور اس کی کسی قسم کی کارروائی مامون کے خلاف وہاں نہیں چل سکی۔

مامون نے ایک لشکر گراں اپنے غلام طاہر بن حسین کی قیادت میں مرو سے رے کی طرف روانہ کیا اس نے وہاں پہنچکر ہر طرف طلائے اور جاسوس بھیجے۔

بغداد میں فضل بن ربیع نے مامون کے مقابلہ کے لئے چالیس ہزار فوج تیار کی علی بن عیسےٰ بن ماہان کو جبل۔ نہاوند۔ ہمدان، قم اور اصفہان کی ولایت کا فرمان دیکر اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اور وسط جمادی الثانی ۱۹۵ھ میں اس کو روانہ کیا۔ زبیدہ خاتون کے مشورہ سے چاندی کی ایک زنجیر بھی اس کو دی۔ کہ اس میں مقید کر کے مامون کو لانا۔

Marfat.com

علی بن عیسےٰ پہلے خراسان کا امیر رہ چکا تھا اور اس کے مظالم کی داستانیں وہاں مشہور تھیں اہل خراسان نے جو طاہر کے ساتھ تھے جب یہ سنا کہ وہ اسی ولایت کا ظالم ہے کر ہم سے لڑنے کے لئے آ رہا ہے تو اس کی آتش حمیت بھڑک اٹھی ۔ نہایت جوش کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ مامون جیسے عادل امیر کے ہوتے ہوئے ہم اس ظالم کو کبھی یہاں آنے نہیں دیں گے ۔

مغرور علی بن عیسےٰ نے جب سنا کہ مامون کی فوجوں کو طاہر لے کر آیا ہے تو بہت ہنسا اور کہا کہ طاہر کو کیا خبر کہ جنگ کیا چیز ہے ۔ غلام اور لشکر کشی دیکھنا جب ہمدان سے آگے بڑھیں گے وہ ہمارے آنے کی خبر سنکر اس طرح بھاگ جائے گا جس طرح لومڑی شیر سے بھاگتی ہے اور اگر رہ گیا تو پہلی تلوار اسی پر پڑے گی ۔

جب رے کے متصل پہنچ گیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ اب ہم دشمن کے قریب ہیں بہتر یہ ہے کہ طلائے ادھر ادھر بھیجے جائیں ۔ جاسوس متعین کر دیئے جائیں اور کوئی مقام تلاش کریں جو فوج کے قیام کے لئے موزوں ہو اس کے گرد خندق کھود کر اس کو محفوظ بنا لیں ۔ تاکہ فوج اطمینان کے ساتھ وہاں ٹھہر سکے ۔

علی بن عیسےٰ نے کہا کہ یہ سب سامان سپہ سالاروں کے مقابلہ میں

Marfat.com

کئے جاتے ہیں۔ طاہر کے لئے ان میں سے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ ہمارے خوف سے یا تو بھاگ جائے گا یا قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے گا۔ پھر ہم البلا سخت محاصرہ کریں گے کہ خود وہیں کے لوگ اس کا کام تمام کر دیں گے۔ ہم کو تکلیف کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑے گی۔

یحییٰ بن علی کی فوج نے کہا کہ دشمن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اگر جنگی اصول پر فوج کی حفاظت کا سامان نہ کیا گیا تو مجھے شب خون کا ڈر ہے بیشتر ایک چنگاری سے شعلے بھڑکتے ہیں اور ایک رخنہ سے سیلاب آجاتا ہے طاہر کو اگر بھاگنا ہوتا تو اب تک وہ یہاں پڑا نہ رہتا۔

علی نے کہا کہ طاہر جیسے لوگ ہمارا کیا کر سکتے ہیں ایسے غلاموں سے ہم نہیں ڈرتے۔

ادھر طاہر امرائے فوج کے متفقہ مشورہ سے اپنا لشکر لے کر رے سے نکلا اور پانچ میل فاصلہ پر قیام کیا وہاں اس نے اس کو مرتب کیا ایک ایک دستہ کے ساز و سامان کو دیکھا۔ اور سب کو ٹھیک کیا۔

فریقین کا جب مقابلہ ہوا تو پہلے طاہر کے میمنہ نے شکست کھائی۔ اس نے اس کو قلب کی طرف ہٹا لیا۔ پھر میسرہ کے قدم بھی اکھڑنے لگے یہ دیکھ کر اس نے بغدادیوں کے قلب پر بے جگری کے ساتھ حملہ کیا۔ اور توڑ دیا۔ جتنے علم تھے سب چھین لئے۔ علی بن عیسےٰ تیر کے زخم سے ہلاک

Marfat.com

ہوا۔ اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔

طاہر نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص اپنے ہتھیار رکھدے اس کو امان ہے بغدادیوں نے ہتھیار رکھدیئے اور گھوڑے سے اتر پڑے طاہر رے میں آگیا اور مرو میں فتحنامہ بھیجا کہ۔

بغداد کی فوج میری ماتحتی میں ہے اور علی بن عیسٰی کا سر میرے سامنے ہے۔

یہ خط جس وقت فضل بن سہل کو ملا۔ اسی وقت پہنچکر اس نے مامون کو خوش خبری دی۔ اور خلافت کا سلام کیا۔ پھر طاہر کی مدد کے لئے اور فوجیں روانہ کیں۔

بغداد میں خلاف توقع جب اس شکست کی اطلاع پہنچی تو دربار میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ فضل بن ربیع نے بیس ہزار فوج عبدالرحمٰن بن جبلہ انبادی کی ماتحتی میں طاہر کے مقابلہ کے لئے بھیجی۔ ہمدان کے متصل معرکہ پیش آیا۔ عبدالرحمن شکست کھا کر قلعہ گیر ہو گیا جب فوج کی حالت کچھ ٹھیک ہو گئی تو پھر نکلکر میدان میں آیا۔ لیکن دوبارہ شکست کھائی مجبوراً طاہر سے امان مانگی اس نے منظور کر لی۔

اب فضل بن ربیع خوفزدہ ہو گیا لیکن پھر کوشش کر کے اس نے بیس ہزار سپاہی احمد بن مزید کی سرکردگی میں بھیجے اس کے بعد بیس ہزار اور

Marfat.com

عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کی ماتحتی میں اس کی کمک کے لئے روانہ کئے
یہ دونوں فوجیں حلوان کے متصل خانقین میں تھوڑے تھوڑے فاصلے
خیمہ زن ہوئیں۔ طاہر کے جاسوس بھی ان میں جاکر مل گئے اور کچھ اس طرح کی
تدبیریں کیں جن کی وجہ سے یہ دونوں فوجیں خود آپس میں لڑیں اور طاہر
کا مقابلہ کئے بغیر بغداد کو واپس چلی گئیں۔

مامون نے طاہر کی جگہ پر حلوان میں ہرثمہ بن اعین کو متعین کیا اور
طاہر کو لکھا کہ تم اپنی فوجیں لئے ہوئے اہواز کی طرف چلے جاؤ۔ تاکہ بغداد پر دو
طرف سے حملہ ہو سکے۔ اس حکم کے مطابق طاہر اہواز کی طرف بڑھا وہاں کے
عامل محمد بن یزید مہلبی نے لشکر صف آرائی کی۔ لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ طاہر
نے وہاں قبضہ کیا۔ اور فارس سے لیکر یمامہ اور بحرین تک اپنے عمال مقرر کئے
طاہر کی طاقت اور شوکت اس قدر بڑھ گئی تھی اور فتوحات کی وجہ
اس کا نام ایسا ہیبت ناک ہو گیا تھا کہ جس طرف وہ رخ کرتا تھا امراء اور
خلافت اس کا نام سنتے ہی اس جگہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے چنانچہ جب وہ
اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوا تو وہاں کے امیر نے بھاگنے کی تیاری کی
کسی نے کہا کہ آپ کو بھاگنا نہیں چاہیئے۔ اس نے کہا کہ جانتے ہو کون آر
ہے! طاہر!!! اس سے بھاگنے میں کوئی عار نہیں ہے۔
طاہر نے واسط سے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف بھیجا۔ وہاں کے

Marfat.com

امیر عباس بن موسیٰ ہادی نے امین کی بیعت کو فسخ کر کے مامون کی خلافت کو تسلیم کر لیا نیز منصور بن مہدی اور امیر بصرہ نے بھی یہی کیا۔ یہ سب واقعات ۱۹۶ھ میں ہوئے۔

امین کی طرف سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسےٰ تھا جب امین نے وہاں سے مامون اور موتمن کے ولیعہدی کے فرمان کو منگا کر پھاڑ ڈالا تو داؤد نے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش۔ علما و فقہا۔ اور حجاب کعبہ کو جمع کر کے کہا کہ ہارون الرشید نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت کے حفاظت کے لئے رکھا تھا اور اس پر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا تھا کہ اگر اس کی خلاف ورزی ہو تو تم لوگ مظلوم کا ساتھ دینا۔ لہذا امین نے چونکہ ظلم کیا اور عہد شکنی کی اس لئے ہم لوگوں کو مامون کا ساتھ دینا چاہیئے۔ حاضرین نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور امین کو خلافت سے معزول کر کے مامون کی خلافت پر بیعت کی۔ اہل مدینہ نے بھی یہی کیا۔ اس کے بعد داؤد حجاز سے مرو میں جا کر مامون سے ملا۔ اور اس کو یہ کیفیت سنائی اس نے ان متبرک مقامات کی بیعت کو اپنے لئے فال نیک سمجھا اور خوش ہوا داؤد کو بدستور وہاں کی امارت کا فرمان دیکر رخصت کیا۔ اور اہل حرمین کے نام خط لکھکر دیا جس میں ان کو بہت کچھ بہتری کی امید دلائی راستہ میں داؤد طاہر سے بھی ملا۔ اس نے یزید بن جریر قسری کو یمن کا امیر مقرر کر کے اس کے ساتھ

Marfat.com

کر دیا۔ وہ جس وقت یمن میں پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے بھی مامون کی خلافت پر بیعت کر لی۔

بغداد میں اس اثنا میں یہ واقعہ ہوا کہ امین نے عبدالملک بن صالح کو جس کو ہارون قید میں چھوڑ گیا تھا۔ رہا کیا۔ اور اس سے یہ خواہش کی کہ وہ جن فوجوں کا سپہ سالار تھا ان کو لیکر میری امداد کیے اس کے پاس جس وقت فوجوں کا اجتماع ہوا اس وقت شامیوں اور ان خراسانیوں میں جو اس میں شامل تھے قومی عصبیت پر جھگڑا ہو گیا اس وجہ سے اہل شام اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنے ملک کی طرف چلے گئے۔ عجمی فوج کا سرغنہ حسین بن علی بن عیسیٰ تھا۔ وہ ان کو لے کر بغداد میں آیا۔ اور ۱۱ رجب ۱۹۶ھ کو وہاں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کا اعلان کر کے قصر خلافت میں جا کر اس کو گرفتار کر لیا۔

محمد بن ابی خالد نے اہل بغداد سے کہا کہ حسین کہاں سے ہمارا امیر ہو گیا اور اس کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ خلیفہ کو معزول کر دے چنانچہ رؤسا اور امرا اور خاص کر اسد حربی نے امین کو قید سے چھڑا کر پھر تخت پر بٹھلایا۔ اور حسین کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لے گئے۔ خلیفہ نے اس کو ملامت کی اور کہا کہ میں نے تمہارے باپ اور خود تمہارے اوپر جو احسانات کیے ہیں کیا ان کا بدلہ یہی تھا۔ اس کے بعد اس کے قصور کو معاف کر دیا لیکن اس سے

کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ حسین نے پھر بغداد سے بھاگنے کی کوشش کی لوگوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور قتل کر ڈالا۔

ادھر تو یہ شورشیں تھیں ادھر مامون کی فوج نہایت مطمئن اور ساز و سامان سے درست تھی۔ طاہر اور ہرثمہ دونوں نے پوری تیاری کر کے دونوں سمت سے آ کر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ طاہر خود باب انبار کے سامنے بستان میں اترا ہرثمہ کو نہر بین پر متعین کیا۔ عبداللہ بن وضاح کو شماسیہ کی طرف اور حسیب بن زبیر کو قصر کلواذی کی جانب ہر سمت سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب کرائے اور شہر پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہو گئیں۔ اور اہل شہر شدت محاصرہ سے تنگ آ گئے۔

امین کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ اس نے اپنے آرائشی ساز و سامان سونے چاندی کے برتن یہاں تک کہ تمام جواہرات اور زیورات بیچ کر فوج کے مصارف میں لگا دیئے۔ اپنی امداد کے لئے شہر کے اوباشوں کو جمع کیا اور قید خانوں سے قیدیوں کو نکالا لیکن ان سے بغداد والوں پر جو مصیبت نازل ہوئی وہ محاصرہ کی مصیبت سے کہیں زائد تھی۔ کیونکہ ان لوگوں نے قوت پا کر علانیہ لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی۔

امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کر لیا۔ لیکن طاہر کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے امان مسترد کر دی امین

Marfat.com

نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہنچکر اس کی حمایت میں آجائے۔ ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا۔ چنانچہ وہ اس کے لینے کے لئے قصر خلافت کے قریب کشتی میں بیٹھکر رات کو گیا لیکن طاہر اس سازش سے غافل نہیں تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیج دیئے۔ امین جس وقت قصر سے نکلکر کشتی میں سوار ہوا۔ ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے۔ یہاں تک کہ وہ کشتی ڈوب گئی۔ ہرثمہ کو اس کے ساتھیوں نے نکالا۔ امین پانی میں تیرنے لگا۔ اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اس کے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ میں ہوا۔

طاہر نے مامون کو فتحنامہ لکھا۔ اور بغداد کی پوری کیفیت سے اس کو مطلع کیا نیز وہ وجوہات بھی لکھے جن کی بنا پر امین کا قتل ناگزیر تھا۔

جمعہ کے دن طاہر بغداد میں داخل ہوا۔ نماز پڑھائی۔ خطبہ میں اہل بغداد کو امان عام دی اور اطمینان دلایا پھر تاکید کی کہ وہ فتنہ اور فساد سے باز رہیں اور سرکشی نہ کریں۔

اس طرح پر اس عظیم الشان فتنہ کے پہلے حصہ کا خاتمہ ہوا جس میں بلا کسی فائدہ کے امت کے بہت سے افراد غارت اور برباد ہو گئے۔

اس تفریق اور خونریزی کی ذمہ داری سب سے پہلے ہارون الرشید پر اور پھر اس کے بعد وزیر فضل بن ربیع کی گردن پر ہے۔

ہارون نے پہلی غلطی یہ کی اپنے بعد امین کو ولیعہد بنایا۔ جو عقل علم نیز سن میں بھی مامون سے کم تھا۔ مامون کے مقابلہ میں اس میں کوئی خصوصیت بجز اس کے نہیں تھی کہ وہ زبیدہ کے شکم سے تھا۔ جو ملکہ تھی اور یہ اگر ترجیح کا سبب ہو سکتا ہے تو صرف نادانوں اور خواہش پرستوں کے نزدیک نہ کہ عقلا کی نظر میں۔

پھر جب اس کو اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو اس نے اس کا تدارک یہ کیا کہ امین کے بعد مامون کو بھی ولیعہد کر دیا۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ہر قسم کے امتیازات عطا کر دیے اور خراسان کا مستقل فرماں روا بنا دیا اور یہ نہیں خیال کیا کہ جس قدر امتیازات زیادہ ہوں گے اسی قدر مشکلات اور اسباب فساد میں زیادتی ہوگی۔ امین اور مامون میں باہم منافست قائم تھی اور ہر ایک کے پاس ایک ہم خیال جماعت اور ایک فوجی قوت بھی تھی۔ مبصرین ہارون کی زندگی ہی میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس کی موت کے بعد ان دونوں بھائیوں میں صفائی نہیں رہ سکتی۔

ہارون سے تیسری غلطی یہ ہوئی کہ اس نے اپنے تیسرے بیٹے موتمن کو بھی مامون کے بعد ولیعہد بنایا۔ اور اس کو جزیرہ و آرمینیہ میں وہی سارے امتیازات عطا کیے جو مامون کو خراسان میں بخشے تھے۔ خلیفہ ہو جانے

Marfat.com

کے بعد امین کو جس امر نے سب سے زیادہ نقض عہد پر آمادہ کیا وہ یہی تھا۔ کہ اس نے دیکھا کہ اس کے دونوں بازو کٹے ہوئے ہیں اور اسلامی ممالک کے دو عظیم الشان حصوں میں جو سب سے بڑے فوجی مرکز ہیں اس کا کوئی اقتدار نہیں۔

چوتھی غلطی ہارون کی یہ ہے کہ اس نے اپنے وزیر فضل بن ربیع کو مطلق نہیں پہچانا اور اس کی باتوں پر اعتماد کیا۔ حالانکہ یہ شخص غماز۔ حاسد اور فتنہ پرداز تھا۔ اسی کی سازشوں سے برامکہ برباد ہوئے اور خلافت ان کی مدبرانہ خدمات سے محروم ہوئی پھر امین کے زمانہ میں بھی یہ اپنی عادت سے باز نہ آیا۔ اور اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر کے مامون اور موتمن کو ولیعہدی سے معزول کرایا۔ اور جب فتنہ بڑھ گیا اور بغداد کا محاصرہ ہوا تو آخری وقت میں اس کی کچھ بھی مدد نہ کی اور روپوش ہو گیا۔

ان سب وجوہات کے علاوہ خلفائے عباسیہ کی روایات بھی عہد شکنی میں بے اثر نہ تھیں۔ ان میں سے جو شخص بھی خلیفہ ہو گیا اس نے اپنے بھائیوں کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنانا چاہا۔ خود ہارون کو یہ تلخ تجربہ ہو چکا تھا کہ ہادی اس کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ ہارون کو کچھ خاص امتیازات بھی حاصل نہ تھے ایسی حالت میں پختہ سے پختہ عہد کر کے اس کو خانہ کعبہ میں امانت رکھ کے اور اہل حرم اور اللہ اور رسول کو گواہ کر کے بھی اس کو مطمئن نہیں ہونا

Marfat.com

چاہیئے تھا اور گزشتہ واقعات سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔

صفات امین

امین جس وقت خلیفہ ہوا اپنے عیش کے سامان میں مصروف ہو گیا۔ لہو ولعب غنا اور نبیذ یہی اس کی دلچسپی کی چیزیں تھیں۔ اطراف ملک سے اسی تماش کے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ہمنشینوں میں شامل کیا۔ اور ان کی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں خزانہ کے جواہر لونڈیوں اور خواجہ سراؤں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے نئے نئے قصور اور محلات تعمیر کرائے جابجا سے طرح طرح کے جانور اور پرند منگائے ہاتھی۔ گھوڑے۔ عقاب اور سانپ کی صورت کی پانچ کشتیاں بنوائیں کہ ان کے اوپر سوار ہو کر دجلہ میں تفریح کرے

ان مشاغل میں خلافت کا کام بالکل چھوڑ دیا۔ دربار میں آنا بھی بند کر دیا۔ پھر فضل بن ربیع وغیرہ کے اغوا سے عہد ولایت کو خانہ کعبہ سے منگوا کر چاک کر ڈالا۔ اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنایا۔ عہد اور کعبہ کی اس بے حرمتی کو دیکھکر جمہور اس سے برگشتہ ہو گئے اور اکثروں نے مامون کا ساتھ دیا۔

امین اور نیز فضل بن ربیع نے اپنے آپ کو ان دشوار گزار راستوں میں ڈال دینے کے بعد بھی دانشمندی اور دور اندیشی سے کام نہیں لیا۔ اور مامون کے مقابلہ کے لئے علی بن عیسٰے کو بھیجا جس کے مظالم کی وجہ

سے اہل خراسان پہلے ہی سے اس کے دشمن تھے چنانچہ انھوں نے نہایت جوش کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس پر غالب آئے۔

پھر محاصرہ بغداد کے زمانہ میں قیدیوں اور اوباشوں سے مدد لے کر اپنی نادانی کا پورا ثبوت دیدیا۔ اس شورش اور خلفشار کے زمانہ میں بھی امین برابر اپنے لہو ولعب میں مشغول رہا۔ بخلاف اس کے مرو میں مامون کی محفل میں علماء اور فقہاء اور ارباب عقل کا مجمع رہتا تھا۔ اور وہ ان سے ہر قسم کے سیاسی اور علمی امور میں گفتگو کرتا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ جمہور اس کے اسی قدر گرویدہ ہو گئے جس قدر کہ امین سے متنفر تھے۔ حالانکہ امین اس خصوصیت میں تمام خلفاء عباسیہ میں ممتاز تھا کہ باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عزت اور مقبولیت کا دارومدار انسان کے عمل پر ہے نہ کہ نسب پر۔

امین کی مدت خلافت تین سال آٹھ مہینے رہی۔

Marfat.com

(۷) مامون

عبداللہ المامون بن ہارون الرشید اس کی والدہ جس کا نام مراجل تھا۔ ام ولد تھی۔

مامون کی ولادت ۱۷۰ھ میں اسی دن ہوئی جس دن ہارون خلیفہ ہوا۔ جب اس کا سن تیرہ سال کا ہوا تو اس نے امین کے بعد اس کی ولیعہدی کا فرمان لکھا اور خراسان کا اس کو مستقل امیر بنادیا۔ جعفر بن یحییٰ برمکی اس کا اتالیق اور کارپرداز تھا۔

ہارون کی وفات کے بعد امین نے خلیفہ ہو کر اپنے بیٹے موسیٰ کو اس کے اوپر ولیعہدی میں مقدم کرنا چاہا۔ مامون نے اس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں وہ خونریز لڑائیاں پیش آئیں جن کی مفصل کیفیت ہم امین کے حال میں لکھ چکے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۸۱۳ء کو امین بغداد میں مقتول ہوا۔ اور مامون کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ مامون مرو میں تھا۔

Marfat.com

اس کا وزیر فضل بن سہل جو عجمی نژاد تھا بوجہ اپنے اس کارنامے کے اس کے اوپر حاوی ہوگیا اور یہ چاہا کہ بجائے بغداد کے مرو کو دارالخلافہ بنا کر مامون کو وہیں اپنے قبضہ میں رکھے اور امور خلافت کو اپنے ہاتھ سے نکلنے نہ دے لیکن طاہر اور ہرثمہ جیسے زبردست سپہ سالاروں کے عراق میں موجود ہوتے ہوئے جو مامون کے حقیقی خیر خواہ تھے فضل کی یہ آرزو پوری نہیں ہو سکتی تھی اس لئے مامون کی طرف سے دو فرمان بھیجے پہلا فرمان طاہر کے نام تھا کہ تم کو موصل اور جزیرہ کی ولایت دی جاتی ہے۔ تم رقہ میں پہنچکر نصر بن شبث کا مقابلہ کرو۔ اور ان ممالک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لو طاہر کو اس حکم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لئے وہ بغداد کو چھوڑ کر رقہ کی طرف چلا گیا۔ اس کی بجائے فضل بن سہل نے اپنے حقیقی بھائی حسن بن سہل کو جبال۔ فارس۔ اہواز۔ بصرہ۔ کوفہ۔ حجاز۔ اور یمن کا والی عام مقرر کر کے بھیج دیا۔

دوسرا فرمان ہرثمہ کے نام تھا کہ تم خراسان میں آؤ وہ حسب الحکم بغداد کو چھوڑ کر مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔

شورش عراق اہل عراق ہمیشہ سے قوت کے غلام رہے ہیں امین اور مامون کی باہمی کشمکش میں وہاں جو خلفشار پیدا ہو گیا تھا اس کے بعد یہ ضروری تھا کہ طاہر اور ہرثمہ کچھ دنوں کے لئے

Marfat.com

وہاں رہتے۔ تاکہ سکون واطمینان پیدا ہو جاتا۔ لیکن دفعتاً ان دونوں کی روانگی سے پھر وہاں اضطراب پیدا ہو گیا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ عام طور پر یہ بات مشہور ہو گئی کہ فضل نے خلیفہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اس کو کسی سے یہاں تک کہ شاہی خاندان کے لوگوں سے بھی ملنے نہیں دیتا اور امور خلافت کو اپنی خواہش کے مطابق خود طے کرتا ہے اس بنیاد پر اعیان بنی عباس اور روسا عراق فضل کے دشمن ہو گئے۔ اور انھوں نے اس کے بھائی حسن بن سہل کی بھی جو وہاں کا امیر ہو کر گیا تھا۔ مخالفت کی۔

علویہ

حضرت علی کی اولاد اس موقع کو دیکھکر جابجا شورش پر آمادہ ہو گئی پہلا فتنہ یہ اٹھا کہ کوفہ میں محمد بن ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے جو ابن طبا طبا کے نام سے مشہور تھے ایک جماعت کے ساتھ اپنی امامت کا اعلان کیا۔ ان کی حمایت کے لئے ایک نامور شخص ابوالسرایا بن منصور شیبانی جو ہرثمہ بن اعین کے ساتھیوں میں سے تھا کھڑا ہو گیا۔ محمد نے کوفہ کے عامل سلیمان بن ابی جعفر المنصور کو نکال کر وہاں اپنا تسلط جمایا۔ حسن بن سہل نے زہیر بن مسیب کے ساتھ دس ہزار فوج بھیجی ابوالسرایا نے اس کو شکست دیدی اور اس کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا۔

اس فتح کے دوسرے دن یکم رجب سنہ ۱۹۹ھ کو ابن طبا طبا اچانک انتقال کر گئے ابوالسرایا نے ان کی جگہ پر محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو

Marfat.com

جو نہایت کمسن تھے امام بنالیا اور سارے کام خود کرنے لگا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروروذی کی ماتحتی میں پھر چار ہزار فوج بھیجی۔ ۱۷ رجب کو ابوالسرایا سے مقابلہ ہوا۔ اس نے اس میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ اب اس کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اور علوی جا بجا پھیل گئے۔ اور انھوں نے غلبہ حاصل کرلیا۔

ابوالسرایا نے امامت کے استقلال کے سامان فراہم کرنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ اس نے کوفہ میں ٹکسال بھی قائم کردی۔

حسن بن سہل نے جب دیکھا کہ اس کے جو سردار فوج لے کر جاتے ہیں وہ شکست کھا جاتے ہیں تو اس نے مجبوراً ہرثمہ کے پاس جو خراسان کی طرف روانہ ہوچکا تھا قاصد بھیجا کہ واپس آؤ بلا تمہارے یہ مہم سر نہیں ہوسکتی۔ وہ چونکہ فضل اور حسن دونوں بھائیوں سے رنجیدہ تھا اور مامون کو اس حقیقت سے مطلع کرنے کے لئے جارہا تھا کہ انھیں دونوں کا امور خلافت پر غلبہ ان شورشوں کا اصلی باعث ہے اس لئے واپسی سے انکار کیا۔ حسن نے دوبارہ قاصد بھیجا۔ اور نہایت منت سماجت کی کہ جس طرح تم ہوسکے آؤ ورنہ بنی عباس کے ہاتھ سے خلافت نکل جانے کا خطرہ ہے اب ہرثمہ پلٹا پہلے فوج لے کر مدائن کی طرف گیا وہاں سے ابوالسرایا کے عامل کو نکال کر قبضہ کیا۔ پھر کوفہ کی جانب بڑھا۔ قصر ابن ہبیرہ کے متصل ابوالسرایا نے

Marfat.com

شکست کھائی۔ اور علویین کو لئے ہوئے قادسیہ کی طرف چلا گیا۔ ہرثمہ کوفہ میں داخل ہوا وہاں کے لوگوں کو امان دی کسی سے کچھ تعرض نہیں کیا۔ اور اسی روز نکلکر ابوالسرایا کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ وہ قادسیہ چھوڑ کر سوس کی طرف بھاگا۔ فارس کا عامل اس وقت حسن بن علی بادغیسی تھا اس نے اس کا راستہ روکا۔ ابو السرایا نے اس کے ساتھ جنگ کی۔ لیکن زخمی ہو گیا۔ اور بھاگ کر جزیرہ کے ایک مقام راس العین کی جانب چلا۔ راستہ میں پکڑا گیا حسن بن سہل نے جو نہروان میں مقیم تھا۔ اس کو قتل کر کے اس کے جسم کو بغداد میں بھیج دیا گیا جہاں وہ سولی پر لٹکا دیا گیا اس فتنہ کا کل زمانہ دس مہینے تھا۔

حسن بن سہل نے پھر بصرہ میں فوج بھیجی یہاں ابوالسرایا کی طرف سے امام موسیٰ کاظم کے بیٹے زید عامل تھے۔ انھوں نے اس قدر آدمیوں کو آگ میں جلا کر سزائیں دی تھیں کہ ان کا لقب زید النار مشہور ہو گیا۔ وہ گرفتار ہوئے لیکن ان کی جاں بخشی کی گئی۔ اس فتنہ میں علویہ نے جس قدر ظلم و ستم کئے وہ ان کی نہایت بدترین یادگار ہے۔

فتنۂ مکہ ابوالسرایا نے مکہ میں حسین بن حسن بن علی بن حسین کو والی بنا کر بھیجا تھا خلافت کی طرف سے یہاں کا والی داؤد بن عیسےٰ بن موسیٰ عباسی تھا اس نے جب سنا کہ حسین آرہے ہیں تو جنگ

Marfat.com

کو حرم کی عزت کے منافی سمجھا اور مکہ چھوڑ کر چلا گیا۔ حسین عرفہ کے دن مغرب کے قبل مکہ میں داخل ہوئے ابوالسرایا نے کعبہ کے لئے باریک ریشمی غلاف ان کے ہاتھ بھیجا تھا۔ انھوں نے مقام ابراہیم میں بیٹھکر حکم دیا کہ ظالم عباسیوں کا دیا ہوا لباس کعبہ کا اتار دو اور ابو السرایا داعی آل محمد کا متبرک غلاف اس پر چڑھاؤ۔ انھوں نے ازراہ حرص کعبہ کے خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے ستونوں میں بھی جس قدر چاندی یا سونا لگایا گیا تھا۔ اس کو نکلوا لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کی مالیت بہت حقیر ہے اس کے لئے ان ستونوں کو خراب نہ کریں لیکن انھوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ چاہ زمزم کے گرد جو لوہے کے جنگلے اور ساج کے ستون لگے ہوئے تھے ان کو بھی نکلوا کر فروخت کر دیا۔

جس شخص کے بارے میں سنتے کہ اس کے پاس آل عباس کی کوئی امانت ہے اس کا سارا مال ضبط کر لیتے۔ اور سخت سزائیں دیکر جرمانے وصول کرتے۔ ایک گھر دار العذاب کے نام سے لوگوں کو سزا دینے کے لئے مخصوص کیا تھا جس میں طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے۔ اور سختیاں کر کر کے لوگوں سے ان کے مال چھینے جاتے تھے۔ اس خوف سے مکہ کے اکثر باشندے اپنے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

علویین کا یہ ظلم و ستم مکہ میں برابر جاری رہا۔ جب انھوں نے ابو السرایا کے قتل کی خبر سنی اور ان کو معلوم ہوا کہ ان کے جتنے ہم خاندان تھے وہ

سب کے سب بصرہ اور کوفہ سے نکال دیئے گئے تو انھوں نے مجتمع ہو کر امام جعفر صادق کے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ان کو امیر المومنین کا لقب دیا۔ لیکن وہ محض نام کے لئے امیر بنائے گئے۔ اختیارات تمام ان کے بیٹے علی اور خود حسین کے ہاتھوں میں تھے ان دونوں نے مکہ والوں پر نہایت سخت مظالم توڑے اور وہاں سے گزر کر ان کی آبرو پر بھی دست درازی شروع کی۔

اہل حرم کو اس ظلم وستم سے بچانے کے لئے اسحٰق بن موسیٰ بن عیسےٰ یمن سے فوج لے کر آیا۔ علویین نے نکلکر اس کا مقابلہ کیا۔ کئی دن تک جنگ ہوتی رہی۔ اسحٰق نے جب اپنے اندر غلبہ کی طاقت نہ دیکھی تو وہاں سے واپس چلا۔ راستہ میں اس کو ایک دستۂ فوج ملا۔ کہ جس کو ہرثمہ نے اہل مکہ کی حمایت کے لئے بھیجا تھا۔ اسحٰق ان کے ساتھ پھر پلٹا۔ اب علویین نے شکست کھائی۔ محمد بن جعفر صادق نے اپنی اور اپنے قبیلہ کی جان کی امان مانگی ان کو تین دن کی مہلت دی گئی کہ وہاں سے نکل جائیں۔

فتنۂ یمن یمن کے عامل اسحٰق بن موسیٰ کے نکلتے ہی امام موسیٰ کاظم کے بیٹے ابراہیم نے وہاں اپنا تسلط جما لیا۔ انھوں نے اس قدر آدمیوں کو قتل کیا۔ کہ اس کا لقب قصاب پڑ گیا۔ ۲۰۲ھ میں انھوں نے اپنی طرف سے بنی عقیل میں سے ایک شخص کو امیر الحج مقرر کیا اور ایک فوج

Marfat.com

دے کر اس کو مکہ کی طرف بھیجا۔

ادھر خلافت کی طرف سے اس سال ابو اسحٰق بن رشید امیر الحج مقرر ہوا تھا۔ وہ فوج اور چند آزمودہ کار سپہ سالاروں کو لے کر مکہ پہنچا۔ عقیلی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ راستہ ہی میں مقام لبستان میں بنی عامر میں ٹھہر گیا۔ اور مکہ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہیں کی۔ اس طرف سے زائرین کا ایک قافلہ گزر رہا تھا۔ جن کے ساتھ غلاف کعبہ تھا۔ عقیلی اور اس کے ساتھیوں نے اس کو لوٹ لیا اور غلاف کعبہ بھی چھین لیا۔ اس قافلے کے کچھ لوگ مکہ پہنچے ابو اسحٰق نے فوراً البنان بنی عامر کی طرف سپاہ روانہ کی۔ عقیلی اور اس کے ساتھی گھر گئے۔ کچھ بھاگے بقیہ گرفتار ہوئے۔ حاجیوں کا سارا مال اور غلاف کعبہ ان سے واپس لیا گیا۔ اور مکہ میں لے جا کر ہر ایک کو ان میں سے دس دس کوڑوں کی سزا دی گئی۔ اور پھر وہ چھوڑ دیئے گئے۔ وہاں سے حاجیوں سے بھیک مانگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے لیکن ان میں سے اکثر بھوک اور تکلیف سے راستہ ہی میں ہلاک ہو گئے۔

علویین کا یہ فتنہ ہر جگہ ختم ہو گیا اور یہ سب اس تجربہ کار اور بہادر سپہ سالار کی کوشش سے ہوا جس کا نام ہرثمہ تھا۔

وہ ان تمام مہمات سے فارغ ہو کر پھر خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ مرو میں پہنچ کر خلیفہ کو اصل حقیقت سے آگاہ کرے فضل بن سہل نے

Marfat.com

مامون کو پہلے ہی سے اس کی طرف سے بدگمان کرنا شروع کیا۔ اور اس کو یقین دلا دیا کہ عراق کی یہ تمام شورشیں خود ہرثمہ کے اشارے سے ہوئی ہیں ابو السرایا اس کا خاص آدمی تھا۔

مامون نے ہرثمہ کو لکھا کہ میں تم کو شام اور حجاز کا والی مقرر کرتا ہوں تم راستہ سے واپس آجاؤ میرے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن ہرثمہ نے یہ چاہا کہ میں پہلے اس کو پوری کیفیت سے آگاہ کر دوں اس کو یقین تھا کہ خلیفہ میری بات سنے گا اس لئے باوجود اس حکم کے بھی وہ سیدھا مرو میں پہنچا اور اپنے داخلے کے وقت طبل اور نقارہ بجوایا تاکہ خلیفہ کو اس کی آمد کی اطلاع ہو جائے۔ اور فضل اس کو چھپا نہ سکے۔

ہرثمہ مامون کے دربار میں گیا اور شورش کے اسباب بیان کئے لیکن فضل نے اس کو اس کی طرف سے اس قدر بھڑکا رکھا تھا کہ اس نے مطلق اس کی باتوں پر توجہ نہ کی۔ بلکہ عتاب کیا پٹوایا اور قید کر دیا۔ دربار سے سپاہی اس کو کھینچتے ہوئے محبس میں لے گئے۔ فضل نے قید خانہ کے ملازموں کے توسط سے اس کو قتل کرا دیا۔ اور مشہور کیا کہ وہ مر گیا۔

بغداد میں جب یہ خبر پہنچی تو وہاں کی فوج نے بغاوت کر دی حسن بن سہل کے عمال کو نکال دیا۔ اور اس کے احکام کی مخالفت کی حسن کے پاس نہ اس قدر طاقت تھی نہ عقل کہ وہ اس کا انسداد کر سکتا۔

اہل بغداد نے مجتمع ہوکر منصور بن مہدی سے درخواست کی کہ وہ اپنی خلافت کی بیعت لے۔ اس نے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اگر تم خلیفہ ہونا منظور نہیں کرتے تو مامون ہی خلیفہ رہے۔ اور خطبوں میں اسی کا نام لیا جائے۔ مگر ہماری امارت تم اپنے ہاتھ میں لو حسن بن سہل مجوسی۔ بن مجوسی کی حکومت ہم کو ہرگز گوارا نہیں ہے۔ اس پر وہ راضی ہوگیا لیکن چونکہ وہاں کوئی بڑی طاقت موجود نہیں تھی جو مفسدوں کو دبا سکتی۔ اس لئے لیٹروں اور اوباشوں نے فتنے برپا کرنے شروع کئے۔ چوریاں کرنے اور مکانوں کو لوٹنے لگے۔ شاہراہِ عام پر سے علانیہ لڑکوں اور عورتوں کو پکڑ لے جاتے تھے۔ دیہاتوں میں پہنچکر وہاں کے باشندوں سے جبراً رقمیں وصول کرتے تھے۔

یہ دیکھکر ایک شخص خالد دریوش نامی اس فتنہ کو مٹانے کے لئے آمادہ ہوا۔ اس نے امن پسند لوگوں کی جماعت کو ساتھ لے کر مفسدوں اور اوباشوں کو ان حرکات سے روکنے کی کوشش کی انھوں نے مقابلہ کیا۔ دریوش نے ان کو شکست دی۔ وہ جس کو گرفتار کرتا تھا۔ امیر کے پاس لے جاکر سزائیں دلواتا تھا۔

ایک دوسرا شخص سہل بن سلامہ انصاری بھی اسی طرح مستعد ہوگیا اس نے بھی مفسدوں کو دبایا۔ لیکن اس کا مقصد دریوش سے

Marfat.com

مخلف تھا۔ دریوش امن قائم کرنیں حکومت کی امداد کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اور ابن سلامہ لوگوں سے خود اپنی حمایت کی بیعت لیتا تھا اور کسی کی امارت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔

ادھر دار الخلافہ میں یہ سب واقعات ہو رہے تھے ادھر مامون مرو میں اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ مرکز خلافت کی کیا کیفیت ہے کیونکہ فضل اس قسم کی اطلاعیں اس کے پاس مطلق نہیں پہنچنے دیتا تھا۔

اسی درمیان میں مامون سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جس سے بغداد میں اور بھی ہیجان پیدا ہو گیا یعنی اس نے شیعہ اثنا عشریہ کے امام ہشتم علی رضا کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ اور ان کو اپنا ولیعہد بنا کر تمام صوبوں میں حکم بھیج دیا کہ سیاہ عباسی شعار کے بدلے سبز علوی شعار اختیار کیا جائے۔

عباسی خاندان کے لوگوں نے مجتمع ہو کر کہا کہ فضل بن سہل یہ چاہتا ہے کہ خلافت کو بنی عباس سے آل علی میں منتقل کر دے۔ ہم ہرگز اس حکم کو نہیں تسلیم کریں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے متفقہ طور پر یکم محرم ۲۰۲ھ کو مامون کی بیعت خلافت کو فسخ کر کے اس کے چچا ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ بنا لیا اس نے حسن بن سہل کے مقابلہ کے لئے فوج تیار کی اور جابجا اپنی طرف سے عمال مقرر کر کے بھیجے۔

Marfat.com

مرو میں مامون کو خود امام علی رضا نے اس حال سے آگاہ کیا اس نے کہا کہ فضل نے تو مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ ابراہیم کو اہل بغداد نے اپنا امیر بنا لیا ہے انھوں نے کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ خلیفہ بنایا ہے اور اس میں اور حسن بن سہل میں لڑائی جاری ہے۔ فضل نے جو کچھ کہا وہ غلط ہے۔ پھر انھوں نے بغداد کی کل کیفیت مفصل طور پر اس کے سامنے بیان کی۔ اور صاف صاف کہا کہ آپ سے عام مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ فضل اور حسن دونوں آپ کے اور امور خلافت کے اوپر حاوی ہو گئے ہیں۔ اور لوگ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اگر آپ ان باتوں کی تصدیق کرنی چاہیں تو فلاں فلاں سرداران فوج سے جو یہاں موجود ہیں کہہ سکتے ہیں۔ مامون نے ان لوگوں کو بلایا۔ اور جان کی امان دے کر اصل حقیقت دریافت کی۔ ان سب نے بلا کم و کاست وہی بیان کیا جو امام علی رضا نے فرمایا تھا اور کہا کہ ہرثمہ کے معاملہ کو بھی فضل نے آپ کو غلط سمجھایا۔ وہ خیر خواہی کی غرض سے آپ کو آگاہ کرنے کی لئے آیا تھا یہی وجہ ہوئی کہ فضل نے مخفی طور پر اس کو قید خانہ میں قتل کرا دیا۔ طاہر بن حسین کو بھی اس نے بددل کیا کہ اس کی عظیم الشان کوششوں اور کارناموں کے بعد اس کو بغداد سے نکال کر رقہ میں بھیج دیا۔ جہاں وہ بیکار ایک گوشہ میں پڑا ہوا ہے اگر وہ عراق ہوتا تو کسی قسم کی سورش نہ اٹھتی اب مناسب یہ ہے کہ آپ خود اس طرف چلیں تاکہ بنی ہاشم اور بنی عباس نیز امراء فوج کو آپ کو دیکھکر اطمینان ہو جائے

Marfat.com

اور وہ مطیع ہو جائیں یہ سنکر مامون کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے بغداد کی روانگی کا حکم دیا۔

یہ لمر لر باوجود مامون کے امان کے بھی فضل کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ اس نے ان میں سے کسی کو قید کیا۔ اور کسی کو نکال دیا۔ امام علی رضا نے مامون کو مطلع کیا۔ اس نے کہا کہ میں عنقریب اس کا بندوبست کرتا ہوں۔

شاہی فوج مرو سے سرخس میں پہنچی۔ وہاں ۲ شعبان ۲۰۲ھ کو فضل بن سہل حمام میں نہا رہا تھا کہ یکایک خلیفہ کے چار خادموں نے پہنچکر اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ پکڑ کر دربار میں لائے گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ خود خلیفہ نے ہم کو قتل کا حکم دیا تھا۔

قرائن سے یہ اندازہ نکالنا غلط نہیں ہے کہ یہ قتل مامون کے اشارے سے ہوا تھا کیونکہ اس نے فضل کے مستبدانہ رویہ کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔ اور اس کو یقین ہو گیا تھا کہ جب تک یہ رہے گا اہل بغداد میری اطاعت نہیں کریں گے لیکن باوجود اس کے عجمیوں کے تالیف قلوب کے خیال سے قصاص میں ان چاروں غلاموں کے سر کٹوا کر تعزیت نامہ کے ساتھ حسن بن سہل کے پاس بھیجئے اور وزارت کا منصب اس کو عطا کیا۔ پھر اس کی بیٹی بوران کے ساتھ اپنی شادی کی۔

عید الفطر کی نماز پڑھ کر سرخس سے روانہ ہوا۔ اس کی آمد اور فضل کے

مقتول ہو جانے کی خبر سے بغداد میں ابراہیم کی خلافت کمزور ہونے لگی۔ اور امرائے فوج نے اس کا ساتھ چھوڑنا شروع کیا۔ کیونکہ جس بنیاد پر انھوں نے مامون کو خلافت سے معزول کیا تھا۔ وہ اب منہدم ہو چکی تھی۔

مامون جب طوس میں پہنچا تو وہاں ایک دوسرا حادثہ پیش آیا۔ یعنی امام علی رضا یکایک انتقال کر گئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مامون کے مشورہ سے ان کو زہر دے دیا گیا۔ لیکن یہ بعید معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ان کے ساتھ بہت محبت رکھتا تھا اور جس نے دامادی کے ساتھ ولیعہدی کے لیے بھی ان کو منتخب کیا تھا۔ اگر واقعی وہ زہر ہی سے مرے تو یہ ممکن ہے کہ درباریوں میں سے بنی عباس کے کسی خیرخواہ نے ایسی جرأت کی ہو تاکہ خلافت کے آل علی میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے ان میں جو جوش پیدا ہو گیا تھا وہ فرد ہو جائے۔

طوس سے روانہ ہو کر رے میں پہنچا۔ فوج نے بغداد کو اس کے سپرد کر کے خلافت سے ابراہیم کی معزولی کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۲۰۳ھ کا ہے۔

ابراہیم نے جب یہ دیکھا تو اسی رات کو روپوش ہو گیا اس کی عارضی خلافت کل ایک سال گیارہ مہینے اور بارہ دن رہی۔

نہروان میں بغداد کے امراء، روسا اور تمام بنی عباس مامون کے

Marfat.com

استقبال کے لئے جمع ہوئے۔ مامون ان سے نہایت خوش ہو کر ملا طاہر بن حسین بھی اس کے حکم کے مطابق وہاں آیا تھا۔ مامون نے اس کو جزیرہ کی ولایت اور بغداد کی کوتوالی عطا کی وہاں سے بغداد کو چلا ۱۷ ؍صفر ۲۰۴ھ میں وہاں داخل ہوا۔ چونکہ اس وقت وہ سبز علوی شعار میں تھا۔ اس لئے امراء فوج اور بنی عباس نے بھی مجبوراً اسی رنگ کا لباس اختیار کیا۔ لیکن ایک ہفتہ کے بعد اعیان خلافت نے اس سے کہا کہ اپنے آبائی سیاہ شعار کو ترک کر کے آپ نے علویہ کا سبز شعار کیوں اختیار کیا۔ مامون نے جب دیکھا کہ سب لوگوں نے اس کی اطاعت کر لی۔ لیکن اس کے لباس کو پسند نہیں کرتے۔ تو اس نے سب کے سامنے سیاہ لباس منگا کر خود پہنا۔ اور ایک خلعت طاہر کو عطا کیا اب لوگ اس سے خوش ہو گئے سب نے سبز لباس اتار دیئے۔ اور حسب معمول عباسی شعار پہنے۔

اس وقت سے مامون کی خلافت کا اصلی دور شروع ہوا۔

وزارت

مامون کا پہلا وزیر فضل تھا۔ اس کا باپ سہل مجوسی تھا۔ جو ہارون کے زمانہ میں مسلمان ہوا فضل نے علم و ادب اور خاص کر فن نجوم میں دستگاہ بہم پہنچائی۔ جعفر برمکی کی سفارش سے ہارون نے اس کو شاہزادہ مامون کا کاتب مقرر کر دیا۔ اسی کے حسن تدبیر سے مامون کو امین پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور خلافت ملی۔ مامون نے اسکو وزیر اعظم

Marfat.com

مقرر کیا اور تمام ملکی اور جنگی امور اس کے سپرد کر دیئے۔ اس کی تلوار کے ایک طرف ریاست تدبیر اور دوسری طرف ریاست حرب کندہ کرایا اور اس کو ذوالریاستین کا خطاب دیکر تیس لاکھ درہم سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کی لیکن وہ اس قدر مامون پر حاوی ہوگیا کہ اس کے استبداد سے تنگ آکر آخر مامون نے سرخس میں پہنچکر حمام میں اس کو قتل کرادیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس نے نجوم کی مدد سے اپنا جو زائچہ بنایا تھا اس میں لکھ رکھا تھا کہ اس کی موت آگ اور پانی کے درمیان ہوگی۔

احمد بن ابی خالد

ذوالریاستین کے بعد بنی عامر کا ایک شامی غلام احمد بن ابی خالد جو ادب اور کتابت میں بہت نامور تھا۔ وزیر ہوا۔ یہ نہایت نیک مخلص اور دانشمند تھا جس قدر خلیفہ کا خیر خواہ تھا اسی قدر رعایا کا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھاتی ہے۔ وہ یہ کہ کھانے کا سخت حریص تھا۔ مامون نے اس خیال سے کہ یہ کھانے کی طرف سے مستغنی رہے۔ اور کسی تحفہ کی آرزو نہ رکھے۔ اس کے باورچی کھانے کے لئے روزانہ ایک ہزار درہم مقرر کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ لوگوں سے کھانے پینے کی چیزوں اور تحفوں کا خواہشمند رہتا تھا۔ سنہ ۲۱۱ھ میں اس نے وفات پائی۔ مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا اس کے لئے دعا کی۔ اور دفن کے بعد اس کی بہت تعریف فرمائی۔

Marfat.com

ابن یوسف

ابی خالد کے بعد احمد بن یوسف کو وزارت کا منصب ملا۔ یہ شخص عمرو بن مسعدہ میر منشی کے دفتر میں کاتب تھا۔ خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا۔ مامون کو اس کے اوپر بڑا اعتماد تھا اسلئے اس کے زمانہ میں اس کو عروج ملا۔

مامون کے ایک درباری محمد بن خلیل بن ہشام کو اس کے رتبہ پر رشک آیا۔ وہ اس کوشش میں لگا کہ کسی صورت سے اس کو اس کے منصب سے گرا دے۔ چنانچہ اس نے نہایت کمینہ طریقہ سے مامون کے مزاج کو اس سے منحرف کرا دیا۔

صورت یہ ہوئی کہ احمد بن یوسف روزانہ صبح سویرے مامون کے پاس ضروری امور میں مشورہ کے لئے آتا تھا۔ محمد بن خلیل نے مامون کے ایک خادم سے مخفی طور پر یہ کہہ دیا کہ خلیفہ اگر احمد کو کوئی چیز عطا کرے تو تم مجھے مطلع کر دینا۔ احمد حسب معمول ایک روز مامون کے پاس گیا۔ جاڑے کے دن تھے۔ خلیفہ کے پلنگ کے نیچے عنبر کا بخور جل رہا تھا احمد کی خاطر سے اس نے اسی انگیٹھی کو اٹھوا کر اس کے سامنے رکھوا دیا۔ یہ بات اس خادم نے محمد بن خلیل کو سنائی۔ وہ شام کو دربار میں آیا۔ مامون اس وقت تنہا تھا۔ اس نے محمد سے پوچھا کہ کیا حال ہے اس نے کہا کہ میں اس وقت کشتی میں سوار چلا آ رہا تھا اس میں ایک ملاح دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ لوگ امیر المومنین کی

Marfat.com

سخاوت کی مدح کرتے ہیں۔ لیکن آج صبح کو وزیر ابن یوسف دربار سے واپس ہوتے ہوئے اپنے خادم سے کہہ رہے تھے کہ خلیفہ نہایت دنی الطبع ہے۔ اس کے سامنے بخور جل رہا تھا۔ جب میں پہنچا تو بجائے اس کے کہ میرے لئے دوسری انگیٹھی منگاتا اسی کو میری طرف بڑھا دیا۔

مامون نے یہ سنکر یقین کر لیا کہ بے شک ابن یوسف نے کہا ہوگا کیونکہ اس وقت اس کے سوا کوئی دوسرا موجود نہ تھا چنانچہ اسی بنیاد پر وہ اس سے برگشتہ خاطر ہو گیا یہاں تک کہ معزول کر دیا۔

ثابت بن یحیی اس کے بعد ابو عباد ثابت بن یحیے بن لیسار رازی کو قلمدان وزارت عطا فرمایا یہ کتابت اور ادب میں ماہر لیکن حساب میں ناآشنا تھا۔ مزاج میں تندہی اور سختی تھی۔ شدت غضب میں کبھی کبھی کاتبوں کو گالیاں دیدیتا تھا اور ان کے منہ پر دوات کھینچ مارتا تھا۔ اس کا رعب کم لیکن خوف زیادہ تھا۔

مامون سے ایک بار کسی نے کہا کہ دعبل شاعر نے آپ کی ہجو لکھی ہے اس نے کہا کہ جس نے ابو عباد کی ہجو کر ڈالی اس کو میری ہجو میں کیا باک ہے

مامون کا آخری وزیر ابو عبداللہ محمد بن یزداد بن سوید تھا۔ یہ خراسان کے ایک مجوسی خاندان کا تھا۔ جو مسلمان ہو گیا تھا۔

مامون کے زمانہ میں وزراء کا نفوذ اور اقتدار زیادہ نہیں تھا کیونکہ

Marfat.com

برامکہ اور نیز فضل بن سہل کے استبداد کے نتائج دیکھکر وہ امور خلافت کو خود انجام دیتا تھا۔ اور وزیروں سے صرف مشورہ لیتا تھا۔

علویہ مامون نے جعفر برمکی کی اتالیقی میں تربیت پائی تھی جو شیعہ تھا۔ پھر اس کا پہلا وزیر فضل بن سہل بھی جس کی کوشش سے اس کو خلافت ملی۔ اسی جماعت کا تھا۔ ان لوگوں کے اثر سے خود اس کا رجحان شیعیت کی طرف ہوگیا تھا اور وہ خلفاء راشدین میں سے حضرت علیؓ کے حق خلافت کو مرجح سمجھتا تھا۔

فضل نے اپنی وزارت کے زمانہ میں یہ چاہا کہ مامون پر اثر ڈال کر خلافت کو بلا خونریزی کے آسانی کے ساتھ آل علی میں جن کی امامت کا وہ قائل تھا منتقل کردے۔ چنانچہ اسی کے مشورہ سے مامون نے اپنی بیٹی امام علی رضا کے ساتھ بیاہ دی۔ اور اپنے بعد ان کی ولیعہدی کا فرمان لکھدیا۔ جس کی وجہ سے وہ حادثات ظہور پذیر ہوئے جو بیان کئے گئے۔

بغداد میں آنے کے بعد بھی اس کا برتاؤ علویہ کے ساتھ نرم اور اس کے اعتقاد کے مطابق رہا اور گو ان لوگوں نے بہت کچھ شورشیں برپا کی تھیں۔ اور ہزاروں خاندانوں کو برباد کرڈالا تھا۔ پھر بھی اس نے ان کے ساتھ رحم و احسان کا سلوک کیا۔ مگر باوجود ان مراحم کے بھی وہ اس کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔ چنانچہ ۲۰۷ھ میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ

Marfat.com

بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے یمن میں ایک جماعت کے ساتھ بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔

مامون نے اپنے ایک امیر فوج دینار بن عبداللہ کو ایک لشکر دیکر اس طرف بھیجا۔ اور عبدالرحمٰن کے لئے امان نامہ بھی لکھکر دیا۔ دینار نے وہاں پہنچکر پہلے اس امان نامہ کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجدیا۔ انھوں نے مقابلہ کی طاقت اپنے اندر نہ دیکھی اس لئے اس کے پاس حاضر ہوگئے وہ ان کو ساتھ لے کر دربار خلافت میں آیا۔

مامون نے اس کے بعد سے یہ حکم دے دیا کہ آل ابی طالب میں سے کوئی شخص اب میرے دربار میں نہ آنے پائے اور یہ سب لوگ سبز لباس ترک کرکے عباسی شعار کے مطابق سیاہ لباس پہنا کریں۔ پھر بھی اس نے مرتے وقت اپنے بھائی معتصم کو جو وصیت کی اس میں لکھوایا کہ آل علی کا خیال رکھنا۔ ان کے ساتھ سلوک کرنا۔ اور جو لوگ ان میں سے خطا کار ہوں ان کے قصور کو بخش دینا۔

دولت زیادیہ یمن میں شیعیت کے رسوخ کی وجہ سے حکومت عباسی کا نفوذ کمزور ہوگیا تھا۔ اور آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھا کرتا تھا۔ اس لئے مامون نے چاہا کہ کسی مدبر شخص کو وہاں کا والی مقرر کرے جو فتنہ اور فساد کو دبادے۔ حسن بن سہل کے مشورہ سے

Marfat.com

زیاد بن ابی سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص محمد بن ابراہیم زیادی کو یمن کی ولایت سپرد کی۔ اس نے جا کر وہاں زبید کی داغ بیل ڈالی اور اس شہر کو آباد کر کے اپنا مستقر بنایا۔ اور اپنی قابلیت سے سارے صوبہ پر حاوی ہو گیا۔ خلیفہ کو وہ صرف ہدیہ اور خراج بھیجتا تھا اور خطبوں میں اس کا نام لیتا تھا باقی تمام امور میں آزاد تھا۔ اس نے ۲۴۵ھ میں وفات پائی اس کے بعد یمن کی حکومت بالاستقلال اس کی اولاد اور پھر اس کے موالی میں ۵۳۲ھ تک چلی آئی۔

دولت اغالبہ

ہارون الرشید نے اپنی خلافت اور مراقش کی ادریسی سلطنت کے درمیان ایک سرحدی ریاست قائم کر کے ۱۸۴ھ میں ابراہیم بن اغلب کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا تھا کیونکہ تونس اور الجزائر میں سخت شورشیں برپا تھیں ابراہیم نے ان کو فرد کرنے کے بعد صوبہ افریقہ کو چالیس ہزار دینار ٹھیکہ پر لے کر وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ صرف خطبہ بنی عباس کا رکھا۔ یہ دولت ۲۹۶ھ تک اس کے خاندان میں رہی مامون کے زمانہ ۲۰۱ھ سے عبداللہ بن ابراہیم حکمران تھا۔ اس کے بعد ۲۰۱ھ سے ۲۲۳ھ تک اس کا بھائی زیادۃ اللہ بن ابراہیم رہا۔ اسی نے رومیوں کے ہاتھ سے جزیرہ صقلیہ کو فتح کیا۔

اندلس اور مراقش کے نکل جانے کے بعد اب یہ اور دو جدید دولتیں

Marfat.com

یمن اور اذربیجان کی جو علویہ کے خوف کی وجہ سے خلافت کی حفاظت کے لیے قائم کی گئیں تھیں خود مختار ہو گئیں۔

ابراہیم بن مہدی ہم لکھ چکے ہیں کہ مامون جب مرو میں تھا تو اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ بنا لیا تھا۔ لیکن جس وقت وہ مشرق سے بغداد کی طرف آیا اس وقت فوج نے ابراہیم کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس لئے وہ خوف کی وجہ سے مخفی اور مستور ہو گیا۔ اور بغداد ہی میں ایک محلے سے دوسرے محلے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چھپتا پھرتا تھا۔

سنہ ۲۱۰ھ میں مامون کو یہ خبر ملی کہ ابن عائشہ اور مالک وغیرہ چند فوجی امرا ابراہیم کے حامی ہیں۔ اور اس کے ساتھ سازش کر کے اس کو بغاوت کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ اس نے ان لوگوں کو گرفتار کیا۔ سختیوں کے بعد انھوں نے اپنے جرم کا اقبال کیا اور چند دیگر امراء کے نام بتلائے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں لیکن مامون نے اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ یہ لوگ بے گناہوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہوں ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور صرف چار شخصوں کو جو اس سازش کے سرغنے تھے سزا دی۔

ابن عائشہ کو تین دن دھوپ میں جمع رکھا۔ پھر کوڑوں سے

Marfat.com

پٹوایا۔ اس کے بعد سولی پر چڑھا دیا۔ عباسی خاندان میں سے یہ پہلا شخص ہے جس کو سولی دی گئی۔

۱۳ ربیع الاول ۲۱۰ھ کو ابراہیم بن مہدی زنانہ لباس پہنے ہوئے دو کنیزوں کے ساتھ کسی گلی سے گزر رہا تھا ایک حبشی دربان نے اس کو پہچان کر پکڑ لیا اور مامون کے دربار میں لے گیا۔

مامون اس کی طرف سے بہت برہم تھا اس نے درباریوں سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے سب نے قتل کا مشورہ دیا لیکن وزیر احمد بن ابی خالد نے جان بخشی کی سفارش کی ابراہیم نے اپنے جرم کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کیا۔ اور ایک قصیدہ سنایا جس سے مامون کا دل پسیج گیا۔ اور اس نے جان بخشی کی۔

زط کی بغاوت

زط جیت یا جاٹ کا معرب ہے اصل میں یہ مشرقی ہندوؤں کی ایک جماعت تھی جو زط کے نام سے مشہور تھی اور مسلمان ہونے کے بعد خلیج فارس کے سواحل پر آ کر سکونت گزین ہو گئی تھی۔ امین اور مامون کی جنگ کے زمانہ میں اس نے بصرہ کے راستے پر قبضہ کر لیا۔ اور مجتمع ہو کر لوٹ مار شروع کر دی۔

بغداد میں آنے کے بعد مامون نے ۲۰۵ھ میں عیسیٰ بن یزید جلودی کو ایک فوج کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا جب وہ وہاں پہنچا تو

Marfat.com

زہ متفرق ہو کر جا بجا بھاگ گئے۔ اس لئے کچھ نہ کر سکا۔

مامون نے پھر داؤد بن ماسجور کے ساتھ ایک دستہ فوج روانہ کیا۔ لیکن یہ قوم اس کے قابو میں نہیں آسکی اور برابر مسافروں اور قافلوں کو لوٹتی رہی۔

مامون کے انتقال کے بعد معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو فوج ساتھ بھیجا اس نے آکران کو چاروں طرف سے گھیرا۔ ایک مقابلہ میں تین سو زط مقتول اور پانچ سو گرفتار ہوئے۔ اس نے ان سب کے کاٹ کر معتصم کے دربار میں بھیج دیئے۔

اس کے بعد ان کے محاصرہ میں اور بھی سختی کی۔ جن پہاڑوں پر وہ رہتے تھے ان کے دروں پر قبضہ کیا۔ اور جن چشموں سے وہ پانی تھے ان کو بند کرادیا۔ آخران کے سرداروں محمد بن عثمان اور سملق تنگ آکر ذی حجہ ۲۱۹ھ میں امان طلب کی جو منظور کی گئی ان کی تعداد ۲۷ ہزار تھی عجیف ان کو کشتیوں میں بھر کر بغداد لایا وہاں معتصم کی سے گزرا۔ وہ خانقین کی طرف بھیجے گئے اور رومی سرحد کے متصل مین زربیہ میں آباد ہونے کے لئے ان کو زمین دی گئی۔ متوکل کے زمانہ میں ۲۴۱ھ میں جب رومیوں نے حملہ کیا۔ تو وہ ان سب کو مع عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔

Marfat.com

نصر بن شبث بنی عقیل میں سے نصر بن شبث ایک ممتاز رئیس تھا۔ جو حلب کے شمال میں مقام کیسوم میں سکونت گزین ہو گیا تھا۔ خلیفہ امین سے اور اس سے بہت دوستی تھی اس لئے وہ اس کا خیر خواہ تھا۔ ۱۹۸ھ میں جب امین مقتول ہو گیا اور نصر نے دیکھا کہ عربی عنصر مغلوب ہے اور عجمی خلافت پر حاوی ہو گئے تو وہ ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے کر بغاوت کے لئے اٹھا اور قرب و جوار کے مقامات پر قبضہ کر کے دریائے فرات کو عبور کر کے آگے بڑھا اور اس کی قوت کو دیکھ کر بہت سے قبائل عرب اس کے ساتھ مل گئے۔

طاہر بن حسین جس وقت بغداد کی مہم سے فارغ ہو چکا اس وقت فضل بن سہل وزیر نے اس کی جگہ پر اپنے بھائی حسن کو مقرر کر کے اس کو نصر کے مقابلہ کا حکم دیا۔ طاہر گیا لیکن شکست کھا کر رقہ کی طرف چلا آیا اور اسی کی مدافعت اور محافظت پر قانع رہا۔ دوبارہ مقابلہ کے لئے آگے نہیں بڑھا۔

غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ اس نے اپنے پہلے کارناموں کا کوئی اچھا صلہ نہیں پایا۔ اور عظیم الشان فتوحات کے بعد ان کے ثمرہ سے محروم کر کے پھر لڑائی پر بھیج دیا گیا۔ اس لئے اس کا دل ٹوٹ گیا۔ اور وہ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ نہیں لڑ سکا۔

Marfat.com

طاہر کو شکست دینے کے بعد نصر کی شوکت بڑھ گئی اس نے جزیرہ میں حران کا محاصرہ کیا۔ وہاں علویوں کی بھی ایک جماعت جاکر اس کے ساتھ شریک ہو گئی۔ اور اس سے کہا کہ ہم لوگ اگر کسی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو خلیفہ بنالیں تو ہماری جماعت اور طاقت بہت بڑھ جائے اس نے پوچھا کہ کس کے ہاتھ پر۔ ان لوگوں نے کہا کہ کسی علوی کے۔ بولا کہ سبحان اللہ ان میں سے آج اگر میں کسی کا ہاتھ تھام لوں تو کل ہی وہ مجھ سے کہنے لگے گا کہ میں تیرا خالق اور رازق ہوں۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر کسی کو بنی امیہ میں سے تلاش کر و اس نے کہا کہ ان پر ادبار آچکا۔ میں بنی عباس کی خلافت کا دشمن نہیں ہوں لیکن ان سے صرف اس وجہ سے لڑ رہا ہوں کہ انھوں نے عجم کو عرب پر ترجیح دے رکھی ہے یہ مجھ کو گوارا نہیں۔

سنہ ۲۰۶ھ میں مامون نے طاہر کو خراسان کی ولایت کا فرمان دے کر روانہ کیا۔ اور اس کے بیٹے عبد اللہ کو جو رقہ میں اس کا قائم مقام تھا نصر کے مقابلہ کا حکم دیا۔

طاہر نے اسی موقع پر اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام اپنا وہ مشہور اور معروف خط لکھا تھا جو اہل ادب میں آج تک مقبول ہے اس میں اس نے آداب سیاسیہ اور مکارم اخلاق وغیرہ کی نہایت منتخب نصیحتیں مندرج

Marfat.com

کیں۔ مامون نے اس خط کو اس قدر پسند کیا کہ اطراف ممالک میں تمام امرا اور عمال کے نام اس کی نقلیں بھجوائیں۔ اور فرمایا کہ طاہر کا یہ مکتوب تدبیر اور دانائی اور ملک داری کے لئے بہترین دستور العمل ہے جس سے کوئی فرماں روا مستغنی نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ نے نصر کے مقابلہ میں بہت جانفشانی کی اور آخر کار اسکو محصور کر لیا۔ اسی زمانہ میں مامون نے جعفر بن محمد عامر کو ایک خط دیکر نصر کے پاس بھیجا کہ وہ لڑائی سے باز آجائے اور اطاعت کر لے اس نے صلح کا ارادہ ظاہر کیا لیکن شرائط سخت کیے منجملہ ان کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ مامون کی بساط پر قدم نہیں رکھے گا۔ مامون نے کہا کہ خواہ مجھے اس کی جنگ کے لئے اپنا کرتہ تک بیچ دینا پڑے لیکن میں اس کی یہ شرط ہرگز نہیں منظور کر سکتا کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہیں ہو گا۔

نصر نے جب اس نامنظوری کا حال سنا تو اپنے ساتھی عربوں کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص قوم زط کے چار سو مینڈکوں پر غالب نہیں آسکا کیا وہ عربوں کو مغلوب کر سکتا ہے پھر عبداللہ کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو سلسلہ وار پانچ سال تک ہوتی رہیں۔ آخر میں مجبور ہو کر اس نے صلح کی۔ اور صفر ۲۱۰ھ میں دارالخلافت میں

Marfat.com

حاضر ہوا۔ مامون نے اس کو مدینہ ابی جعفر میں نظر بند کر دیا۔

بابک خرمی ابتدائی زمانے سے ایران کی سرزمین میں عجیب عجیب مذاہب پیدا ہوتے آئے ہیں اسلام سے پہلے قباد کے عہد میں مزدک نے وہاں اپنا اباحی مذہب جاری کیا تھا جس میں ہر شخص ہر شے میں برابر کا شریک مانا گیا تھا۔ یہاں تک کہ عورتوں پر بھی کسی کا خاص حق مسلم نہ تھا۔ اس کے پیرؤں کو نوشیروان نے اپنے عہد میں فنا کیا۔

تقریباً اسی قسم کا دوسرا مذہب ایک مجوسی جاویدان لپسر سہرک نے ہارون کے زمانہ میں وہاں ایجاد کیا۔ یہ فارس کے شمال میں آذربائیجان اور اران کے درمیان قصبہ بدکا رئیس تھا اس اطراف کے بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے۔ اور انھوں نے اپنی ایک بڑی جماعت بنالی۔

بابک خرمی۔ رستاق میمنہ کے متصل ایک گاؤں بلال آباد میں پیدا ہوا تھا۔ جاویدان کی شہرت سنکر اس کے پاس گیا۔ اور اس کی شاگردی اختیار کی اس نے اس میں فہم و فراست دیکھی۔ اس لئے اس کے اوپر بہت مہربان ہو گیا جب وہ مر گیا تو اس کی بیوی نے اس کے پیروؤں کو جمع کر کے کہا کہ جاویدان نے کل مجھ سے کہا تھا کہ آج کی رات میری روح میرے جسم سے نکلکر بابک کے جسم میں چلی جائے گی لہذا اب لوگوں کو چاہیئے کہ اسی کو اپنا سردار بنائیں چنانچہ اس کی جماعت نے بابک کو

Marfat.com

پیشوا تسلیم کرلیا۔ اور جاویدان کی بیوی بھی اس کے نکاح میں آگئی۔
بابک نے ان کے لئے سب کچھ یہاں تک کہ خونریزی اور غارتگری
کو بھی مباح کردیا۔ چنانچہ انھوں نے لوٹ مار شروع کردی۔ اور ان کے
خوف سے راستے بند ہوگئے۔

مامون کو سنہ ٢٠١ھ میں مرو میں اس جماعت کی اطلاع ملی اس نے
یحیٰی بن معاذ کو ان کی مہم پر متعین کیا۔ لیکن وہ کچھ نہ کرسکا۔ پھر بغداد میں
آجانے کے بعد سنہ ٢٠٦ھ میں عیسٰے بن محمد بن ابی خالد کو ارمینیہ اور آذربیجان
کا والی بناکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا اس نے بھی شکست کھائی سنہ ٢٠٩ھ
میں احمد بن جنید اسکافی فوج لے کر گیا۔ بابک نے اس کو زندہ گرفتار
کرلیا۔ اس کے بعد مامون نے ایک لشکر گراں محمد بن حمید طوسی کی ماتحتی
میں روانہ کیا۔

بابک چونکہ کوہستانی علاقہ میں تھا اور اپنے مرکز اس نے بہت
مستحکم اور محفوظ بنا رکھا تھا اس لئے محمد بن حمید بھی کچھ نہ کرسکا اور
مقام ہشتادسر میں شکست کھاکر مقتول ہوا اس فتح سے بابک کی دھاک
بندھ گئی اور ہمدان، اصفہان، ماسبذان اور مہرجان وغیرہ کے اکثر باشندے
خرمی مذہب میں داخل ہوکر اس کی جماعت میں شامل ہوگئے۔

مامون نے پھر کسی سپہ سالار کو نہیں بھیجا۔ مگر مرتے وقت معتصم کو

Marfat.com

وصیت کر گیا کہ خرمیوں سے غفلت نہ کرنا اور جس طرح ہو سکے ان کو قابو میں لانا ورنہ یہ چنگاری تمام ایران میں شعلے بھڑکا دے گی۔ چنانچہ خلیفہ ہو جانے کے بعد معتصم نے اپنے سب سے بڑے ترکی سپہ سالار افشین کو منتخب فوجوں کے ساتھ بابک کی مہم پر متعین کیا۔ اس کی روانگی سے پہلے ابو سعید محمد بن یوسف کو اردبیل کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان قلعوں کی مرمت کرے جن کو بابک نے خراب کر دیا ہے اس نے زنجان سے اردبیل تک کل قلعوں کو درست کیا اور ان کے ساز و سامان ترتیب دیئے اس دوران میں خرمیہ نے متعدد حملے اس کے اوپر حملے لیکن وہ ان کو شکست دیتا رہا۔

اس کے بعد برید کا سلسلہ قائم کیا۔ اور ہر ہر فرسخ پر ایک ایک چوکی بنوائی۔ تاکہ خطوط کا خریطہ جب ایک چوکی سے دوسری پر پہنچے تو اس وقت ایک سوار تیار رہے جو فوراً اس کو لے کر وہاں سے روانہ ہو جائے یہ انتظام ایسا مکمل کیا کہ اردبیل سے دارالخلافہ تک چار روز یا اس سے بھی کم میں خطوط پہنچتے تھے۔

افشین فوج لے کر چلا اور برزند میں پہنچکر قیام کیا وہاں سے اردبیل تک قلعوں میں فوجی دستے متعین کئے۔ اور ہر طرف اپنے جاسوس بھیجے۔

افشین اور بابک میں عرصہ تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ ایک دن

میں بوجہ برف باری کے موقوف ہوگیا۔

ایک بار دارخلافت سے فوج کے لئے خزانہ آرہا تھا بابک کو اس کا علم ہوگیا وہ ایک جماعت کو مخفی طور پر لیکر چلا کہ راستہ میں اس کو لوٹ لے۔ افشین کو جاسوس نے اس کی اطلاع دی وہ ان کے راستہ میں گھات لگاکر بیٹھ گیا۔ اور جب غرمیہ قریب آگئے تو اچانک ان پر حملہ کردیا۔ صرف بابک چند ہمراہیوں کے ساتھ بچکر نکل گیا۔ باقی کوئی زندہ نہیں بچا۔

ربیع ۲۲۱ھ میں افشین نے بابک کے مرکز قصبہ بدیہ پر تاخت کی فریقین میں سخت خونریز جنگ ہوئی۔ آخر میں ترکی فوج غالب آکر بدیں داخل ہوگئی۔ بابک نے چاہا کہ بھاگ کر رومی سرحد میں نکل جائے لیکن افشین نے ہر طرف سواروں کو بھیج کر پہلے ہی سے ناکہ بندی کردی تھی اس لئے وہ نکل نہیں سکا اور گرفتار ہوگیا اس کے ساتھ اس کے گھر کے ۱۷ مرد اور ۲۳ عورتیں اور لڑکیاں بھی پکڑی گئیں۔

دارالخلافہ میں جس دن ان کو لے گئے اس دن ان کے دیکھنے کے لئے سارے شہر میں دھوم تھی بابک سامرا میں اور اس کا بھائی بغداد میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

بیس سال کے زمانہ میں بابک نے جس قدر آدمی قتل کئے تھے ان کا شمار ۲۵۵۰۰۰ تھا۔ افشین نے جب اس کو گرفتار کیا اس وقت بھی

Marfat.com

اس کے یہاں ۷۰۰۰ قیدی ملے جو آزاد کئے گئے۔

فوج عباسی دولت کی بنیاد خراسانیوں کے ہاتھ سے پڑی تھی اس لئے ان کے زمانہ میں ان کو ملکی اور فوجی بڑے بڑے عہدے حاصل ہو گئے تھے اور عربوں سے کم ان کا رتبہ نہ تھا۔

پھر مامون کی خلافت بھی اہل خراسان کی ہی بدولت قائم ہوئی اس لئے اس کے عہد میں ان کا زور بہت بڑھ گیا اور عربوں کی شان بالکل گھٹ گئی۔ عجمی عنصر تمام مناصب پر حاوی ہو گیا اور فوج میں بھی یہی لوگ بھرتی کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مامون کے زمانہ میں کوئی عربی سپہ سالار نام و نمود نہیں حاصل کر سکا بلکہ ترکوں اور خراسانیوں نے شہرت پائی۔

ملک شام کا ایک رئیس مامون سے کہا کرتا تھا کہ شام اسلامی قوت کا مرکز ہے وہاں کے لوگوں پر بھی آپ کی وہی نظر ہونی چاہیئے جو خراسانیوں پر ہے۔ ایک بار مامون نے اس کے جواب میں کہا کہ شامیوں میں نے فوج سے اس وقت خارج کیا ہے جب کہ میرے خزانہ میں ایک درہم بھی نہیں رہ گیا۔ اور اہل یمن نے نہ کبھی مجھ کو پسند کیا اور نہ میں ان کو پسند کرتا ہوں رہے قضاعہ! وہ سفیانی کے خروج کے منتظر ہیں۔ کہ اس کا ساتھ دیں۔ بنی عباس سے ان کو کوئی ہمدردی نہیں اور قبائل

Marfat.com

ربیعہ تو خود اللہ تعالیٰ سے خفا ہیں کہ اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مضر میں سے کیوں مبعوث فرمایا۔ وہ بھلا ہمارے ہوا خواہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔

اس تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ عربی عصبیت جس کے انحطاط کو عالم اسلامی محسوس کر رہا تھا اس کو بنی عباس کس نظر سے دیکھتے تھے اور عربوں کے متعلق ان کا کیا رویہ تھا۔ یہی خیالات تھے جن کی بنیاد پر ان خلفاء نے اہل عرب کی طرف سے اپنی توجہ پھیر لی۔ اور عجمی فوج پر اعتماد کیا۔ جس سے ان کی خلافت صرف نام کی عربی خلافت رہ گئی جس کی زبان عربی تھی ورنہ عربی قوت اور عربی عصبیت کا عنصر اس میں باقی نہیں تھا۔

طاہر بن حسین

مامون کے سپہ سالاروں میں جو شخص سب سے زیادہ ممتاز ہوا۔ وہ طاہر بن حسین بن مصعب بن رزیق بن ہامان تھا۔ رزیق حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا جو طلحۃ الطلحات خزاعی کے لقب سے مشہور تھے غلام تھا۔ مسلم بن زیاد بن ربیعہ نے اپنی ولایت کے زمانہ میں اس کو سیستان کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ اس کا بیٹا مصعب بنی عباس کے نقیب اعظم سلیمان بن کثیر کا کاتب تھا۔ آخر میں وہ ہرات کا امیر ہو گیا تھا۔ پھر مرو کے متصل ایک مقام بوشنج میں اس نے سکونت اختیار کی۔ وہیں ۱۵۹ھ میں اس کا پوتا طاہر پیدا ہوا۔ اس نے علم و ادب سیکھا۔ اور بڑا تنومند اور بہادر نکلا۔ مامون جب مرو میں تھا تو اس کے دربار میں

Marfat.com

رسائی پائی۔ امین کے مقابلہ کے لئے اس نے اسی کو منتخب کیا۔ ان جنگوں میں اس کی متواتر کامیابیوں نے اس کے نام کو روشن کر دیا۔ آخر میں اس نے بغداد میں قبضہ کیا۔ اور امین کو قتل کر کے مامون کی بیعت لی اس کے بعد فضل بن سہل وزیر نے اس کو رقہ میں نصر بن شبث کے مقابلہ میں بھیجا۔ لیکن بیدل ہو جانے کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا۔

مامون کے بغداد میں پہنچنے پر طاہر حاضر ہوا اس وقت اس کی سابقہ خدمات کی قدردانی کر کے مامون نے اس کو بغداد کی کوتوالی اور اس کے اطراف اور صوبہ جزیرہ کی ولایت عطا کی اسی درمیان میں یہ خبر پہنچی کہ عبدالرحمن مطوعی نے نیشاپور میں خارجیوں سے لڑنے کے لئے ایک جماعت کثیر فراہم کی ہے۔ مامون کو یہ شبہ گزرا کہ اس اجتماع کی غرض کچھ اور نہ ہو۔ اس لئے اس نے طاہر کو خراسان کا والی مقرر کر کے بھیجا۔ تاکہ اگر کوئی فتنہ پیدا ہو تو وہ اس کا انسداد کر سکے۔

اس نے وہاں پہنچکر نہایت لیاقت کے ساتھ انتظام کیا جس سے ہر قسم کے فتنے رفع ہو گئے۔ مامون ہمیشہ اس کی تدبیر، شجاعت اور خیر خواہی کی تعریف کیا کرتا تھا۔ اگر خلیفہ امین کے قتل کے جرم کا وہ مرتکب نہ ہوا ہوتا تو غالباً مامون اس کو وزیر اعظم کر دیتا۔

افریقہ میں ابراہیم بن اغلب اور یمن میں محمد بن ابراہیم کی طرح

Marfat.com

طاہر بھی خراسان کا مستقل امیر ہو گیا۔ اور صرف سالانہ خراج دار الخلافہ کو بھیج دیتا تھا۔ باقی کل امور میں آزاد تھا۔

۲۰۷ھ میں مرو میں اس نے انتقال کیا ۲۵۹ھ تک خراسان کی حکومت اس کی اولاد کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد یعقوب بن لیث صفار نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور خاندان صفاریہ کی حکومت قائم ہو گئی۔

باوجود استقلال کے خاندان طاہریہ کا علاقہ دار الخلافہ کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار رہا جس کی وجہ یہ تھی کہ بغداد کی کوتوالی کا عہدہ بھی نسلاً بعد نسلٍ اسی خاندان میں چلا آیا۔ اور برابر ان کے تعلقات مرکز کے ساتھ قائم رہے

عبداللہ بن طاہر طاہر کا بیٹا عبداللہ بھی عہد مامونی کا نامور سپہ سالار تھا۔ اس کی ولادت ۱۸۲ھ میں ہوئی تھی طاہر کی کامیابیوں کے بعد ۱۹۹ھ میں مامون نے اس کو اپنے دربار میں لے لیا اور اس کی تربیت کی ۲۰۶ھ میں نصر بن شبث کے مقابلہ میں اس کو متعین کیا۔ پانچ سال کی متواتر جنگ کے بعد جب وہاں سے کامیابی کے ساتھ فراغت پائی تو مامون نے اس کو مصر کی طرف بھیجا کیونکہ وہاں کا امیر عبیداللہ بن سری باغی ہو گیا تھا۔ عبداللہ نے جا کر اس کو محصور کیا۔ مجبوراً اس نے امان طلب کی۔

اس فساد کو فرو کر کے وہ اسکندریہ کی طرف بڑھا جہاں اندلس کی

فوجیں آکر مسلط ہو گئی تھیں ان کو نکال کر امن قائم کیا۔

علامہ یونس بن عبدالاعلےٰ نے جو مصر کے ایک ممتاز محدث تھے لکھا ہے کہ مصر کی یہ حالت تھی متغلبین اٹھ کھڑے ہوئے تھے جا بجا فتنہ اور فساد برپا تھا۔ ایک طرف سے اندلسی فوجوں نے مصیبت ڈھا رکھی تھی اور اہل مصر سختی اور بلا میں گرفتار تھے کہ اسی درمیان میں مشرق کی طرف سے ایک نوجوان (عبداللہ بن طاہر) آیا اس نے چند دنوں میں سارے ملک میں امان قائم کر دیا اور سب کو مطیع و فرماں بردار بنا لیا۔

سنہ ۲۱۲ھ میں جب وہ مصر سے واپس آیا تو مامون نے جبال آرمینیہ اور آذربائیجان کی ولایت کا فرمان دے کر بابک کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ لیکن اسی اثنا میں خبر آگئی کہ طلحہ بن طاہر والی خراسان کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اس کو خراسان جانے کا حکم دیا وہاں وہ متواتر ۱۸ سال تک حکمراں رہا۔ اور سنہ ۲۳۰ھ میں واثق باللہ کے عہد میں وفات پائی۔

محاصل مامون کا عہد اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ اس کے زیر نگین جس قدر صوبے تھے اور ان سے جتنا خراج ہر سال دارالخلافہ میں آتا تھا وہ کتب تاریخ میں مرقوم ہے۔ علامہ ابن خلدون نے عہد مامون کے محفوظ سرکاری کاغذات کو دیکھ کر تفصیل وار اس کو اپنی کتاب کے مقدمہ میں نقل کیا ہے۔ ہم بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	۳۰۰۰۰
...صنت بدانہ نت	۱۵۰۰۰ ، ۱۵۰ رطل عود ہندی
...ستانی	۳۰۰۰۰۰ ، ۳۰۰ تھان ۲۰ رطل فانید
...ںسانی	۲۸۰۰۰۰۰ ۴۰۰۰ گھوڑے ۱۰۰۰ اعلٰی ۳۰۰۰ تھان ۳۰۰ رطل ابلیسم ۲ نقرد چاندی
...یان	۱۲۰۰۰۰۰ و ۱۰۰۰ پارچہ ریشمی
...رس	۱۵۰۰۰۰ و ۱۰۰۰ نقرہ چاندی
...ستان ودہان	۶۳۰۰۰۰ ۶۰۰ فرش طبرستانی ۲۰۰ چادریں ۵۰ تھان۔

رے	۱۲۰۰۰۰۰۰ ″	۲۰۰۰۰ رطل شہد
ہمدان	۱۱۳۰۰۰۰۰ ″	۱۰۰۰ رطل رب الرمانین، ۱۲۰۰۰ رطل شہد
بصرہ دکوفہ	۱۰۷۰۰۰۰۰ ″	
ماسبذان دریان	۴۰۰۰۰۰۰ ″	
شہرزور	۶۷۰۰۰۰۰ ″	
موصل مع توابع	۲۴۰۰۰۰۰۰ ″	۲۰۰۰۰ رطل شہد
آذربیجان	۴۰۰۰۰۰۰ ″	
جزیرہ دنواحی	۳۴۰۰۰۰۰ ″	۱۰۰۰ غلام، ۱۲۰۰۰ مشک شہد، ۱۰ باز، ۲۰ چادریں۔
آرمینیہ	۱۳۰۰۰۰۰۰ ″	۲۰ قسط، ۵۳۰ رطل رقم، ۱۰۰۰۰ رطل سوماہی، ۱۰۰۰۰ رطل سونخ، ۲۰۰ خچر، ۳۰ بچھیرے۔
برقہ	۱۰۰۰۰۰۰ ″	۱۲۰ فرش
افریقہ	۱۳۰۰۰۰۰۰ ″	
	۲۱۸۶۰۰۰۰۰ درہم	
قنسرین	۴۰۰۰۰۰ دینار	
دمشق	۴۲۰۰۰۰ ″	
اردن	۹۷۰۰۰ ″	

Marfat.com

فلسطین	۳۱۰۰۰۰ دینار۔ ۳۰۰۰۰۰ رطل روغن زیت
مصر	۱۹۲۰۰۰۰ "
یمن	۳۷۰۰۰۰ "
حجاز	۳۰۰۰۰۰ "
	۳۸۱۷۰۰۰

اس آمدنی کا بڑا حصہ بغداد ہی میں خلیفہ امراء۔ وزراء۔ لشکر اور عمل کی تنخواہوں عطیوں اور بخششوں میں صرف کرنا تھا۔ اس وجہ سے رفاہیت اور خوش حالی عام تھی۔

طیفوری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ مامون جس وقت ملک شام میں تھا۔ معتصم اپنی ولایت کا خراج لے کر پہنچا۔ اور اس کے سامنے تیس کروڑ درہم رکھوا دیئے۔ مامون نے کہا کہ ہمارے اہل دربار اور عملا اسکو دیکھتے ہوئے خالی ہاتھ اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ اور ہمیں اس کے مالک بنیں۔ یہ تو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اسی وقت اپنے وزیر محمد بن یزداد کو بلا کر کسی کو دس ہزار کسی کو بیس ہزار دلوایا اور فرمایا کہ جو کچھ بچ گیا ہے اس کو بخشی کے پاس بھیج دو وہ فوج میں تقسیم کر دے۔

حقیقت میں یہ بہت بڑی بخشش ہے۔ لیکن آمدنی کا خیال کیا جائے تو وہ اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔

Marfat.com

علوم و فنون آغاز اسلام میں مسلمانوں کو بوجہ جنگ و جہاد کے علوم فنون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ خلفاء راشد کے زمانہ میں ان کا علمی مشغلہ صرف قرآن اور روایت حدیث تھا۔ بنی امیہ کے عہد سے تدوین کتب شروع ہوئی اور تفسیر و حدیث کی بعض بعض کتابیں لکھی گئیں سب سے پہلا شخص جس نے علوم دخیلہ کی طرف توجہ کی خالد بن یزید اول تھا۔ اس کو کیمیا کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اس نے مصر سے چند یونانیوں کو جو وہاں سکونت گزیں تھے شام میں بلایا اور ان سے اس فن کی بعض یونانی اور قبطی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا پھر خود بھی اس میں رسالے لکھے۔

بنی امیہ ہی کے عہد میں قبطی۔ سریانی اور فارسی زبانوں سے دفتر حکومت عربی میں منتقل کیا گیا۔ اس وقت سے غیر عرب بھی اس زبان کو سیکھنے لگے بالخصوص ایرانیوں کی ایک کثیر تعداد عربی داں ہو گئی۔

عباسی حکومت میں جب عربی اقوام سے تعلقات بڑھے تو خلفاء کو یہ شوق پیدا ہوا کہ ان کے علوم و فنون کو عربی میں منتقل فرمائیں۔ سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور نے کتب قدیمہ کے ترجموں کی طرف توجہ کی اس کے لئے جرجیس بن جرائیل نے جو جندیسا پور کے شفاخانہ میں طبیب تھا طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا ۱۴۸ھ میں منصور نے اس کو اپنے دربار میں بلایا۔ اور قدردانی فرما کر اس کے رتبہ کو بڑھا دیا۔ اس نے بقراط اور جالینوس کی متعدد کتابوں

Marfat.com

کا ترجمہ کر ڈالا۔

جورجس کے علاوہ اور لوگ بھی ... ... اس کام میں مشغول ہوئے ابن المقفع نے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی میں نقل کیا سنسکرت کی کتاب سند ہند اور بطلیموس کی کتاب مجسطی اور اقلیدس کے متالے عربی میں منتقل ہوئے

ہارون الرشید کے زمانہ میں یہ شوق اور ترقی کر گیا اس نے بیت الحکمۃ کے نام سے ایک مکتب خانہ قائم کیا جس میں کتابوں کے ترجمے کئے جاتے تھے۔ اس میں اس نے مختلف اقوام و ملل کے علماء اور حکما اسی کام کے لئے ملازم رکھے جنگ روم میں جب اس نے انگورہ اور عموریہ وغیرہ کو فتح کیا تو وہاں سے بہت سی یونانی کتابیں مختلف علوم و فنون کی لایا۔ اور ان کا ترجمہ کرایا۔

برامکہ نے بھی اپنی فیاضی اور سخاوت سے مترجمین کی سرپرستی کی اور بہت سے اہل علم کو اس کام میں لگایا۔

خلفاء عباسیہ میں مامون سب سے زیادہ صاحب علم و فضل تھا اس نے بڑے بڑے ائمہ مثلاً یزیدی خلیل بصری اور کسائی وغیرہ سے علوم ادبیہ کو حاصل کیا تھا۔ امام مالک سے حدیث پڑھی تھی اس کو چونکہ فلسفہ سے بھی ذوق تھا اس لئے اس نے قیصر کو ایک خط لکھا کہ علوم قدیمہ کی جو کتابیں روم میں محفوظ ہیں وہ ہمارے پاس بھیج دی جائیں تاکہ ان میں گمراہی پھیلے اور ہماری قوم اس سے محفوظ ہے۔

Marfat.com

مامون نے حجاج بن مطر یحیٰے بن البطریق۔ یوحنا بن ماسویہ اور بیت الحکمہ کے مہتمم سالما وغیرہ کو بھیجا یہ جاکر وہاں سے کتابیں لائے اور پھر ان کے لئے مترجمین مقرر کئے۔

اس عہد میں یہ شوق اس قدر عام ہو گیا تھا کہ خلیفہ کے علاوہ امراء نے بھی اپنے یہاں دار التراجم قائم کئے۔

بنو شاکر یعنی محمد، احمد اور حسن تینوں نے روم سے فلسفہ، طب ہندسہ، حساب، اور موسیقی وغیرہ کی کتابیں منگوا کر ان کے ترجمے کرائے اور بیش قرار دولت اس کام میں صرف کی حنین بن اسحاق، ثابت بن قرہ اور حبیش بن الحسن وغیرہ جیسے ممتاز اہل علم ترجمہ کیلئے ملازم تھے جن کی تنخواہوں کا ماہوار خرچ ۵۰۰ دینار تھا۔

مامون کے طبیب خاص جبرئیل بن بختیشوع نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔

قسطا بن لوقا بعلبک کا ایک عیسائی تھا جو مختلف زبانیں جانتا تھا۔ اور طب، فلسفہ اور حساب اور موسیقی سے ذوق رکھتا تھا اس نے بھی یونانی زبان سے متعدد کتابیں عربی میں منتقل کیں۔

عہد مامون کے مترجمین میں سب سے نامور یعقوب بن اسحٰق کندی تھا۔ اس کا سلسلہ نسب اشعث بن قیس بن معدی کرب مشہور قحطانی رئیس تک پہنچتا ہے

Marfat.com

یہ شخص طب، فلسفہ، منطق، ہندسہ اور نجوم وغیرہ میں کامل تھا اسلام میں فلسفی اور حکیم کا لقب سب سے پہلے اسی کو ملا۔ اس نے ارسطو کے فلسفہ اور منطق کو عربی میں نقل کیا۔ اور ان میں جو مشکلات تھیں وہ بھی حل کر دیں۔

حنین بن اسحٰق طب میں فاضل تھا۔ اور یونانی، سریانی، فارسی اور عربی اچھی طرح جانتا تھا۔ ان ممالک میں اس نے سیاحی بھی کی تھی ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ اس کے ترجمے نہایت اچھے ہیں۔

عمر بن فرخان طبری اور ثابت بن قرہ حرانی بھی اچھے مترجمین میں تھے۔

ان کے علاوہ اور بھی کثرت سے مترجمین تھے جنہوں نے حساب، اعداد، لحن اور موسیقی وغیرہ ہر قسم کی کتابیں ترجمہ کیں جن کی وجہ سے علوم اسلامیہ و عربیہ کے علاوہ یونانی، رومی، قبطی اور فارسی، ہندی اقوام کے جملہ علوم و فنون عربی میں آ گئے اور امت اسلامیہ میں شائع ہو گئے۔

محیط زمین

مامون نے ہیئت کی کتابوں میں دیکھا کہ کرۂ زمین کا دور ۲۴۰۰۰ ہزار میل ہے اس نے اس کی تحقیق کے لئے اہل ہیئت کی ایک جماعت متعین کی جن میں بنی شاکر بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے سنجار کے میدان کو جو مسطح تھا اس کام کے لئے منتخب کیا۔ وہاں ایک مقام پر قطب شمالی کا ارتفاع دریافت کر کے ایک کھونٹی گاڑی پھر بخط مستقیم

Marfat.com

رسی باندھتے اور کھونٹیاں گاڑتے ہوئے اس کے شمالی جانب چلے گئے جب ۶۶ ۲/۳ میل پر پہنچے تو دیکھا کہ قطب شمالی کا ارتفاع پورا ایک درجہ بڑھ گیا اس لئے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ قطب کے ایک درجہ کے مقابل میں زمین کی مسافت ۶۶ ۲/۳ میل پڑتی ہے۔

مزید تحقیق کے لئے اس مقام سے جہاں پہلے کھونٹی گاڑی گئی جنوب کی طرف اسی طرح چلے اور جب ۶۶ ۲/۳ میل پہنچے تو دیکھا کہ ارتفاع قطب ایک درجہ کم ہے اس لئے یقین ہو گیا کہ قطب کے ایک درجہ کی مطابقت زمین کے ۶۶ ۲/۳ میل کے ساتھ بالکل ٹھیک ہے اب اس حساب سے آسمان کے ۳۶۰ درجوں کو ۶۶ ۲/۳ کے ساتھ ضرب دیا تو ۲۴۰۰۰ میل ہوئے۔

لیکن مامون کے دل کو تسلی نہیں ہوئی اس نے حکم دیا کہ کسی دوسرے مقام پر بھی اسی طریقے سے تحقیقات کی جائے چنانچہ دوبارہ صحرائے کوفہ میں یہی عمل کیا گیا۔ اور بالکل پہلی تحقیق کے مطابق اترا۔ اس لئے یہ بات مسلم ہو گئی کہ کرۂ زمین کا محیط ۲۴ ہزار میل ہے۔

رصدگاہ ۲۱۴ھ میں مامون نے اطراف ملک سے ممتاز اہل ہیئت و تنجیم مثلاً خالد بن عبدالملک مرورودی۔ سند بن علی اور عباس بن سعید جوہری وغیرہ کو طلب کر کے شماسیہ میں ایک رصدگاہ بنوائی۔ یحییٰ بن ابی منصور اس کا منتظم تھا۔

Marfat.com

مامون کے منجم خاص ابوجعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے جس نے سب سے پہلے کتاب الجبر والمقابلہ لکھی۔ اسی رصدگاہ میں تحقیقات کر کے اپنی زیج مرتب کی جو ابن فزاری کی زیج سے فوقیت لے گئی۔

مامون کو اس ہنر پروری اور علمی دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت تک دنیا میں جس قدر علوم و فنون تھے اہل اسلام ان سب کے مالک اور ان میں دیگر اقوام سے فائق ہو گئے۔ اسی بنیاد پر ہمارے ملک کے ایک علم دوست مورخ نے اس کو ابطال اسلام میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ وہی ان علوم کے لوا کا حامل تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ اسلام کا کام محض نشر و اشاعت علوم ہی نہیں ہے بلکہ اس کا اولین فرض یہ ہے کہ قانون شرع کے مطابق امت کی مہمات کو انجام دے اور اصول اسلام کی حمایت اور ان کا التزام کرے۔ اس حیثیت سے دیکھو گے تو مامون کی شخصیت بھی دیگر خلفاء عباسیہ کی طرح مستبد جمہوریت کش امت کی آزادی بلکہ ان کی ذہنی حریت کو بھی سلب کرنے والی ملے گی جیسا کہ آئندہ صفحات سے روشن ہو جائے گا۔

مجالس علمیہ

مامون کو چونکہ بہ نسبت اپنے پیش رو خلفاء کے علم سے زیادہ ذوق تھا۔ اس لئے وہ ایک جماعت اہل علم کی ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ان سے علمی بحثیں کرتا تھا۔

بغداد میں اس وقت اگرچہ علوم دینیہ کو غلبہ تھا لیکن متکلمین کا ایک

Marfat.com

گروہ پیدا ہو گیا تھا جو عقائدِ دین میں عقلی اصول کے ساتھ بحث کرتا تھا اور چند ایسے نتیجوں پر پہنچ گیا تھا جو علمائے دین کے مسلمہ عقائد سے مختلف تھا۔ اس لئے اس گروہ اور جمہور اہل اسلام میں ایک مخالفت قائم ہو گئی تھی۔

سب سے پہلے یہ اختلافات بصرہ میں پیدا ہوئے پھر وہاں سے منتقل ہو کر بغداد میں پہنچے اس جماعت کا بانی واصل بن عطا رغزال اور عمرو بن عبید تھا جس کی خلیفہ منصور کے دربار میں بڑی عزت تھی۔

اس کے بعد اس کے سرغنے ابو ہذیل علاف ابراہیم بن سیار نظام بشر بن غیاث مریسی عمرو بن بحر جاحظ اور ثمامہ بن اشرس وغیرہ ہوئے یہی لوگ راس المتکلمین اور روساء اعتزال تھے۔

اہل سنت سے جن مسائل میں ان کا اختلاف تھا ان میں سے مندرجہ ذیل وہ نہایت اہم تھے۔

(۱) **خلق افعال** یہ لوگ کہتے تھے کہ بندوں کے جس قدر افعال ہیں ان کے خالق وہ خود ہیں۔ اسی سبب سے وہ ان کے اوپر جزا و سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔

اہل سنت کہتے تھے کہ افعال کا بندوں سے بجز اس کے اور کچھ تعلق نہیں کہ ان کے توسط سے وہ صادر ہوتے ہیں۔ اصلی خالق ان کا اللہ تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

(۲) مسئلہ صفات۔ معتزلہ ذات الٰہی کو صفات سے منزہ مانتے تھے۔ یعنی یہ کہ قدرت، ارادہ۔ سمع۔ بصر، حیات اور کلام وغیرہ جو صفات الٰہی ہیں بذاتِ خود قائم نہیں ہیں ورنہ قدماء کا تعدد لازم آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی عین ذات کے لحاظ سے قادر۔ سمیع اور بصیر وغیرہ ہے۔

اہل سنت صفات کو عین ذات نہیں مانتے تھے بلکہ قائم بالذات کہتے تھے۔

اس سے یہ اختلاف پیدا ہوا کہ قرآن جو کلام اللہ ہے حادث ہے یا قدیم ہے۔ جمہور اس کو کلام کے صفت الٰہی ہونے کی وجہ سے قدیم اور غیر مخلوق کہتے تھے۔ لیکن معتزلہ کا قول تھا کہ ان حروف اور اصوات کو اللہ تعالیٰ ایک حادث جسم میں جس کو نبی کہتے ہیں پیدا کر دیتا ہے یہی ان کے نزدیک وحی کی حقیقت تھی۔

گو علماء اہل سنت مثلاً امام ابو حنیفہ۔ مالک۔ اور شافعی وغیرہ میں بھی باہم اختلافات تھے لیکن ان کا مرجع مسائل شرعیہ اور امور فرعیہ تھے اس لئے یہ اختلافات مخالفت کی حد تک نہیں پہنچے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے اجتہاد اور استنباط کا احترام کرتا تھا۔ لیکن معتزلہ کے اختلافات چونکہ اصول دیانات سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اہل سنت ان کو مبتدع قرار دیتے تھے اور ان کے ایمان میں خلل سمجھتے تھے اسی طرح

معتزلہ ان کو جاہل اور عامی کہتے تھے۔

دوسرا اختلاف سنی اور شیعہ کا تھا اسلام میں جو دو سیاسی فرقے پیدا ہو گئے تھے یعنی شیعہ اور خارجی ان میں سے خارجی تو تقریباً فنا ہو چکے تھے۔ مگر شیعہ باقی تھے۔ اہل سنت کا قول تھا کہ خلفائے راشدین نے جس ترتیب سے خلافت پائی اسی ترتیب سے ان کا رتبہ اور استحقاق تھا لیکن شیعہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق حضرت علی تھے اور ان کے بعد ان کی اولاد۔

اس جماعت کے بھی دو فرقے تھے ایک امامیہ جو غالی تھے اور خلفاء ثلاثہ کو غاصب قرار دیتے تھے دوسرے زیدیہ جن کے نزدیک خلافت کے مستحق اگرچہ حضرت علی تھے لیکن خلفاء ثلاثہ بھی چونکہ عادل تھے اس لئے ان کی شان میں گستاخی ناجائز سمجھتے تھے پھر ان میں سے بھی ہر ایک کی مختلف شاخیں تھیں۔ جن کے آرا اور خیالات میں اکثر اختلافات تھے۔

مامون جب مرو سے بغداد میں آیا تو اس نے اپنے علمی ذوق کی وجہ سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو حکم دیا کہ وہ پایۂ تخت کے علماء کو دربار میں لائیں۔ چنانچہ انھوں نے مختلف جماعتوں کے چالیس علماء چن کر حاضر کئے مامون نے مجلس مناظرہ قائم کی۔ سہ شنبہ کے دن یہ محفل منعقد ہوتی تھی خلیفہ بھی شریک ہوتا تھا۔ اور ہر فرقہ کے اہل علم آزادی کے ساتھ

Marfat.com

بحث کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امامیہ اور زیدیہ بھی اس کے سامنے مسئلہ امامت پر بیباکی سے گفتگو کرتے تھے۔ اور معتزلہ اپنے عقائد کے اثبات میں دلیلیں لاتے تھے۔

اب تک اصحاب حدیث کے غلبہ کی وجہ سے کوئی شخص علانیہ کسی امر میں ان کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ لیکن ان مجالس مناظرہ نے یہ راستہ کھول دیا۔

غالباً مامون کا مقصد اس سے یہ تھا کہ باہمی مناظرات سے اختلافات مٹ جائیں گے۔ اور تمام فرقے متفق اور ہم خیال ہو جائیں گے لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا۔ کیونکہ اس نے خود ان بحثوں میں معتزلہ کے بعض عقائد کی تائید کی۔ خاص کر مسئلہ خلق قرآن میں اس لئے فقہا اور ان کے اثر سے جمہور اہل سنت ان کے مخالف ہو گئے۔

فتنہ خلق قرآن ۲۱۲ھ میں مامون نے خلق قرآن کے عقیدہ کا اعلان کیا۔ اسی وقت سے علماء اور فقہاء نے اس کو بدعتی۔ ملحد بلکہ کافر بھی کہنا شروع کیا۔ یہ مخالفت برابر بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ۲۱۸ھ میں اس نے اپنی رائے کی حمایت میں اپنی قوت کو استعمال کرنا چاہا۔

اس زمانہ میں وہ شام میں جنگ کے لئے گیا ہوا تھا وہاں سے اول ۲۱۸ھ میں امیر بغداد اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کو نہایت

Marfat.com

سخت لہجہ میں ایک فرمان لکھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

خلیفہ اسلام ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں اس دین کی حفاظت اور حمایت کروں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جہلا اور عام مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اللہ اور اس کے کلام دونوں کو یکساں قدیم مانتے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم موحد اور اہل حق ہیں اور دوسرے ملحد اور کافر۔ حالانکہ خود قرآن کی بہت سی آیتیں ان کے اس عقیدہ کی تردید کرتی ہیں۔ ریاکار اور جاہ پسند فقہا نے ان جاہلوں کا ساتھ دے کر ان کو اور بھڑکا رکھا ہے۔ لہذا ان کو جمع کر کے قاضیوں کے سامنے میرا یہ فرمان سنادو۔ جو شخص قرآن کو مخلوق نہ کہے اس کا نام دفتر سے کاٹ دیا جائے۔ اور اس کی شہادت ساقط الاعتبار سمجھی جائے۔

اسحٰق کو یہ فرمان بھی لکھا کہ وہاں کے مشایخ جمہور کو میرے پاس بھیج دو۔ اس نے ممتاز علماء حدیث مثلاً امام بن معین محمد بن سعد صاحب طبقات ابو خثیمہ زہیر بن حرب اور احمد بن ابراہیم دورقی وغیرہ کو بھیج دیا ان لوگوں نے ان کے سامنے جا کر خوف کی وجہ سے اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق ہے۔

Marfat.com

مامون نے پھر اسحق کو حکم بھیجا کہ اس مسئلہ کے متعلق علمائے بغداد کے بیانات قلمبند کر کے میرے پاس بھیجو اس نے بیس اہل علم کو جمع کیا اور ان کے اظہار لئے۔

سوالات وجوابات کی جو نوعیت تھی اس کو دکھانے کے لئے دو ایک بیان نمونتاً درج کرتا ہوں۔

اسحاق۔ قرآن کے مخلوق ہونے کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔؟

علی بن مقاتل۔ میں اس سے پیشتر خود امیرالمومنین سے اس کے بارے میں کہہ چکا ہوں

اسحاق۔ کیا قرآن مخلوق نہیں۔؟

علی۔ قرآن کلام اللہ ہے۔

اسحاق۔ میرا سوال یہ نہیں ہے۔

علی۔ اس کے سوا اور کوئی جواب میرے پاس نہیں ہے۔ ہاں اگر امیرالمؤمنین مجھ سے کسی بات کے کہنے کا حکم دیں گے، تو میں ان کی اطاعت کروں گا۔

علامہ بشیر بن ولید سے اسحاق نے پوچھا کہ تمہارا قرآن کے متعلق کیا ارادہ ہے

بشیر۔ میرا جو کچھ خیال ہے اس کو میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔

اسحق۔ لیکن اب پھر امیرالمؤمنین کا فرمان آیا ہے۔

بشیر۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ قرآن کلام اللہ ہے

اسحق۔ میں یہ نہیں پوچھتا میرا سوال یہ ہے کہ وہ مخلوق ہے یا نہیں۔؟

Marfat.com

بشیر۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔

اسحاق۔ قرآن شے ہے۔

بشیر۔ بے شک۔

اسحاق۔ تو وہ مخلوق ہوا۔

بشیر۔ وہ خالق نہیں ہے۔

اسحاق۔ یہ تو جواب نہیں ہوا۔

بشیر۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ خود امیر المومنین سے بھی کہہ آیا تھا۔ کہ میں اس کے متعلق گفتگو کرنا نہیں چاہتا ہوں۔

اسحٰق نے تمام لوگوں کے بیانات لکھ کر بھیج دیئے۔ مامون نے نہایت برافروختہ ہو کر ایک طویل طومار لکھا۔ جس کو ایک قاصد کے ہاتھ بھیجا بغداد کے ائمہ حدیث اور فقہا پر ایک ایک کر کے رشوت خوری، خیانت دروغ گوئی۔ جہالت اور ریاکاری وغیرہ کی تہمتیں لگائیں اور آخر میں حکم لکھا کہ اگر یہ لوگ قرآن کو مخلوق نہ کہیں تو ان کو پابہ زنجیر میرے لشکر میں بھیج دو۔ دونوں شخصوں بشیر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی کے بارے میں لکھا کہ ان سے توبہ کراؤ۔ اور اگر یہ اپنے عقیدہ سے باز نہ آئیں تو ان کو قتل کر دو۔

اسحٰق نے پھر اہل علم کو جمع کیا۔ اور یہ خط سنایا اس چنگیزی فرمان کو سنکر

Marfat.com

بجز چار شخصوں کے سب نے قرآن کو مخلوق کہہ دیا وہ چاروں قید کئے گئے ان میں سے بھی ایک نے دوسرے دن اور دوسرے نے تیسرے دن اقرار کرلیا۔ اور چھوٹ گئے۔ صرف دو شخص امام احمد اور محمد بن نوح ثابت قدم رہ گئے۔ انھوں نے طے کرلیا تھا کہ ہم قرآن کو کبھی مخلوق نہیں کہیں گے۔

اسی درمیان میں مامون کا ایک اور حکم آیا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ بعضوں نے خوف کی وجہ سے اقرار کرلیا ہے لہذا ایسے منافقوں کو مقید کرکے میرے پاس بھیج دو۔

اسحٰق نے علما کی ایک جماعت کو بیڑیاں پہنا کر سپاہیوں کی حراست میں طرسوس کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ مقام رقہ میں پہنچے تھے کہ وہاں مامون کے مرنے کی خبر آگئی۔ اس لئے پھر بغداد کو واپس بھیج دیئے گئے۔

مامون نے محض متعصبانہ ضد کی وجہ سے اس چھوٹے سے مسئلہ کو اٹھا کر امت میں تفریق پیدا کردی۔ اور ائمہ حدیث اور علما امت کو مصیبت اور آزمایش میں ڈال دیا۔ اس سے نہ صرف اس کی تنگ مزاجی اور فلسفیانہ دیوانگی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی تنگ خیالی اور کوتاہ عقلی کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ اس کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں تھا کہ ایک علمی مسئلہ کو دینی عقیدہ قرار دیکر اپنی قوت کے زور سے جبراً لوگوں سے تسلیم کرائے خاص کر ان ائمہ اور پیشوایان دین سے جن کے سامنے وہ طفل مکتب کی حیثیت

Marfat.com

بھی نہیں رکھتا تھا۔

مامون نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی معتصم ولیعہد کو تاکید کے ساتھ وصیت کر گیا کہ میرے بعد تم بھی اسی طرح ان علماء پر سختی جاری رکھنا۔ معتصم اگرچہ ایک سپاہی آدمی تھا۔ اور علم خاص کر فلسفہ سے زیادہ ذوق نہیں رکھتا تھا۔ لیکن بھائی کی وصیت اور نیز ان رد سار اعتزال کے اثر سے جو دربار میں رسوخ پائے ہوئے تھے۔ اس نے بھی اس تشدد کو جاری رکھا۔ امام احمد بن حنبل کو قید خانہ سے بلوا کر تازیانوں سے پٹواتا تھا اور مجبور کرتا تھا کہ وہ قرآن کو مخلوق کہیں۔ انھوں نے تقریباً ڈھائی سال اس سختی کو برداشت کیا۔ اور صبر کے ساتھ اپنے عزم پر قائم رہے اکثر جب کوڑے پڑتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔

معتصم کے بعد واثق نے بھی اپنے چچا اور باپ کی اس سنت کو جاری رکھا

اس زمانہ میں احمد بن نصر ایک ممتاز رئیس تھا۔ اس کا دادا مالک بن ہیثم چونکہ دعوت عباسیہ کے نقبا میں سے تھا اس لئے دربار خلافت میں اس کا خاندانی اثر اور اقتدار چلا آتا تھا۔ وہ اکثر ائمہ حدیث کی صحبتوں میں بیٹھا کرتا تھا۔ اور معتزلہ کا سخت دشمن تھا۔ چنانچہ باوجود واثق کے تشدد اور اپنی درباداری کے بھی اس نے خلق قرآن کے عقیدے کی علانیہ مخالفت کی۔ اور واثق اور اس کے رفقاء کو کافر کہنے لگا۔

Marfat.com

عام مسلمانوں نے اس کا ساتھ دیا۔ اس نے مخفی طور پر چند ہزار کی ایک جماعت تیار کی۔ ایک رات اس کو بغداد کی دونوں جانب تقسیم کیا اور ایک نقارہ رکھا کہ جس وقت یہ بجایا جائے دونوں سمت سے لوگ قصر خلافت پر حملہ کریں۔ لیکن بدقسمتی سے جو لوگ اس کے بجانے پر متعین تھے ان میں سے ایک شخص نے بنیذ پی لی تھی۔ اس نے وقت مقررہ سے قبل اس پر چوبیں مارنی شروع کر دیں۔ لوگ ابھی تک تیار نہیں ہوئے تھے۔ یہ آواز سنکر محمد بن ابراہیم نائب کو توال موقعہ پر پہنچ گیا۔ وہاں اس کو اس سازش کا پتہ چل گیا۔ اس نے ان میں سے جس قدر لوگ مل سکے ان کو گرفتار کر کے قید کیا۔ احمد کو واثق کے دربار میں لے گیا واثق نے احمد بن نصر سے زیادہ گفتگو نہیں کی۔ صرف یہ پوچھا کہ تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ وہ کلام اللہ ہے۔ واثق نے حاضرین سے فتوی لے کر اس کو قتل کر دیا۔

پھر اس کے جسم کو سامرا میں سولی پر چڑھا دیا۔ اور سر کو بغداد میں بھیج دیا۔ کان میں ایک رقعہ لٹکا دیا جس پر لکھا ہوا تھا۔

یہ احمد بن نصر مشرک اور گمراہ کا سر ہے جس کو امیر المومنین نے بغرض تقرب الہی خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔

مصر میں اس وقت امام ابو یعقوب یوسف بن یحیی نہایت ممتاز

عالم اور امام شافعیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ واثق کو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کو غیر مخلوق کہتے ہیں اس نے والی مصر کے نام حکم بھیجا کہ ان سے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار لو۔ وہ چونکہ امام مذکور کے ساتھ محبت اور حسن عقیدت رکھتا تھا۔ اس لئے ان کو یہ خط سنا کر بہت سمجھایا۔ اور کہا کہ آپ صرف میرے سامنے اقرار کرلیں تاکہ میں خلیفہ کو لکھ دوں اور آپ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے ماننے والے لاکھوں ہیں ان سب کی ذمہ داری میرے اوپر ہوگی۔ والی نے مجبور ہو کر ان کو خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قید کر دیا۔ اسی قید میں ۲۳۱ھ میں وہ انتقال کرگئے۔

اسی قسم کی سختیوں سے جمہور اس عقیدے میں اور بھی سخت ہوگئے یہاں تک کہ معتزلہ کا مذاق بھی اڑانے لگے۔ ایک بار عبادہ نے جو واثق کا ظریف الطبع درباری تھا اس سے کہا کہ جب قرآن مرجائے گا تو کیا ہوگا واثق نے کہا کہ قرآن کیوں مرے گا اس نے کہا کہ ہر مخلوق کے لئے فنا ہے اور وہ بھی مخلوق ہے ایک دن وہ ضرور مرے گا۔ پھر رمضان میں تراویح کیونکر پڑھی جائے گی یہ سنکر واثق ہنس پڑا۔ اور کہا کہ بس بس۔

واثق بھی اپنی سختیوں سے تنگ آگیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح اس ناگوار جھگڑے سے رہائی ملے۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کی بدولت جمہور کے ساتھ مخالفت کی خلیج دن بدن وسیع تر ہوتی جاتی تھی۔ اور نفع کچھ

Marfat.com

نہیں تھا۔

ایک دن ایک بڈھا آدمی اسی بارے میں پکڑا گیا۔ دربار میں لایا گیا۔ ابن ابی داؤد رئیس معتزلہ جو اس فتنہ کا اصلی بانی تھا اس سے سوال کیا کہ کیا قرآن مخلوق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ اس کا جواب دینے سے پہلے میں خود تم سے سوال کرتا ہوں کہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے یا نہیں۔ ابن ابی داؤد نے کہا کہ یقیناً جانتے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر انھوں نے لوگوں سے اس کا اقرار لیا یا خاموش رہے۔ ابن ابی داؤد نے کہا کہ خاموش رہے اس نے کہا کہ جس امر میں یہ لوگ خاموش رہے کیا اس میں تمہارے لئے خاموشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ابن ابی داؤد چپ ہو گیا۔ واثق خوش ہوا اس نے بڈھے کو چھوڑ دیا اس کے اس جملہ کو کہ کیا تمہارے لئے اس میں خاموشی کی گنجائش نہیں ہے اپنی زبان سے کئی بار دہرا لیا۔

ان وجوہات سے سختی کی آگ دھیمی پڑگئی ۲۳۲ھ میں جب متوکل خلیفہ ہو گیا تو اس نے یک قلم ان جھگڑوں کو موقوف کر دیا۔ اور لوگوں کو ان کے عقیدوں پر چھوڑ دیا۔ جمہور اہل اسلام خوش ہو گئے۔

احوال خارجیہ مامون کے ابتدائی عہد میں رومیوں سے کوئی جنگ نہیں پیش آئی لیکن جب انھوں نے جا بجا

Marfat.com

اسلامی سرحدوں پر حملے کرنے شروع کئے۔ تو محرم ۲۱۵ھ مطابق مارچ ۸۳۰ء کو اسحاق بن ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر کے بغداد سے فوجیں لیکر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اور منبج سے دابق وہاں سے انطاکیہ ہوتا ہوا طرسوس پہنچا۔ یہاں سرحدی چھاؤنی تھی جولائی کے مہینے میں رومیوں کے ہاتھ سے قلعہ قرہ کو فتح کر کے ڈھا دیا۔ وہاں جس قدر رومی پکڑے گئے ان کو اپنی فوج سے ۸۶ ہزار دینار پر خرید کر آزاد کر دیا۔ اور ہر ایک کو زاد راہ کے لئے ایک ایک اشرفی دے کر رخصت کیا۔ یہیں سے اپنے غلام اشناس کو قلعہ سندس کی طرف بھیجا اس نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے رئیس کو قتل کیا۔

عجیف اور جعفر کو فوج کے ساتھ قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔

ان فتوحات کے بعد وہ شام کی طرف واپس آیا یہاں یہ خبر پہنچی کہ قیصر روم نے طرسوس اور مصیصہ کے ۱۶۰۰ مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اس لئے پھر روم کی طرف پلٹا۔ پہلے مقام لطیفو پر قبضہ کیا۔ پھر معتصم کو فوج دے کر آگے بھیجا اس نے تیس قلعے فتح کئے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم جو جماعت فقہا میں سے وہ بھی ایک فوج لے کر طوانہ کی طرف گئے اور اس کو تاخت و تاراج کر کے واپس آئے۔

Marfat.com

ان فتوحات کے بعد مامون یکسوم ہوتا ہوا دمشق میں آیا۔ مصر میں چونکہ اضطرابات تھے اس لیے سنہ ۲۱۶ھ میں وہاں گیا۔ جابجا دورہ کر کے انتظام کو درست کیا۔

اہرام کے متعلق بعض لوگ یہ خیال رکھتے تھے کہ ان میں واعظ کے خزانے مدفون ہیں اس خیال سے ان میں سے ایک کو کھدوایا۔ لیکن کچھ مال برآمد نہ ہوا۔ اور صرفہ بہت پڑ گیا اس وجہ سے چھوڑ دیا۔ لیکن یہ خیال بے بنیاد نہ تھا۔ چنانچہ آج کل مصر میں قدیم مصر کے قبرستان سے بیش قیمتی ذخائر برآمد ہوئے ہیں۔

مصر سے دمشق میں واپس آ کر سنہ ۲۱۷ھ میں پھر روم پر فوج کشی کی۔ اور لولوہ کا جو بہت نامی اور مشہور قلعہ تھا محاصرہ کیا۔ عجیف کو وہاں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ اس کو اہل قلعہ نے دھوکے سے گرفتار کر لیا لیکن ۸ روز کے بعد چھوڑ دیا۔ اسی درمیان میں قیصر روم توفیل خود لشکر لے کر وہاں پہنچا۔ مامون نے جب اس کی آمد کی خبر پائی تو عجیف کی مدد کے لیے پلٹا۔ قیصر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ نے امان طلب کی جو منظور کی گئی۔

جمادی الثانی سنہ ۲۱۸ھ میں مامون نے اپنے بیٹے عباس کو طوانہ میں مقرر کیا۔ کہ اس کو آباد کرے اس نے ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا شہر شہر آباد کیا۔ اور مختلف جنگجو قوموں کو وہاں لا کر بسا دیا۔ فصیل تین میل کی مدور

تھی۔ مامون رقہ میں آگیا۔ وہاں سے پھر روم کی طرف بڑھا لیکن طرسوس میں پہنچکر انتقال کر گیا۔

اخلاق و عادات

مامون تمام خلفاء عباسیہ میں حلم و عفو میں بے نظیر تھا۔ درگذر میں اس کو ایسی لذت ملتی تھی کہ اکثر خطاؤں کے بخشنے کے بعد وہ درگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کرنے کے لئے گر پڑتا تھا۔ خود اس کے دشمن بھی اگر اس کے سامنے آجاتے تھے تو ان کو معافی دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ فضل بن ربیع کے قصور کو بھی جو ان تمام برائیوں کا بانی تھا۔ جو امین کے ساتھ ہوئی تھیں اس نے بخش دیا۔

زید بن علی کا بیان ہے کہ مامون ایک دن کھانا کھا رہا تھا۔ ندماء اور اہل دربار سب دسترخوان پر تھے۔ اور سعید خطیب اس کے پس پشت کھڑا ہوا اس کے محامد بیان کر رہا تھا۔ یکایک مامون کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ کوئی رنج یا غم نہیں ہے، بلکہ دل میں اللہ تعالیٰ کے شکریہ کا ایک جذبہ پیدا ہوا جس کے باعث آنسو نکل پڑے۔ دیکھو یہ شخص (صحن میں فضل بن ربیع کی طرف اشارہ کر کے) ہارون کے زمانہ میں دربار میں کرسی زر پر بیٹھا تھا۔ اس کے انداز سے اس وقت بھی میری بد خواہی نمایاں تھی لیکن اس کی بدگوئی اور چغلخوری سے ڈر کر میں اس کے ساتھ مدارات کرتا تھا۔ اور یہ اگر میرے سلام کا جواب دیتا تھا تو

Marfat.com

تو میں خوش ہو جاتا تھا۔ ہارون کے بعد امین کو میرے خلاف اسی نے ابھارا اور برادری کا رشتہ منقطع کرا کر باہم لڑا دیا۔ اور یہ چاہا کہ مجھ کو گرفتار کر کے بے دست و پا بنا کر رکھے۔ اس کا بہترین سلوک میرے ساتھ یہ تھا کہ علی بن عیسٰی کو اس نے بجائے لوہے کے چاندی کی زنجیر دی تھی کہ میں اس میں مقید کر کے لایا جاؤں۔ آج میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم یہ ہے کہ وہ ذلت و خواری کے ساتھ میرے غلاموں کی صف میں بیٹھا ہے۔

پھر اس سعید خطیب کو دیکھو جو کل منبر پر چڑھ کر میری برائیاں کرتا تھا اور مامون کے بجائے اس نے میرا نام ماقون رکھا تھا آج میری مدح و ثنا میں اس طرح تر زبان ہے کہ گویا حضرت عیسٰےؑ یا محمدؐ علیہما السلام کی نعت خوانی کر رہا ہے۔

مامون کا قول تھا کہ لوگ اگر جان لیں کہ عفو میں مجھ کو کس قدر مزا ملتا ہے تو میرے پاس گناہوں کے تحفے لائیں لیکن مصر میں جو عجیب و غریب سختی اس نے کی کہ وہاں کے باغیوں کو باوجود اطاعت قبول کر لینے کے بھی صفر ۲۱۷ھ میں قتل کرا دیا۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو فروخت کر دیا یہ اس کی اس صفت پر ایک نہایت بدنما داغ ہے۔

مامون علم اور ادب میں بھی ممتاز تھا اور علماء کی بے حد قدردانی کرتا تھا قاضی یحییٰ بن اکثم متوفی ۲۴۲ھ کو جو اس زمانہ میں علوم ادبیہ و

Marfat.com

اسالیب ہیں وحید عصر تھے دن رات اپنی مصاحبت میں رکھتا تھا اور وزنا سے بھی بالاتر امتیازات ان کو دے رکھے تھے۔

ان کا ادب اس قدر کرتا تھا کہ ایک رات جبکہ وہ اس کے قریب سوئے ہوئے تھے مامون پانی پینے کے لئے اٹھا اس خیال سے کہ کہیں ان کی نیند نہ ٹوٹ جائے نہایت آہستہ آہستہ جاکر پانی پیا۔ پھر دبے پاؤں آکر پلنگ پر لیٹ گیا۔ قاضی صاحب بیدار تھے۔ صبح کو انھوں نے کہا کہ امیرالمومنین رات کو میں نے آپ کا طرز عمل دیکھا کہ آپ نے میری نیند کا کس قدر احترام کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اخلاق و آداب نے آپ کو بادشاہ اور ہم کو آپ کا غلام بنایا ہے۔

کرم اور فیاضی میں بھی یہ ہارون سے بھی سبقت لے گیا۔ شاعروں اور ادیبوں کو ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر ہزاروں اور لاکھوں درہم بخش دیتا تھا اس کی قدردانیوں کی وجہ سے بغداد ہر قسم کے اہل فن کا مرجع و مرکز بنا ہوا تھا۔

شان و شوکت میں بھی وہ اپنے آباو اجداد سے فوقیت رکھتا تھا روزانہ دس ہزار درہم اس کے دسترخوان کا صرفہ تھا۔

اس زمانہ کی دولت و ثروت اور جاہ و حشمت کا اندازہ کرنے کے لئے مامون کی ایک شادی کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

وزیر ذوالریاستین کے قتل کے بعد ۲۱۰ھ میں مامون نے

اس کے بھائی حسن بن سہل کی بیٹی بوران کے ساتھ شادی کا ارادہ کیا۔ حسن کی طرف سے مقام فم الصلح میں برات کے لئے انتظام کیا گیا۔ مامون مع اپنے اہل خاندان، ارکان سلطنت و حشم و خدم کے گیا ۱۹ دن تک وہاں جشن رہا اور حسن کی طرف سے شاہانہ مہمان نوازی ہوتی رہی اس نے کاغذ کے پرچوں پر گاؤں گھوڑے، درہم و دینار کی قیمتیں لکھ کر مشک میں ان کی گولیاں بنا کر بنی ہاشم امراء فوج اور اعیان سلطنت کے اوپر نثار کیں اور ان سے کہہ دیا کہ جس کے ہاتھ میں جو پرچہ پڑے اس میں جو کچھ لکھا ہو اس کو خزانچی سے وصول کرلے۔

عام لوگوں پر درہم و دینار اور مشک و عنبر وغیرہ بکھیرا۔

مامون کے لئے ایک فرش مکلل جواہر سونے کے تاروں سے بنوایا گیا تھا۔ جب وہ اس پر بیٹھا تو ویسے شاہوار نثار کیے گئے۔

اس تقریب میں حسن بن سہل نے پانچ کروڑ درہم صرف کیے مامون جب وہاں سے واپس آنے لگا تو فم الصلح کو حسن کی جاگیر میں دے دیا اور ایک کروڑ درہم نقد اور فارس اور اہواز کا ایک سال کا خراج عطا فرمایا۔

مامون کے اخلاق میں سادگی اور وسعت تھی۔ مجلسوں اور دفتروں میں لوگ سخت کلامی کر بیٹھتے تھے۔ لیکن وہ برداشت کرتا تھا جب اس کی رائے کسی معاملہ پر غلطی پر ہوتی تھی اور ارکان دولت میں سے کوئی اس کو

Marfat.com

آگاہ کر دیتا تھا تو مان لیتا تھا۔

ایک بار اس نے فرمان لکھوایا کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت بھیجی جائے۔ قاضی یحیٰی بن اکثم کو جب اس کا علم ہوا۔ تو انھوں نے جاکر اس سے کہا کہ عوام اس کو برداشت نہیں کر سکیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ اس سے فتنہ برپا ہو جائے اس لئے بہتر یہ ہے کہ مذہبی عقیدہ میں ہر فرقہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ سیاست اور تدبیر ملکی کے لحاظ سے اس امر کا اظہار کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ خلیفہ کسی خاص فرقے کی طرف میلان رکھتا ہے۔ مامون نے اس نصیحت کو سنکر فرمان کو روک دیا۔ اور شایع نہیں کیا لیکن دفتر میں مہر شدہ وہ محفوظ رہ گیا۔

اسی طرح شیعیت کے جذبہ میں ایک بار اس نے متعہ کے جواز کے اعلان کا حکم دیا۔ قاضی یحیٰی اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ متعہ تو زنا ہے۔ اس نے کہا کس دلیل سے۔ فرمایا کہ قرآن میں صرف بیویاں اور لونڈیاں مرد کے لئے حلال کی گئی ہیں۔ ممتوعہ عورت نہ بیوی ہے کہ اس کو میراث ملے نہ کنیز ہے کہ بیچی جا سکے۔ پھر اس سے تمتع کیونکر جائز ہو سکتا ہے مامون لاجواب ہو گیا۔ اور اپنے ارادہ سے باز رہا۔

مامون اپنے ایک ایک متعلقین کے اندرونی اور خانگی بلکہ عام رعایا کے جزئی سے جزئی حالات سے باخبر رہتا تھا اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ

Marfat.com

معاملات میں کوئی اس کو کسی قسم کا فریب دے سکے۔

شعر فہمی کا ذوق صحیح رکھتا تھا اور خود بھی کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔

موسیقی کا بھی شائق تھا اور نبیذ پیتا تھا۔

وفات ۲۱۸ھ میں جب رقہ سے روم کی طرف فوج کشی کی تو مقام بدندون میں پہنچکر اس کو بخار آیا۔ اور ۱۸ رجب کو وہیں انتقال کر گیا۔ لوگوں نے طرسوس میں لے جا کر دفن کیا۔ عمر ۴۸ سال کی تھی۔ مدت خلافت ۲۰ سال پانچ مہینے تین دن رہی اس میں سے ابتدائی ۶ سال مرو میں گذارے۔

ولیعہدی مامون نے صرف ایک ہی ولیعہد اپنے بھائی معتصم کو بنایا۔ اور اس غلطی میں مبتلا نہیں ہوا جو اس کے پیشرو خلفاء کرتے چلے آئے تھے۔

وفات کے وقت سلطنت کے اہم امور کے متعلق اس کو مفصل وصیت نامہ لکھوا دیا۔

Marfat.com

معتصم (۸)

ابو اسحاق بن محمد ہارون الرشید۔ اس کی ولادت ۱۷۹ھ ہجری میں ایک کنیز ماردہ نامی کے شکم سے ہوئی تھی۔ مامون کے زمانہ میں شام اور مصر کا والی رہا۔ شجاعت کی وجہ سے مامون اس کی بہت قدر کرتا تھا یہی سبب تھا کہ اس نے اپنے بیٹے عباس کو چھوڑ کر اس کو ولیعہد مقرر کیا۔

مامون کی وفات کے دوسرے دن ۱۹ رجب ۲۱۸ھ مطابق ۱۰ اگست ۸۳۳ء کو طرسوس میں اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ طوانہ کو جسے مامون نے آباد کرایا تھا منہدم کرا کے ان لوگوں کو جو بسائے گئے تھے۔ ان کے گھروں کو واپس کیا۔ اور جس قدر ذخائر و اسلحہ وہاں جمع کئے گئے تھے ان سب کو اپنے ساتھ لیا اور جو نہیں لا سکا اس کو جلا دیا ۳۰ رشعبان کو بغداد میں پہنچا۔

وزارت معتصم کا پہلا وزیر فضل بن مروان بن ماسرخس تھا یہ شخص مذہبا عیسائی تھا معتصم کی شہزادگی میں اس کے کاتب

Marfat.com

یحییٰ جرمقانی کے دفتر میں آکر ملازم ہوا تھا۔ چونکہ حساب کتاب میں ماہر اور خوش نویس تھا اس لئے یحییٰ کے بعد معتصم نے اسی کو سپرد دفتر کر دیا۔

۲۱۸؁ میں جب اس کی خلافت کی بیعت ہوئی تو فضل مذکور نے جو بغداد میں اس کا کارپرداز تھا اہل بغداد سے اس کے لئے بیعت لی اور سلطنت کے انتظام کو سنبھالا۔ معتصم نے دارالخلافہ پہنچنے کے بعد اسی کو وزیر بنا لیا اور تمام ملکی معاملات اسی کے سپرد کر دیئے۔

فضل نے بوجہ قدامت کے معتصم پر غلبہ پا لیا۔ اور مستبدانہ روش اختیار کی۔ یہاں تک کہ اس کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا بلکہ بعض اوقات خود معتصم اپنے اخراجات کے لئے اس سے مال طلب کرتا تھا اور وہ نامنظور کر دیتا تھا۔

اہل غرض نے معتصم کو اس کے خلاف اکسایا۔ اس نے فضل کے استبداد کو روکنے کے لئے دو وزیر اور مقرر کئے۔ احمد بن عمار کو اخراجات کا دفتر اور نصر بن منصور کو خراج کا محکمہ سپرد کیا۔ فضل نے ان کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور جھگڑے نے طول کھینچا۔ معتصم نے حساب کی جانچ کرائی تو اس کے ذمہ بہت رقم برآمد ہوئی۔ اس غبن کی وجہ سے اس سے دس لاکھ دینار نقد وصول کئے نیز اس کا سارا اثاثہ جو اسی قدر قیمت کا تھا ضبط کر لیا اور موصل کے راستے میں ایک گاؤں سن میں اس کو قید کر دیا۔

Marfat.com

احمد بن عمار و ابن زیات

فضل کے بعد وزارت عظمیٰ احمد بن عمار کو ملی لیکن اس کی ادبی لیاقت محدود تھی۔ اس لیے معتصم نے اس کو برطرف کر کے ابن زیات کو مقرر کیا اس کا نام محمد بن عبدالملک بن ابان بن حمزہ تھا ابان ایک دیہاتی شخص تھا جو دسکرہ میں رہتا تھا اور وہاں سے تیل بغداد میں لا کر بیچتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ زیات کے لقب سے مشہور تھا۔ محمد نے بغداد میں علم ادب حاصل کیا اور شہرت پائی۔ ابوعثمان مازنی جو نحو کے امام تھے ان کو جب کسی مسئلے میں دشواری پیش آتی تھی تو اس سے حل کراتے تھے۔ پہلے یہ دیوان خلافت میں کاتب تھا۔ احمد بن عمار وزیر نے ایک بار معتصم کے سامنے ایک کاغذ پیش کیا جس میں کلار کا لفظ تھا اس نے پوچھا کہ کلار کس کو کہتے ہیں۔ احمد کو خود اس کا علم نہیں تھا معتصم نے کہا کہ خلیفہ امی اور وزیر جاہل پھر کام کیسے چلے۔ حکم دیا کہ دفتر سے کسی کاتب کو بلاؤ۔ ابن زیات بلایا گیا۔ اس نے اس کے معنی بتلائے۔ اور گھاس کی جتنی قسمیں ہیں اور ان کے لئے جو جو الفاظ ہیں ان سب کی تشریح کر دی معتصم اس کی لیاقت سے خوش ہوا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر دیا۔ یہ معتصم۔ واثق بلکہ متوکل کے زمانہ تک اس عہدہ پر رہا۔

Marfat.com

ابن ابی داؤد

احمد بن ابی داؤد ایادی اگرچہ وزیر نہیں تھا لیکن وزرا سے زیادہ اثر اور رسوخ رکھتا تھا معتصم کے دربار میں اس کا وہی رتبہ تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحییٰ بن اکثم کا تھا۔ یہ قنسرین کے ایک گاؤں کا باشندہ تھا اور اس کا خاندان تجارت پیشہ تھا سنہ ۱۶۰ھ میں اس کی ولادت بصرہ میں ہوئی وہیں اس نے تعلیم و تربیت پائی پھر بغداد میں آیا۔ اور قاضی یحییٰ بن اکثم کی مجلسوں میں شریک ہونے لگا۔ انھوں نے مامون کے حسب الحکم جب محفل مناظرہ کے لئے علما کا انتخاب کیا تو اس میں اس کو بھی شامل کیا اس کی بحث مامون کو بہت پسند آتی تھی۔ اس لئے وہ اس کی قدر کرتا تھا۔ وفات کے وقت معتصم کو بھی وصیت کر گیا کہ اس کو اپنے ہر مشورہ میں شریک رکھنا چنانچہ معتصم ابن ابی داؤد کی کسی بات کو مسترد نہیں کرتا تھا۔ اور جس امر کی وہ سفارش کرتا تھا اس کو منظور کر لیتا تھا۔

ایک بار یہ واقعہ پیش آیا کہ معتصم کے سپہ سالار اعظم افشین نے ایک عربی امیر ابو دلف قاسم بن عیسیٰ عجلی پر از راہ عداوت خون کا الزام قائم کر کے چاہا کہ اس کو قصاص میں قتل کر دے ابن ابی داؤد کو یہ خبر معلوم ہوئی اس نے سوچا کہ اگر میں اس وقت خلیفہ کے پاس جاتا ہوں تو دیر ہو جانے کی وجہ سے معاملہ ہاتھ سے جاتا رہے گا اس لئے فوراً سوار ہو کر

Marfat.com

افشین کے یہاں پہنچا۔ دیکھا کہ جلاد تلوار لئے ہوئے ابو دلف کو قتل کرنے کے واسطے تیار ہے۔ جلدی سے آگے بڑھکر افشین سے کہا کہ مجھکو امیرالمومنین نے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ تم ابو دلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کردو۔ پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے امیرالمومنین کا حکم ایسے وقت جب کہ ابو دلف صحیح و سالم موجود ہے پہنچا دیا۔ سب نے کہا کہ ہم شاہد ہیں۔ اس کے بعد وہ معتصم کے پاس گیا۔ اور سارا ماجرا سنا کر کہا کہ تنگیٔ وقت کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپ کی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا معتصم نے اس کی کارروائی کو پسند کیا۔ آدمی بھیجکر ابو دلف کو بلایا اور اس کو رہا کر کے انعام بخشا۔ پھر افشین کو طلب کیا۔ اور سختی کے ساتھ توبیخ کی کہ بلا اجازت خلیفہ کے تم خود کس قانون سے قصاص لینے کا حق رکھتے ہو۔

ایک بار معتصم خالد بن یزید شیبانی سے اس بات پر سخت ناراض ہوا کہ وہ اپنی ولایت کا خراج نہیں بھیجتا۔ اس کو طلب کیا اور سزا دینی چاہی۔ ابن ابی داود نے سفارش کی لیکن معتصم نے نہیں مانا اور غصہ میں خاموش رہا۔ یہ دیکھ کر ابن ابی داود اپنی کرسی چھوڑ کر پائین فرش پر جا بیٹھا۔ معتصم نے جب اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ مقربین میں اس شخص کا بیٹھنا مناسب نہیں جس شخص کی سفارش نہ سنی جائے اس نے

کہاکہ تم اپنی جگہ پر آؤ۔ تمہاری سفارش سنی جائے گی۔ وہ خوش ہوکر اپنی کرسی پر جاکر بیٹھا اور کہاکہ اس بات کا بھی اظہار ہونا چاہیئے کہ امیرالمومنین نے اس کو اپنی خوشی سے چھوڑا ہے۔ معتصم نے خالد کو ایک خلعت اور چھ مہینے کی تنخواہ عطا کر کے رخصت کیا۔

خالد چونکہ ممتاز رؤسا عرب میں سے تھا اس وجہ سے اس کی گرفتاری اور مصادرہ کی خبر سنکر بہت سے لوگ محل خلافت کے دروازے پر آکر جمع ہو گئے تھے۔ خلاف توقع جب وہ شاہی خلعت پہنکر نکلا تو سب نے خوشی کا نعرہ لگایا۔ اور کہاکہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے عرب کے سردار کو رہائی بخشی۔ خالد نے کہاکہ خاموش۔ عرب کا سردار میں نہیں ہوں بلکہ احمد بن ابو دؤاد ہے۔

معتصم کے عہد میں ترکوں کی کثرت کی وجہ سے عربی امرا جو برائے نام باقی رہ گئے تھے ان کی عزت صرف اسی ابن ابی دؤاد کی وجہ سے قائم تھی۔ کیونکہ اس کے اندر عربی عصبیت تھی۔ اور وہ ان کا بہت خیال رکھتا تھا۔

علوم فقہیہ میں ممتاز اور فن کلام میں ہیاج بن علا سلمی اور واصل بن عطا غزال کبیر کا شاگرد تھا اسی وجہ سے مذہباً معتزلی تھا۔ ائمہ اہل سنت پر مامون اور معتصم وغیرہ کے زمانہ میں جو سختیاں ہوئیں

Marfat.com

ان سب کا محرک یہی تھا۔ اور مسئلہ خلقِ قرآن میں نہایت غلو رکھتا تھا۔

علویہ

معتصم کے آغاز عہد میں شیعہ امامیہ کے امام نہم محمد جواد نے پچیس سال کی عمر میں ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے نکاح میں مامون کی بیٹی ام الفضل تھی۔ بیوہ ہو جانے کے بعد وہ اپنے چچا معتصم کے یہاں آ گئی۔ امام محمد جواد کے بیٹے ابوالحسن علی ہادی کی عمر اس وقت سات سال کی تھی شیعہ نے انھیں کو اپنا امام بنایا۔

زیدیہ جماعت کے امام محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن امام زین العابدین تھے۔ انھوں نے کوفہ سے طالقان میں جا کر اہل خراسان سے اپنی امامت کی بیعت لینی شروع کی۔ یہاں تک کہ ایک کثیر جماعت اس اطراف کی ان کے ساتھ ہو گئی۔ انھوں نے علی الاعلان اپنی امامت کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ان کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی۔ انھوں نے شکست کھائی اور وہاں سے دوسری سمت کو روانہ ہو گئے راستہ میں لنسا میں قیام کیا۔ اس ضلع کے عامل کو پتہ چل گیا اس نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے معتصم کے یہاں روانہ کیا۔

Marfat.com

معتصم نے ۲۱۹ھ میں سامرا میں ان کو قید کردیا۔ عید کی شب کو جبکہ لوگ خوشی میں مشغول تھے وہ چند آدمیوں کی مدد سے قید خانہ سے نکلکر غائب ہوگئے اور پھران کے وجود کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔ زیدیہ کی ایک جماعت اس بات کا اعتقاد رکھتی تھی کہ وہ امام مہدی ہیں اور زندہ غائب ہوگئے ہیں جب دنیا ظلم وستم سے بھرجائے گی تو پھر ظاہر ہوکر اس کو عدل وانصاف سے معمور کردیں گے۔ مسعودی کے بیان کے مطابق ۳۳۲ھ تک اس عقیدہ کے لوگ موجود تھے۔

فوج معتصم خود فوجی آدمی تھا۔ اس وجہ سے اس کی توجہ فوج کی طرف زیادہ منعطف ہوئی۔ اس نے ترکوں کی بہادری اور شجاعت کو دیکھکر ان کی ایک کثیر تعداد فراہم کی۔ اور ہزاروں ترکی غلام خریدے اب ایرانیوں اور خراسانیوں کے ساتھ فوج کا غالب عنصر ترکی ہوگیا۔ عرب اس کے دفتر سے خارج کردیئے گئے۔ صرف اہل مصر ویمن کی جس میں بنی قیس کے بھی کچھ لوگ تھے مغاربہ کے نام سے ایک فوج باقی رکھی گئی۔

فرغانہ اور اشروسنہ کے ترک اس قدر وحشی خو اور جاہل مزاج تھے۔ بغداد کی سڑکوں پر بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے تھے جس سے اکثر عورتیں اور بچے وغیرہ ٹکرا کر زخمی ہوتے تھے۔ اور کبھی کبھی مر بھی جاتے تھے خراسانی

Marfat.com

سپاہی ان کو پکڑ کر سزائیں دیتے تھے۔

یہ جھگڑے زیادہ بڑھے اور معتصم کے پاس شکایتیں پہنچیں اس نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک نئی چھاؤنی بنا کر اس جدید لشکر کو وہاں رکھے چنانچہ سامرا آباد کیا۔

معتصم ترکوں کا ایسا قدردان تھا کہ اس نے ان کے لباس کو دوسری فوجوں کے لباس سے ممتاز رکھا۔ ان کا ملبوس ریشمی ہوتا تھا۔ جس پر طلا کاری کی جاتی تھی۔ اور پیٹیاں سنہری تھیں۔ اس نے انھیں میں سے چند رؤسا کو سپہ سالاری کے مناصب عطا کئے اور خلافت اسلامیہ کا مستقبل ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ ذیل میں ان میں سے بعض کا حال لکھتے ہیں۔

(۱) افشین ۔ اس کا نام حیدر بن کاؤس تھا۔ اور یہ اشروسنہ کے بادشاہ کا بیٹا تھا۔ جس کا خاندانی لقب افشین تھا۔ مامون کے عہد میں معتصم کے پاس آکر ملازم ہوا چونکہ اس میں شجاعت اور شہامت تھی۔ اس لئے معتصم نے اپنی ولایت مصر و شام کے زمانہ میں اس سے فوجی کام لئے۔ برقہ میں ایک بار بغاوت کی شورش اٹھی تھی اس کو اسی نے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

خلیفہ ہو جانے کے بعد جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں معتصم نے اس کو

بابک خرمی کے مقابلہ پر متعین کیا۔ وہاں اس نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور اس کو مع زن و بچہ کے گرفتار کر کے لایا۔ معتصم اس سے اس قدر خوش ہوا کہ جب اس کو واپسی کا حکم بھیجا تو روزانہ ہر منزل پر اس کے لئے گھوڑا اور جوڑا بھیجتا تھا۔ اور جس وقت سامرا میں پہنچکر دربار میں داخل ہوا اس وقت دو عدد مالائے مروارید اس کے گردن میں ڈالیں اور دس لاکھ درہم اس کو اور دس لاکھ درہم اس کی فوج کو انعام دیا۔

معتصم نے جس وقت روم پر یورش کی اس وقت فوج کے تین حصے کئے تھے ان میں سے اس حصہ کا سپہ سالار جس نے قیصر روم توفیل کو شکست دی تھی یہی افشین تھا اس فتح سے اس کا درجہ اور بھی بڑھ گیا۔

اب اپنی عظمت اور شوکت کو دیکھکر اس کے دل میں ہوس پیدا ہوئی کہ میں کسی طرح اپنے ملک یعنی بلاد ماوراءالنہر کی مستقل بادشاہت حاصل کروں اس کا اظہار اس طرح پر ہوا کہ بابک کی لڑائی میں نیز اس کے بعد بھی اس کو جو کچھ صلے اور انعامات ملتے تھے وہ ان کو اپنے خاص آدمیوں کے ہاتھ اپنے ملک میں بھیجتا تھا۔ راستہ میں خراسان تھا جہاں کا والی عبداللہ بن طاہر جیسا بیدار مغز آدمی تھا۔ وہ ان آدمیوں کا جائزہ لے کر خلیفہ کو ساری کیفیت سے مطلع کرتا رہتا تھا۔ افشین کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ جب تک عبداللہ خراسان میں موجود ہے مجھ

کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس فکر میں پڑا کہ کسی صورت سے معتصم کو اس سے برگشتہ خاطر کرا دے۔ تاکہ وہ اس کو معزول کر کے مجھے اس کی جگہ پر مقرر کرے۔

اس زمانہ میں طبرستان میں مادیار نامی ایک نامور رئیس تھا۔ جو خاندان طاہریہ کا سخت دشمن تھا۔ وہ باوجود ماتحت ہونے کے اپنا خراج خراسان کے خزانہ میں نہیں داخل کرتا تھا۔ بلکہ براہ راست خلیفہ کے پاس بغداد میں بھیجتا تھا۔ بیت المال خلافت سے وہ رقم ولایت خراسان کے حوالے کی جاتی تھی۔ اور اس کی رسید لی جاتی تھی۔

افشین نے یہ سوچا کہ مادیار کو عبداللہ کے مقابلہ میں کھڑا کرے تاکہ اس شورش کو فرو کرنے کے لئے خلیفہ خراسان کی ولایت کا فرمان مجھ کو دے کر اس طرف روانہ کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی خاش کے نام اور قلم سے مازیار کے بھائی قوہیار کے پاس خطوط بھیجنے شروع کئے۔ جن میں اس کو عبداللہ سے بغاوت کرنے کی ترغیب دلائی۔

وہ دونوں بھائی یہ اشارہ پاکر سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔ خراج روک دیا۔ اور طبرستان کے ایک کوہستانی مقام میں قلعہ گیر ہو گئے۔

Marfat.com

عبداللہ نے اپنے چچا حسن بن حسین بن مصعب کو ایک فوج گراں کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کیا کہ باغیوں کے دستبرد سے اس کو محفوظ رکھے۔ معتصم نے بھی محمد بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا۔ پھر حسن بن قارون طبری سپہ سالار کو اس کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ اور منصور بن حسن عامل دنباوند کو کہا کہ تم رے کی طرف سے طبرستان پر فوج کشی کرو۔ افشین جیسا کہ اس کا خیال تھا اس مہم کے لئے نہیں طلب کیا گیا۔

مازیار کو جب چاروں طرف سے فوجوں نے محصور کر لیا۔ تو اس نے امان طلب کی۔ اور حسن بن حسن کے پاس حاضر ہو گیا۔ اس نے اس کو اپنے چچازاد بھائی محمد بن ابراہیم کے حوالہ کیا اور وہ اس کو لے کر خلیفہ کے پاس گیا۔ وہاں مازیار نے اصل حقیقت بیان کر دی اور اس کے بھائی نے افشین کی طرف سے جو خطوط گئے تھے ان سب کو خلیفہ کے سامنے رکھ دیا ان کے پڑھنے سے کھل گیا کہ یہ ساری کارروائی افشین کی تھی اور گو ظاہر میں وہ مسلمان ہے لیکن باطن میں اب تک اپنے آبائی دین پر قائم ہے۔ اور مسلمانوں کو مٹانے کی تدبیر میں مصروف ہے۔ کیونکہ ان خطوط میں سے ایک خط کا مضمون یہ تھا۔

Marfat.com

اب اس عجمی دین روشن کی مدد کرنے والا میرے اور تمہارے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ ایک بابک تھا مگر اس نے جہالت سے اپنے آپ کو ضائع کیا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ اس کو تباہی سے بچاؤں لیکن وہ حماقت سے میرے مشوروں پر عمل پیرا نہ ہوا۔

اب اگر تم بغاوت کرو گے تو چونکہ سارے جنگ آور سپاہی اور شہسوار میری ہی فوج میں ہیں۔ اس لئے لامحالہ تمہاری مقابلہ کے لئے یہ لوگ مجھ ہی کو بھیجیں گے اس وقت ہم سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ عرب کی مثال تو کتے کی ہے ان کے سامنے ٹکڑا ڈال دو اور لٹھ سے ان کا سر کچل دو۔ رہے مغاربہ وہ بہت تھوڑے ہیں اور یہ شیطانوں کے بچے (خراسانی) گھڑی بھر مقابلہ کر سکتے ہیں جہاں ان کے تیر ختم ہوئے پھر ان کے اوپر حملہ کرکے سب کو قتل کر دو۔ اس کے بعد یہ دین قدیم اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔

اس خط سے افشین کی بے دینی اور بدنیتی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ قاضی احمد بن ابی دؤاد نے خلیفہ کے غلام بغا کو حکم دیا کہ افشین

کو قید میں رکھو۔ چند دنوں کے بعد وہ قید میں مر گیا۔ ان کی نعش سولی پر لٹکا دی۔ پھر اس کو اسی لکڑی کے ساتھ جلا دیا۔

(۲) **ایتاخ**۔ یہ بلاد خزر کا باشندہ اور سلام ابرش کا غلام اور باورچی تھا۔ سنہ ۱۹۹ھ میں معتصم نے اس کو خرید لیا اور اسحق بن ابراہیم کا مددگار مقرر کر دیا۔

معتصم کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ جب وہ کسی کو قید یا قتل کرنا چاہتا تھا تو اسی کے حوالہ کرتا تھا۔ روم کے حملے میں ایک حصہ فوج کا امیر اس کو بنایا۔ معتصم کے زمانہ میں برابر اپنے عہدہ پر قائم رہا۔ اور واثق کی خلافت میں مختار کل ہو گیا۔ دار الخلافہ کی ولایت فوج کی امیر الامرائی برید اور حجابت کے عہدے سب اس کے پاس تھے۔ سنہ ۲۳۵ء میں متوکل کے ابتدائی عہد میں قتل کیا گیا۔

(۳) **اشناس**۔ یہ بھی معتصم کا ایک زرخرید غلام تھا۔ اس کی بہادری کو دیکھکر جنگ عموریہ میں معتصم نے اس کو مقدمۃ الجیش پر متعین کیا وہ اس کا ایسا قدردان تھا کہ سنہ ۲۲۵ھ میں اپنے سامنے دربار میں زرین کرسی پر بٹھا کر اس کو تاج پہنایا۔ اس کی بیٹی اترنجہ کی شادی افشین کے بیٹے حسن کے ساتھ

Marfat.com

خود اپنے اہتمام سے کی۔

واثق نے بھی ۲۲۸ھ میں اس کو تاج مرصع بخشا۔ اور دو مالائے مروارید عطا کیں، یہ برابر اپنے عہدے پر قائم رہا اور ۲۳۰ھ میں انتقال کرگیا۔

ان کے علاوہ عجیف بن عنبسہ وصیف اور بغا کبیر ابوموسیٰ وغیرہ بھی مشہور امرائے فوج میں تھے یہ سب کے سب ترک تھے۔ معتصم نے عربوں کو فوج سے نکال کر اپنی اولاد اور سلطنت کو اس بیرونی عنصر کے قبضہ میں کر دیا۔ کبھی کبھی وہ خود جب ان کے حالات کو دیکھتا تھا اور ان کی خود غرضی اور استبداد پر نظر ڈالتا تھا تو اپنی غلطی محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ ایک بار اس نے اسحٰق بن ابراہیم سے کہا بھی کہ میں نے چار شخصوں کی تربیت کی۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی کام کا نہ نکلا۔ افشین کا جو حال ہوا وہ ظاہر ہے۔ اشناس سست اور بیکار ہے۔ ایتاخ سے کچھ توقع نہیں۔ اور وصیف کسی رخنہ کو بند نہیں کر سکتا۔

اسحٰق نے کہا کہ یہ لوگ نہ کسی معزز خاندان کے ہیں نہ قبیلہ کے۔ کہ ان کو اپنے باپ دادا کے ننگ و ناموس کا خیال ہو۔ ان کی مثال،

Marfat.com

ان شاخوں کی ہے جو بے اصل ہوتی ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی برگ و بار لاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد سے بنی عباس پر جو زوال آیا اور ان کی خلافت کمزور ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ مٹ گئی اس کی ساری ذمہ داری معتصم پر ہے جس نے بے سوچے سمجھے خلافت اسلامیہ کے مستقبل کو امرار عرب کے ہاتھوں سے نکال کر غلاموں کے سپرد کر دیا۔ جو صرف اپنے عارضی اور دنیاوی فائدے کے خواہاں تھے نہ ان کو قومی ناموس کا خیال تھا۔ نہ بقائے خلافت کی فکر تھی نہ اصول اسلام کی حقیقت سے آگاہی تھی نہ وہ امت کے حقوق کا احترام کرتے تھے چنانچہ اسی وجہ سے فلسطین میں ابو حرب مبرقع یمانی کی بغاوت ظہور پذیر ہوئی۔

صورت یہ ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی نے اس کے گھر میں ٹھہرنا چاہا وہ اس وقت موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے سپاہی کو اندر آنے سے روکا۔ اس نے اس عورت کو کوڑا مارا۔ جب ابو حرب آیا تو اس کی بیوی نے اس سے کیفیت بیان کی اور کوڑے کی مار کا نشان دکھایا۔ وہ اشتعال میں تلوار لے کر اس سپاہی کی طرف بڑھا۔ اور اس کو قتل کر کے روپوش ہو گیا۔ اور منہ پر نقاب ڈال

Marfat.com

کرارد ن کے پہاڑوں میں جاکر رہنے لگا۔ وہاں ایک عرصہ تک لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نواحی کے کاشتکار اس کی مظلومیت کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان کو لے کر دہ یمن کی طرف پہنچا۔ یہاں کے بھی بعض رؤسار خاص کر ابن بہیس نے جو میر قبائل تھا اس کی حمایت کی۔ معتصم نے رجار بن ایوب کو ایک ہزار فوج دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا رجار نے دیکھا کہ ابو حرب کے ساتھ ایک لاکھ سے بھی زیادہ جمیعت ہے اس لئے وہ رک گیا۔ جب زراعت کاٹنے کا وقت آیا۔ اور ابو حرب کے ساتھی اپنے کھیتوں کے کاٹنے کو چلے اور اس کے پاس صرف دو ڈھائی ہزار آدمی رہ گئے تو رجار نے حملہ کیا۔ اور سب کو پکڑ کر دربار میں لایا۔

محاصل جس طرح عہد ماموں کی آمدنی کو اس زمانہ کے کاغذات سے نقل کرکے علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے میں ثبت کر دیا ہے اسی طرح معتصم کے عہد کے کل مالیہ کو قدامہ بن جعفر نے کتاب الخراج میں تفصیل وار لکھا ہے دونوں زمانے چونکہ بالکل متصل تھے اس لئے کوئی زیادہ تغیر اس میں نہیں ہوا۔ اور میزان تقریباً وہی رہی جو ماموں کے عہد میں تھی اسی وجہ سے ہم نے اس کا یہاں

Marfat.com

نقل کرنا بھی ضروری نہیں خیال کیا۔

احوال خارجیہ معتصم کا ہمعصر روم میں قیصر توفیل تھا۔ جو مامون سے شکست کھا چکا تھا۔ اس کینہ کی وجہ سے وہ اسلامی سرحد پہ حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔

جب معتصم کی فوجیں بابک کی مہم میں مشغول تھیں تو بابک نے توفیل کو لکھا کہ اسلامی فوج کا بڑا حصہ اس وقت میرے مقابلہ میں مصروف ہے۔ اگر ایسے موقع پر تم چڑھائی کر دو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر رومی بڑھے تو مجھ پر سے بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔

توفیل نے ایک لاکھ آدمی لے کر چڑھائی کی۔ زبطرہ میں پہنچکر آگ لگا دی۔ اور وہاں کے مسلمانوں کو قتل کیا۔ پھر ملطیہ کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک ہزار مسلمان عورتوں کو گرفتار کیا۔ اس نواح میں جتنے قلعے اور آبادیاں تھیں۔ سب کو لوٹا اور جو مسلمان اس کے ہاتھ لگا اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی اور اس کے اعضا کاٹ کاٹ کر اس کو مار ڈالا۔

معتصم کے پاس جس وقت یہ اطلاعات موصول ہوئیں وہ بیتاب

Marfat.com

ہو کر چیخ اٹھا۔ اسی وقت نفیر عام کا حکم دیا۔ مقدمۃ الجیش کو فوراً روانہ کیا۔ اور اپنی روانگی کی تیاری میں مصروف ہوا۔ طلایہ لشکر جس وقت زبطرہ میں پہنچا اس وقت رومی قتل و غارت کر کے جا چکے تھے۔ اب وہاں کے مسلمانوں کو اطمینان ہوا۔ اور وہ جا بجا سے آ آکر پھر اپنے اپنے گھروں میں آباد ہو گئے۔

بابک کی مہم سے فراغت کے بعد معتصم نے درباریوں سے پوچھا کہ رومیوں کا سب سے مضبوط قلعہ کون سا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عموریہ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں توفیل پیدا ہوا تھا۔ معتصم نے کہا کہ زبطرہ میرا مولد ہے توفیل نے اس کو لوٹا ہے۔ تو میں عموریہ کو غارت کروں گا۔

اس نے اس عظیم الشان لشکر کو ہر قسم کے ساز و سامان سے درست کر کے روم پر فوج کشی کی۔ فوج کی ترتیب یہ تھی۔

مقدمۃ لشکر پر اشناس اور پھر محمد بن ابراہیم بن مصعب میمنہ پر ایتاخ میسرہ پر جعفر بن عبداللہ خیاط۔ قلب میں خود معتصم تھا۔ افشین کو ایک فوج دے کر کہا کہ تم الحدث کے راستہ سے فلاں روز انگورہ پہنچو۔ اسی طرح اشناس کو بھی حکم دیا کہ اسی روز تم طرطوس کی طرف سے رومی سرحد میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن

اشناس جب مرج اسقف میں پہنچا تو وہاں اس کو معتصم کا حکم ملا کہ ٹھہر جاؤ۔ کیونکہ تمہارے سامنے قیصر ہے اور وہ دریائے لامس کو عبور کر کے اچانک حملہ کی تیاری میں ہے۔ اشناس نے وہاں تین دن توقف کیا۔ اس کے بعد اس کے جاسوسوں نے اطلاع آکر یہ دی کہ قیصر یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اور اب وہ افشین کے پاس ناقہ سوار دوڑایا۔ اس نے فوراً معتصم کو اطلاع دی۔ معتصم نے افشین کے پاس ناقہ سوار دوڑایا کہ قیصر تمہاری گھات میں ہے تم رک جاؤ۔ جب ساری فوجیں ایک ساتھ مل جائیں تو پیش قدمی کریں۔

لیکن افشین کو یہ اطلاع نہیں پہنچنے پائی وہ آگے بڑھ گیا۔ قیصر سے مقابلہ ہوا۔ ہولناک معرکہ پیش آیا۔ دوپہر تک اسلامی فوج نے نقصان اٹھایا لیکن اس کے بعد جب ترکی سوار حملہ آور ہوئے۔ تو رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست فاش کھا کر بھاگے افشین اس فتح کے بعد انگورہ کی طرف چلا اور وہاں معتصم اور اشناس سے ایک روز بعد پہنچا۔

قیصر اپنی متفرق اور ہزیمت خوردہ فوج کو جمع کر کے پھر تیار ہوا معتصم نے اپنی فوج کے تین حصے کئے اور عموریہ کی طرف

Marfat.com

ان کو بڑھایا۔ میمنہ افشین کی ماتحتی میں تھا اور میسرہ اشناس۔ قلب میں خود معتصم تھا۔

عموریہ انگورہ سے سات منزل پر تھا پہلے وہاں اشناس پہنچا اس نے اپنی فوج کے ساتھ پورا چکر لگایا۔ اور دو میل کے فاصلہ پر فرودکش ہو گیا۔ ۹ رمضان ۲۲۳ھ کو معتصم پہنچا اس نے بھی دورہ کر کے دوسری جانب اسی قدر فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ پھر افشین آیا اس نے بھی یہی کیا۔

اسلامی فوج کے ہر حصہ کے پاس لکڑی کے بڑے بڑے برج تھے ان کو ہر طرف سے عموریہ کی فصیل کے متصل لگا کر لگا دیا۔ اور ان پر سے تیر باری شروع کی۔ قلعہ شکن آلات اور منجنیقیں نصب کر کے بڑے بڑے پتھر پھینکنے شروع کئے۔ جن کے صدمہ سے ایک جانب کی شہر پناہ ٹوٹ گئی۔ خندق کو پاٹ کر مسلمان اس طرف سے شہر میں گھسے۔ اور سخت جدال و قتال کے بعد اندر داخل ہو گئے۔

زبطرہ اور ملطیہ میں رومیوں نے جس قدر مسلمانوں کی خونریزی کی تھی ان کا یہاں انتقام مل گیا۔ اور مال غنیمت اس قدر کہ جس کا شمار مشکل تھا۔

اس محاصرہ اور فتح میں کل پچپن ۵۵ دن صرف ہوئے۔

اسی حالت میں جب کہ اسلامی فوج دشمنوں کے ملک اور مقابلہ میں جہاد میں مصروف تھی یہ افسوسناک معاملہ پیش آیا کہ شاہزادہ عباس بن مامون نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے عجیف بن عنبسہ سے ملکر چند ترکی امرار کو اپنے ساتھ اس بات پر متفق کیا کہ معتصم کو قتل کرا کے خود خلیفہ ہو جائے۔ لیکن اس سازش کا راز کھل گیا معتصم نے ان تمام امرار کو جو اس میں شریک تھے قتل کر ڈالا۔ اور عباس کو قید کر دیا۔ وہ قید کی سختی میں ہلاک ہو گیا۔

اس عظیم الشان فتح کے بعد معتصم دارالخلافہ کی طرف پلٹا۔ جس دن سامرا میں داخل ہوا اس دن بہت بڑا جشن ہوا۔ دربار میں شعرار نے اس کی مدح میں قصائد سنائے۔

صفاتِ معتصم

معتصم کو ہارون یا مامون کی طرح علم وادب میں ذوق نہ تھا۔ اس کی نمایاں ترصفت شجاعت تھی۔ زمین کی آبادانی کا بھی بڑا خیال رکھتا تھا۔ وزیر ابن زیات کو حکم دے رکھا تھا کہ جو افتادہ زمین تم ایسی دیکھو کہ اس سال اس پر اگر دس روپیہ صرف کر دو تو سال آئندہ

Marfat.com

ہیں اس سے گیارہ روپے وصول ہوں تو ایسے خرچ کے لئے مجھ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شہر سامرا کو اسی نے آباد کیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ترکوں کی کثرت سے بغداد میں ان کی گنجایش نہیں رہی اور ان کی جہالت اور وحشت سے باشندوں کو اذیت ہونے لگی۔ نیز ایرانی اور ترکی سپاہیوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اور معتصم کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ان میں باہم خلفشار واقع نہ ہو جائے۔ اس لئے بغداد سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر دجلہ کے کنارے اس مقام کو جہاں ہارون نے نہر قاطول نکالی تھی۔ اور اپنے لئے ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔ چھاؤنی کے لئے منتخب کیا۔ ۲۲۰ھ میں وہاں جاکر اپنے لئے ایک محل اور فوج کے لئے مکانات بنوائے۔ بیچ میں جامع مسجد اور بازار تعمیر کرایا۔ اشناس اور اس کے ماتحت ترکی امراء کے لئے محلہ کرخ فیروز بنوایا۔ اور ان کو اس میں آباد کرا دیا۔ اور اس کے بعد اسی کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ جس کی وجہ سے وہاں کی آبادی میں اس قدر ترقی ہو گئی کہ وہ بغداد کا ہم مقابل ہو گیا۔

Marfat.com

وفات یکم محرم ۲۲۷ھ کو معتصم کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور ۱۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ مطابق ۵ جنوری ۸۴۲ء کو اس نے سامرا میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۸ سال ۸ ماہ ۸ روز رہی۔

ولایت عہد معتصم نے بھی اپنے بعد صرف ایک ہی ولیعہد اپنے بیٹے ہارون کو بنایا۔

Marfat.com

(۹) واثق

ابو جعفر ہارون بن معتصم بن ہارون الرشید یہ ایک رومی کنیز قراطیس کے شکم سے تھا سنہ ۱۸۶ھ میں مکہ کے راستے میں اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ معتصم کے وفات کے دن یوم پنجشنبہ ۸ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ اور اس کا لقب واثق باللہ رکھا گیا۔

یہ بڑا عالم، علم دوست اور فلسفیانہ خیالات کا تھا اس نے مامون کی مجلس مناظرہ کو پھر زندہ کیا۔ جس میں ہر خیال کے علماء مجتمع ہو کر بحث کرتے تھے چونکہ یہ بھی اعتزال کا حامی تھا اس لئے اس کے زمانہ میں بھی مسئلہ خلق قرآن میں شدت زیادہ بڑھ گئی۔

وزارت معتصم کے زمانہ میں واثق وزیر ابن زیات کا سخت دشمن تھا اور قسم کھا چکا تھا کہ جب میں خلیفہ

Marfat.com

ہوں گا تو اس کو ضرور سزا دوں گا۔ لیکن بیعت خلافت کے بعد اس نے دیکھا کہ امراء میں سے کوئی اس قابل نہیں ہے کہ وزارت کے فرائض کو اچھی طرح انجام دے سکے۔ اس لئے مجبوراً اسی کو اس منصب پر قائم رکھا۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ ابن زیات کا اثر اور رسوخ معتصم کے زمانہ سے بھی زیادہ اس کے عہد میں بڑھ گیا۔ اور یہی آخر تک اس کا وزیر رہا۔

فوج

واثق کے عہد میں بھی فوج کی وہی حالت رہی جو معتصم کے زمانہ میں تھی اور ترکی امراء بدستور اپنے مناصب پر قائم رہے۔ خاص کر اشناس کو بہت عروج ملا۔ واثق نے دربار میں اس کے سر پر تاج رکھکر اس کو سپہ سالار اعظم بنایا۔

معتصم کے عہد میں عرب کی اس قدر حرمت باقی تھی کہ ان کے اوپر عجمی فوج نہیں بھیجی جاتی تھی لیکن واثق نے ان کا یہ احترام بھی اٹھا دیا۔ اور ترکی فوجوں سے ان کو پامال کرا دیا۔

شورش قبائل

اہل عرب جب ملکی اور فوجی مناصب سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ تو پھر ان میں وہی جاہلانہ بدویت پیدا ہونے لگی جو اسلام سے پہلے تھی اور تاخت تاراج اور غارتگری انھوں نے شروع کر دی۔

Marfat.com

قیس عیلان کا سب سے قوی قبیلہ بنی سلیم تھا جو مدینہ کے متصل حرہ بنی سلیم میں سکونت رکھتا تھا۔ اس نے مدینہ کے قرب وجوار پر دست تعدی دراز کیا۔ اور لوٹ مار کرنے لگا۔ اس قبیلہ کے لوگ جس بازار میں جاتے اس میں ظلم وستم کرتے اور چیزوں کو اپنے مقرر کردہ نرخ پر خریدتے۔

جمادی الثانی ۲۳۰ھ میں بنی سلیم کے رئیس عزیزہ بن قطاب نے بنی کنانہ اور باہلہ پر حملہ کیا۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا واثق نے حماد بن جریر طبری کو دو سو سپاہیوں کے ساتھ مدینہ کی حفاظت پر متعین کیا۔ محمد ابن صالح امیر مدینہ نے حماد کو عزیزہ کے مقابلہ میں بھیجا۔ وہاں سے تین منزل کے فاصلہ پر مقام روشیہ میں اس سے مقابلہ ہوا۔ حماد نے شکست کھائی اور مارا گیا۔ بنی سلیم نے اس کی فوج کا ساز وسامان لوٹ لیا۔ اور اب مدینہ پر بھی انھوں نے حملے شروع کر دیئے۔ خلیفہ نے بغا کبیر کو ترکی ایرانی نیز مغاربہ فوج کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مقدمہ لشکر پر طردوش ترکی تھا۔ اس نے بنی سلیم کے پچاس آدمیوں کو قتل اور پچاس کو گرفتار کیا۔

جب بغا حرہ بنی سلیم میں پہنچا۔ تو اس نے اس قبیلہ کے لوگوں کو جمع کر کے ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو جو شر اور فساد میں حصہ لیتے تھے

Marfat.com

پکڑ لیا۔ ذی قعدہ ۲۳۰ھ میں ان کو مدینہ میں لاکر یزید بن معاویہ کے گھر میں بند کیا۔ اور خود حج کے لئے روانہ ہوگیا۔ واپسی میں قبیلہ بنی ہلال کے تین سو آدمیوں کو جو رہزنی کرتے تھے پکڑ لیا اور بنی سلیم کے ساتھ ان کو بھی اسی گھر میں قید کر دیا۔

اسی اثنا میں اس کو بنی مرہ کی طرف جانا پڑا۔ کیونکہ ان لوگوں نے بھی شورش اٹھا رکھی تھی ادھر ان قیدیوں نے دیوار میں نقب لگائی اور چاہا کہ نکل جائیں۔ اہل شہر کو خبر ہو گئی۔ انھوں نے مجتمع ہو کر روکا۔ قیدیوں نے لڑنا شروع کیا۔ اہل مدینہ نے ان سب کو جن کی تعداد تیرہ سو سے زیادہ تھی قتل کر ڈالا۔ بغا جب آیا تو اس کو اس قدر جانوں کے ضائع ہو جانے پر بہت افسوس ہوا۔

بنی مرہ اور بنی فزارہ جو فدک پر قابض ہو گئے تھے ان کے پاس بغا نے ایک فزاری رئیس کو بھیجا کہ ان کو امان دے کر لاؤ اس نے جاکر شاہی فوج کی سطوت سے ان کو ڈرایا وہ ڈر کر پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ اور صرف چند اشخاص ان میں سے حاضر ہوئے۔

بغا نے بنی اشجع اور غطفان کو بھی امان دی اور ان سے حلف لیا کہ جب وہ بلائے جائیں گے۔ حاضر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بنی کلاب کو جمع کیا۔ تقریباً تین ہزار آدمی حاضر ہوئے ان

Marfat.com

ہیں سے تیرہ سو اشخاص کو جو اہل فساد تھے پکڑ لیا۔ اور رمضان سنہ ۲۳۱ھ میں ان کو مدینہ میں لاکر قید کر دیا۔ اور پھر حج کے لئے مکہ کو گیا واپسی کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اشجع اور غطفان ابھی تک قتل و غارت سے باز نہیں آئے۔ اس لئے ان کو بلایا لیکن بجز دو ایک آدمیوں کے اور کوئی نہیں آیا۔

سنہ ۲۳۲ھ میں واثق نے حکم بھیجا کہ بنی نمیر بلاد یکامہ میں قتل و غارت گری کر رہے ہیں ان کی طرف بڑھو۔ بغا اس طرف گیا انھوں نے مقابلہ کیا۔ جس میں ان کے پچاس آدمی مقتول اور چالیس گرفتار ہوئے۔ وہاں سے وہ بنی نمیم کی ایک بستی مرأۃ کی طرف آیا اور ان کے پاس کئی قاصد بھیجے۔ کہ تم لوگ سرکشی سے باز آؤ۔ لیکن وہ باز نہیں آئے۔ اور اس کے فرستادوں کو گالیاں دیتے رہے۔ بغا جب ان کی طرف بڑھا۔ تو پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ اس لئے ایک دستہ فوج ان کے پیچھے بھیجا۔ لیکن وہ ہاتھ نہ آئے آخر خود ان کے تعاقب میں چلا۔ مقام روضۃ الابان میں مقابلہ ہو گیا۔ بغا نے محمد بن یوسف جعفری کو ان کی فہمایش کے لئے بھیجا۔ انھوں نے ابن یوسف سے کہا کہ ہم نے تمہاری حفاظت اور حمایت کی لیکن افسوس ہے کہ تم نے ہماری قرابت اور حرمت کا کچھ خیال نہ کیا اور آج ان غلاموں اور

عجمی وحشیوں کو ہمارے مٹانے کو لائے اس کا مزا ہم تم کو چکھا دینگے۔

صبح کے وقت بنی تمیم نے اس طرح حملہ کیا کہ آگے پیادہ فوج کو رکھا اور پیچھے سواروں کو ترکی فوج شکست کھا گئی۔ بغا بھی ایک طرف بھاگا۔ اور قریب تھا کہ مقتول ہو جائے۔ لیکن اسی اثنا میں دو سو ترکوں کا ایک دستہ جو بنی نمیر کے مقابلہ میں بھیجا گیا تھا واپس آ گیا اس نے یہ کیفیت دیکھکر اپنے طبل و کوس بجانے شروع کئے بنی تمیم کے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کوئی تازہ دم فوج کمک کے لئے آ گئی۔ اس لئے وہ گھبرا گئے ان کے سواروں نے راہ گریز اختیار کی اور پیادے سب کے سب مارے گئے۔

بغا تین دن تک وہاں ٹھہرا جو لوگ بھاگ گئے تھے انھوں نے اس سے امان مانگی۔ بغا نے امان منظور نہیں کی سب کو گرفتار کر لیا۔ اور اپنے ساتھ لے چلا۔ راستہ میں ایک مقام پر انھوں نے بھاگنے کی کوشش کی بغا نے ان کو کوڑوں سے خوب پٹوایا۔ ذیقعدہ ۲۳۲ھ میں ان کو لے کر بصرہ میں پہنچا۔ وہاں سے مدینہ کے عامل محمد بن صالح کو لکھا کہ بنی فزارہ مرہ، اور ثعلبہ وغیرہ کے جس قدر قیدیوں کو میں تمہاری حوالات میں چھوڑ آیا ہوں ان کو لے کر بغداد میں آجاو۔ بغا وہاں سے کل قیدیوں کو جن کی تعداد ۲۲۰۰ تھی۔ خود لے کر سامرا پہونچا۔

Marfat.com

مصادرۂ کتاب

ہر چند کہ اس عہد میں دفاتر مرتب تھے لیکن ان کی جانچ پڑتال نہ ہونے کی وجہ سے اکثر کاتب خیانت پیشہ ہو گئے تھے۔ رشوت خوری کے علاوہ خود سرکاری مال غبن کرتے تھے۔ چنانچہ یہ عہدے بڑے قیمتی ہو گئے تھے اور بیش قرار رقمیں دیکر خریدے جاتے تھے۔

جو شخص کسی محکمہ میں کاتب ہوتا تھا وہ بہت جلد اغنیار شہر میں شمار ہونے لگتا تھا۔ خلفار اس بات کو دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے لیکن اس کا کوئی بند وبست نہیں کر سکتے تھے۔

ابتدا میں واثق چونکہ ان امور کی طرف سے غافل رہا اس وجہ سے اس کے عہد میں عاملوں اور کاتبوں کی خیانت اور بددیانتی بہت بڑھ گئی۔ مجبوراً اس نے یہ طریقہ نکالا کہ جس کی ثروت اس کی جائز آمدنی سے زیادہ دیکھتا اس کے اوپر خیانت کا گمان کرکے جرمانہ میں ایک رقم اس سے وصول کر لیتا۔ محرروں کے علاوہ ہر دفتروں سے جو رقمیں اس نے اس طرح پر وصول کیں ان کی تفصیل یہ ہے:-

احمد بن اسرائیل کاتب	۸۰۰۰۰	دینار
سلیمان بن دہب کاتب ایتاخ	۴۰۰۰۰۰	//
حسن بن وہب	۱۴۰۰۰	//

Marfat.com

احمد بن خصیب اور اس کے ماتحتوں سے ۱۰۰۰۰۰۰ دینار
ابراہیم بن رباح اور اس کے ماتحتوں سے ۱۰۰۰۰۰ "
نجاح ۶۰۰۰۰ "
ابو الوزیر ۱۴۰۰۰۰ "

میزان ۱۷۹۴۰۰۰ دینار

لیکن یہ طریقہ نہ کسی اصول پر مبنی تھا نہ تعین رقم کے لئے کوئی نظام تھا جس کی وجہ سے اہل غرض کو اس قسم کی تہمتیں لگانے کے موقع حاصل ہو گئے۔

احوال خارجیہ رومیوں کے ساتھ جنگ کا سلسلہ واثق کے عہد میں بھی جاری رہا۔ چونکہ دونوں فریق کے پاس ایک دوسرے کے اسیران جنگ تھے اسلئے باہم یہ طے ہوا کہ ان کا تبادلہ کر لیا جائے۔

پہلا تبادلہ ۳۷۰۰ اسیروں کا ہارون کے عہد میں دریائے لامس کے کنارے ہوا تھا پھر دوبارہ اسی کے زمانہ میں ۲۵۰۰ قیدی چھڑائے گئے یہ تیسرا تبادلہ تھا جو واثق کے عہد میں ہوا۔ دونوں فریق دریائے لامس کے ایک جانب اسیروں کو لے کر یوم عاشورا ۲۳۱ھ کو آئے وہاں دو پل بنائے گئے کہ ایک پر سے مسلمان قیدی آئیں اور دوسرے پر رومی قیدی جائیں۔ تبادلہ تعداد پر تھا یعنی ایک اسیر کے بدلے میں ایک اسیر خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ اس موقع پر ۴۶۰۰ قیدی چھڑائے گئے جن میں سے دو سو عورتیں اور بچے

اور پانچ سو ذمی تھے۔ سو ذمی مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ خاقان نے جو خلیفہ کی طرف سے اس کام کے لئے آیا تھا۔ ان کو بلا فدیہ چھوڑ دیا اور رومی امیر سے کہا کہ ہم نے اس لئے ان کو مفت آزاد کر دیا کہ اس تبادلہ میں بھی ہمارا احسان اور درجہ تمہارے اوپر غالب رہے۔

عجیب و غریب بات یہ تھی کہ قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنا ایک آدمی اس غرض کے لئے بھیجا کہ وہ جا کر مسلمان قیدیوں سے اس بات کا اقرار لے کہ قرآن مخلوق ہے جو اس کو مان لے وہ چھڑایا جائے اور جو اقرار نہ کرے وہ کافر ہے اس کو چھڑانے کی ضرورت نہیں اس سے اس کے اعتزال کے غلو کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

وفات

واثق کی عمر کا چھتیسواں سال تھا کہ وہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا۔ اور ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ مطابق ۱۱ اگست ۸۴۷ء کو انتقال کر گیا۔ اس نے کسی کو اپنا ولی عہد نہیں بنایا۔

مدت خلافت پانچ سال نو ماہ اور گیارہ روز رہی۔

تمت

جاوید پریس میکلوڈ روڈ کراچی

Marfat.com